وزارت مذہبی امور و اقلیتی امور

اصلاحِ معاشرہ میں خواتین کا کردار

تعلیماتِ نبوی کی روشنی میں

مقالاتِ سیرت (خواتین)

حصّہ دوم

قومی سیرت کانفرنس برائے خواتین

ربیع الاول ۱۴۰۸ھ — نومبر ۱۹۸۷ء

شعبۂ تحقیق و مراجع — وزارت مذہبی امور و اقلیتی امور - اسلام آباد

وزارت مذہبی امور و اقلیتی امور

اصلاح معاشرہ میں خواتین کا کردار

تعلیماتِ نبوی کی روشنی میں

مقالاتِ سیرت (خواتین)

(حصہ دوم)

قومی سیرت کانفرس برائے خواتین

ربیع الاول ۱۴۰۸ھ نومبر ۱۹۸۷

شعبۂ تحقیق و مراجع وزارتِ مذہبی امور و اقلیتی امور۔ اسلام آباد

Marfat.com

فہرست

۱	اصلاحِ معاشرہ میں خواتین کا کردار تعلیماتِ نبوی کی روشنی میں	بلقیس ریاض	۱
۲	اصلاحِ معاشرہ میں خواتین کا کردار تعلیماتِ نبوی کی روشنی میں	ڈاکٹر قمر واحد	۹
۳	اسلامی معاشرہ میں خواتین کا کردار تعلیماتِ نبوی کی روشنی میں	بیگم قمر النساء قمر	۱۹
۴	اصلاحِ معاشرہ میں خواتین کا کردار تعلیماتِ نبوی کی روشنی میں	زینب النساء نزہت	۲۴
۵	اسلامی معاشرہ میں عورت کا کردار سیرتِ نبوی کی روشنی میں	یاسمین خٹک	۳۰
۶	اصلاحِ معاشرہ میں عورت کا کردار سیرتِ نبوی کی روشنی میں	ناہید یوسف	۳۷
۷	اصلاحِ معاشرہ میں عورت کا کردار تعلیماتِ نبوی کی روشنی میں	آنسہ غلام زینب بانو	۴۵
۸	اصلاحِ معاشرہ میں عورت کا کردار سیرتِ نبوی کی روشنی میں	سیدہ بشرہ تابش	۵۲
۹	اصلاحِ معاشرہ میں خواتین کا کردار تعلیماتِ نبوی کی روشنی میں	راشدہ نثار	۶۱
۱۰	اصلاحِ معاشرہ میں عورت کا کردار سیرتِ نبوی کی روشنی میں	بیگم راحت آغا	۷۲

Marfat.com

۱۱	اصلاحِ معاشرہ میں خواتین کا کردار تعلیماتِ نبوی کی روشنی میں	سلمیٰ ہاشمی	۸۲
۱۲	اصلاحِ معاشرہ میں خواتین کا کزدار تعلیماتِ نبوی کی روشنی میں	بیگم آفتاب سرور عالم	۹۵
۱۳	اصلاحِ معاشرہ میں عورت کا کردار سیرتِ نبوی کی روشنی میں	بیگم منور پرواز	۱۰۸
۱۴	اصلاحِ معاشرہ میں خواتین کا کردار تعلیماتِ نبوی کی روشنی میں	آنسہ سلطان جہاں	۱۲۰
۱۵	اصلاحِ معاشرہ میں عورت کا کردار سیرتِ طیبہ کی روشنی میں	آنسہ غلام خاتون یوسف	۱۳۱
۱٦	اصلاحِ معاشرہ میں خواتین کا کردار تعلیماتِ نبوی کی روشنی میں	سعدیہ ظفر	
۱۷	اصلاحِ معاشرہ میں خواتین کا کردار تعلیماتِ نبوی کی روشنی میں	بیگم محمودہ نزہت	۱۵۷
۱۸	اصلاحِ معاشرہ میں خواتین کا کردار تعلیماتِ نبوی کی روشنی میں	بیگم شمیم رفیع خواجہ	۱٦۲
۱۹	مسلم معاشرہ میں خواتین کا کردار تعلیماتِ نبوی کی روشنی میں	ثریا بتول علوی	۱۷۱
۲۰	اصلاحِ معاشرہ میں خواتین کا کردار تعلیماتِ نبوی کی روشنی میں	فرحانہ شفیق	۱۸۲
۲۱	اصلاحِ معاشرہ میں عورت کا کردار تعلیماتِ نبوی کی روشنی میں	غزالہ اسمعیل	۱۹۱
۲۲	اصلاحِ معاشرہ میں خواتین کا کردار تعلیماتِ نبوی کی روشنی میں	مسز فرحت علی	۱۹۹

Marfat.com

بلقیس ریاض

اصلاحِ معاشرہ میں خواتین کا کردار
تعلیماتِ نبوّی کی روشنی میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لَقَدْ جَاۤءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

(ترجمہ) البتہ تمہارے پاس تم ہی میں ایک رسول آیا جن پر مضرت کی بات گراں گذرتی ھے جو تمہاری منفعت کے خواہش مند رہتے ھیں اور ایمانداروں کے ساتھ بہت مہربان اور رحم فرمانے والے ھیں۔

اللھم صل علی سیدنا محمد النبی الامی وعلیٰ آلہ وبارک وسلم

مجھ جیسی حقیر و ناچیز کی کیا مجال کہ سرور کائنات و رحمۃ العلمین اور فخرِ دو جہاں و خاتم النبیین کی ذات بابرکات کے بارے میں قلم اٹھاؤں ، جن کا نام ہزار بار بھی گلاب سے منہ کو دھوئیں تو تب بھی نام لینے کا حق ادا نہیں کیا جا سکتا۔ حضور ﷺ خا لی اصلاح معاشرہ نہیں بلکہ آفاقی پیغام لیکر آئے تھے۔ جو کہ جغرافیۂ قیود وحدود سے آزاد تھا اور خود اللہ کریم نے قرآن پاک میں کہا کہ میں نے حضور ﷺ کی ذات کو تمام عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔

ظہورِ اسلام سے قبل دنیا بھر میں خواتین کی حالت ہی قابلِ رحم تھی۔ ھندو مت کے لوگ عورت کا مستقل وجود تسلیم نہیں کرتے تھے بلکہ ان کے نزدیک عورت کا وجود مرد کے تابع ھے۔ اسی لئے شوہر کی وفات کے بعد اس کی بیوی کو آگ میں جلا دیا جاتا تھا اور یہ ستی کی رسم کہلاتی تھی۔ ھندوؤں میں آج بھی بیوہ عورت کو منحوس اور پاپ تصور کیا جاتا ھے اور اکثر اس کو گھر کے باھر رکھا جاتا ھے تاکہ وہ گھر والوں سے دور رھے۔

Marfat.com

ہندوستان میں عورت کے لئے حصول علم کی ممانعت تھی مصراور ہندوستاں میں حسین دوشیزاؤں کو بتوں کے نام پر قربان کیا جاتا تھا ۔ مصر میں جب دریائے نیل چلنا بند ہو جاتا ، تو وہاں کے لوگ کسی حسین دوشیزہ کو دریا کی بھینٹ چڑھا دیتے تھے ۔

عیسائیوں کا عقیدہ یہ تھا کہ عورت کی روح نہیں ہوتی اس لئے وہ عورت کے مستقل وجود کے قائل نہیں تھے ۔ عیسائی خواتین اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر اپنی کوئی چیز بیچ نہیں سکتیں اور نہ کسی کو ہدیہ کے طور پر دے سکتی ہیں اکثر قوموں میں عورت کو مارا پیٹا جاتا اور ان سے سخت محنت ومشقت کے کام لئے جاتے تھے ۔

عربوں میں بچّی کی پیدائش کو توہین خیال کیا جاتا تھا اور باپ رنجیدہ ہو کر اپنی قوم سے منہ چھپاتا پھرتا تھا اور سوچتا یہ تھا کہ ذلّت برداشت کر کے بچّی کو زندہ رہنے دے یا مٹی میں دبا دے ۔

بعض قبائل ، بچیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے ۔ عرب میں کسی شخص کی وفات کے بعد اس کی بیویاں مال و جائیداد کی طرح وراثت میں تقسیم کی جاتی تھیں اور اس کے بیٹے اپنی سوتیلی ماؤں سے یا تو خود نکاح کر لیتے یا جس سے چاہتے زبردستی انہیں بیاہ دیتے ۔ خواتین کو مارنے کا رواج عام تھا ۔ لوگ بار بار طلاق دیکر واپس لے آیا کرتے تھے اور کبھی ایسا کرتے کہ نہ تو طلاق دیتے اور نہ ہی اپنے گھر میں رکھتے اور نہ ہی خواتین کو دنیا میں کہیں بھی وراثت میں حصہ ملتا ۔

حضور ﷺ نے اپنے احکام سے جس طرح معاشرے کو تبدیل کیا وہ اس دنیا میں اپنی مثال آپ ہے ۔ سب سے پہلے تو لاتعداد شادیوں کی حد مقرر کی گئی اور سب سے برابر سلوک کرنے کا حکم دیا گیا اور لوگوں کو بتایا گیا کہ وہ سب ایک ہی نفس سے پیدا کئے گئے ہیں ۔ عورت اور مرد کے دونوں کے مستقل وجود ہیں اپنی تخلیق کے اعتبار سے ایک جیسے ہیں اور آگے نسل پھیلانے میں بھی دونوں شریک ہیں ۔ شادی کو معاہدہ قرار دیا گیا ہے ، جو طلاق اور خلع کے ذریعے منسوخ بھی ہو سکتا ہے ۔ بیوہ خواتین کو شادی کی تاکید کی گئی ۔ عورتوں کی ناحق جان لینے کو جرم قرار دیا گیا ۔ مال و جائداد کی طرح عورتوں کو وراثت کے طور پر حاصل کرنے کی

Marfat.com

ممانعت کی گئی ۔ مردوں اور عورتوں کو ایک دوسرے کا لباس بتایا گیا ۔ جس کا مطلب یہ ھے کہ عورت اور مرد ایک دوسرے کی زیب اور زینت اور ایک دوسرے کے عیب چھپانے والے اور محافظ ھیں

حضور ﷺ نے بچوں کی پرورش اور قربت کو جنت میں اپنے قرب کا ذریعہ بتایا ۔ ماں کے قدموں کے نیچے جنت کی بشارت دی ۔ آدمی کی بہتری کا معیار اپنی بیوی کے ساتھ حسن سلوک کو قرار دیا گیا ۔ سوائے مخصوص حالات کے خواتین کو مار پیٹ کی ممانعت کی گئی ۔ شوھر کو حسبِ حیثّیت بیوی کے اخراجات کا ذمہ دار ٹھرایا گیا ۔ مرد عورت کی کفالت ، حفاظت اور خدمت کا ذمہ دار بنایا گیا ۔ عورت کو مرد کی فرمانبرداری لازم قرار دی گئی ۔ مہر کی ادائگی شوھر پر لازمی قرار دی گئی ۔ عورتوں کی طلاق کی حدیں مقرر کی گئی اور عورتوں کے ساتھ یہ سلوک،کہ نہ ان کو طلاق دی جائے اور نہ ان کے حقوق ادا کیئے جائیں قانوناً جرم قرار دیا گیا ۔ ایک سے زائد شادی کی صورت میں تمام بیویوں کے ساتھ یکساں سلوک کی تاکید گئی ۔ عورتوں کو نہ صرف یہ کہ علم کے حصول کی اجازت دی گئی بلکہ مردوں کی طرح علم کا حصول خواتین پر فرض کیا گیا ۔ حضور ﷺ نے خواتین کی تعلیم کے لئے مختلف اقدامات کئے ، ھفتے میں ایک بار حضور ﷺ خود خواتین کو اسلامی احکام کی تعلیم دیتے تھے ۔ یہ ایک عالمگیر تبدیلی کا پیش خیمہ تھا ۔ اس لئے حضور ﷺ کو یہ علم تھا کہ مثالی معاشرے کی بنیاد کا وجود ماں کی گود سے شروع ھوتا ھے ۔

بچّہ جب عالم غیب سے یکایک دنیا میں قدم رکھتا ھے تو ایسے آئینے کی طرح ھوتا ھے جس کی سطح بالکل صاف اور ھر قسم کے اثرات قبول کرنے پر آمادہ ھوتی ھے نہ کسی کا عکس اس میں نظر آتا ھے اور نہ ہی کسی کی تصویر اس پر منقش ھوتی ھے ایسی حالت میں جس قسم کی تصویر اور عکس اس پر ڈالا جاتا ھے ، ھمیشہ کے لئے قائم ھو جاتا ھے ۔ اگر خوش نما نقش و نگار سے اس کی سطح مزین کی گئی تو ھمیشہ کے لئے وہ آئینہ خوب صورت ھو گیا ۔ اگر بدقسمتی سے کسی ناواقف اور جاھل نے ٹیڑھی سیدھی لکیریں کھینچ دیں تو ھمیشہ کے لئے بدنما ھو گیا ۔

Marfat.com

عورت کے طبعی فرائض کے لئے ھدایت تو یہ ھے کہ یوم ِ ولادت سے لیکر آخر ایّام ِ طفولیت تک بچّے کی ھر حرکت اور فعل کی نگھداشت کرے ۔ عمدہ خصائل کا اسے عادی بنائے ۔ بری باتوں سے محفوظ رکھے ۔ اے دیکھنا یہ ھے کہ ایک اسلامی معاشرے میں ایک خاتون کا کردار سرور کائنات ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں کیا ہے ۔ اس سلسلہ میں مسلمان خواتین کے کندھوں پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ھوتی ھے اور اس کو نبھانے کے لئے جب تک حضور ﷺ کی سیرت اور انقلاب کا بغور مطالعہ نہ کیا جائے تو اصلاح معاشرہ کی طرف کوئی پیش رفت نہیں ھو سکتی ۔

اصلاح معاشرے میں سب سے اھم نقطہ حقوق العباد کا ھے کہ انسان کو معاشرے میں دوسرے انسان کے حقوق کا علم ھے اور یہ بنیادی نقطہ جب تک ماں حضور ﷺ کی تعلیمات اور اسلام کی روشنی میں بچّے کو نہ پڑھائے گی ، اصلاح معاشرہ کی طرف کوئی عملی قدم نہ اٹھ سکے گا اس لئے میری ناقص رائے میں مرد سے بڑھکر عورت کا مقام ھے ۔

اسلامی تعلیمات کے نتیجے میں عورتوں نے نہایت عظیم کارنامے انجام دیئے ہیں ۔ حضور ﷺ کی کم از کو تین بیویوں نے احادیث جمع کرنے میں اور اس کے مستند ھونے میں عظیم کارنامہ انجام دیا ۔ ان میں سرفہرست حضرت عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام آتا ھے

اسلام کے اپنے عروج کے دور میں قابل ِ فخر خواتین پیدا ھوئیں ۔ مسلم خواتین کے بارے میں لکھی گئی کتابوں کے مطالعہ سے ایسی ھزاروں خواتین کے حالات کا پتہ چلتا ھے جو ماضی میں علمی اور فنی سرگرمیوں اور دیگر قومی امور میں حصہ لیتی رھی ھیں اور اپنے علمی اور فنی کمالات کا مظاہرہ کرتی رہی ھیں ۔ مثلا خلیفہ ھارون الرشید کی بیگم بوران زبردست عالمہ تھیں ۔ اس کو یونانی اور لاطینی زبانوں پر عبور حاصل تھا ۔ انہوں نے فلسفہ یونان کی کئی کتابوں کا عربی ترجمہ کیا ۔ وہ علم فلکیات کی ماھر تھیں اور رصدگاہ میں سائنسی آلات کے ذریعے اجرام فلکیہ کا مشاہدہ کرتی تھیں ۔

پانچویں صدی ھجری میں ایک خاتون سیدہ فخر النساء جامع مسجد بغداد میں

Marfat.com

حاضرین کی کثیر تعداد کے سامنے علم کلام شاعری اور ادب پر بڑے بلیغ انداز میں خطبے دیا کرتی تھیں

چھٹی صدی ہجری کی ایک خاتون شہیدہ ، حدیث ، تاریخ اور ادب میں اتنی ماہر تھیں که اس دور میں بغداد کا کوئی ایسا عالم نه تھا جس نے ان کی شاگردی نه کی ھو۔

حافظ ابن حجر نے اپنی کتاب الاصابه میں ایسی سینکڑوں خواتین کا ذکر کیا ھے جو حدیث کی عالمۃ تھیں ۔ اندلس کے شہر قرطبه میں ہزاروں خواتین خطاطی یعنی خوشنویسی کا فن جانتی تھیں اور خطاطی کے قریعے اپنی معاشی بہتری کا سامان کرتی تھیں ۔

اندلس کے مشہور طبیب اور سائنسدان ابن زھری کی بہن اور بھانجی ڈاکٹر تھیں اور امراضِ نسواں میں ان کو خصوصی مہارت حاصل تھی۔

اس ضمن میں رسول پاک ﷺ نے جبل رحمت پر حجۃ الوداع کے موقعه پر خطبه ارشاد فرمایا ۔ وہ دراصل اسلامی تعلیمات کا لبِ لباب ھے اور انسانیت کے لئے منشور کا درجه رکھتا ھے ۔ اس سے پیشتر که میں اس حصّے کو یہاں لکھوں جو که خواتین سے متعلقه ھے میں قارئین سے یه بھی درخواست کرونگی که وہ سوچیں که ان الفاظ کا محرک کیا ھے.وہ تاریخی الفاظ حسبِ ذیل ھیں ۔

'لوگوں تمہاری بیویوں کا تم پر حق ھے اور ان پر تمہارا حق ھے ۔ بیوی پر تمہارا حق اتنا ھے که وہ تمہارے بستر کو کسی غیر مرد سے آلودہ نه کریں ۔ تمہارے گھروں میں داخل نه کریں جنہیں تم ناپسند کرتے ھو ۔ انہیں کوئی معیوب کام نہیں کرنا چاھیئے ۔ اگر وہ کوئی ایسا کام کریں تو خدا نے تمہیں اختیار دیا ھے که تم انہیں سرزنش کرو ، اگر وہ پھر بھی باز نه آئیں تو ان کو ایسی مار مارو جو نمودار نه ھو ۔ اگر وہ باز آ جائیں تو تم پر واجب ھے که انہیں اچھا کھلاؤ اور رواج کے مطابق اچھا پہناؤ'۔

حضور ﷺ کے خطبے کے یه تاریخ ساز الفاظ محض نمائشی نه تھے.کیونکه

Marfat.com

حضور ﷺ کی دور رس نگاہ کو یہ علم تھا کہ عورت کا کردار معاشرے میں کیا ھے وہ آئندہ نسلوں کی امین ھے اس لئے ایک مسلمان خاتون کو تعلیماتِ اسلام کی روشنی میں ایک اھم کردار ادا کرنا ھے ۔ راست گوئی ، صدق ، توکل ، خوف خدا ، صبر ، غنا ، توحید ، اللہ کی رضا کو تسلیم کرنا یہ تمام باتیں اخلاقِ حمیدہ کی بنیاد ھیں اور ایک خاتون چاھئے ماں ھو ، بیوی ھو ، بہن یا بیٹی ھو وہ ھر کردار میں ان اوصاف پر عمل کر سکتی ھے اور دوسروں کو بھی عمل کروا سکتی ھے ۔

اخلاقِ حسنہ اسلام کی بنیادی تعلیم ھے اس سلسلہ میں قرآن مجید کی سورۃ شوریٰ مندرجہ ذیل آیت پر آپ کی توجہ مبذول کرواتی ھوں۔

محمد رسول اللہ ﷺ ان کے اخلاقی اوصاف یہ بیان ھوئے ھیں۔
وَعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ وَالَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبٰٓئِرَ اَلْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَاغَضِبُوْھُمْ یَغْفِرُوْنَ وَالَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّھِمْ وَاَقَامُوْا الصَّلٰوۃَ وَاَمْرُھُمْ شُوْرٰی بَیْنَھُمْ وَمِمَّا رَزَقْنَاھُمْ یُنْفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ اِذَا اَصَابَھُمُ الْبَغْیُ ھُمْ یَنْتَصِرُوْنَ وَجَزٰٓؤُاسَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُہ عَلَی اللّٰہِ اِنَّہ لَایُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِہٖ فَاُولٰٓئِکَ مَا عَلَیْھِمْ مِنْ سَبِیْلٍ اِنَّمَا السَّبِیْلُ عَلَی الَّذِیْنَ یَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَیَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ اُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذَالِکَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ

(ترجمہ) ۔ جو غصہ کی حالت میں معاف کرتے ہیں اور اپنے پروردگار کی پکار کا جواب دیتے ھیں ، نماز ادا کرتے ھیں ، اور ان کے کام باھم مشورے سے ھوتے ھیں اور ھم نے ان کو جو دیا ھے اس میں سے کچھ خدا کی راہ میں دیتے ھیں اور جب ان پر چڑھائی ھو تو وہ بدلہ لیتے ھیں اور برائی کا بدلہ ویسی ھی برائی ھے تو جو کوئی معاف کر دے اور نیکی کرے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ھے وہ ظلم کرنے والوں کو پیار نہیں کرتا اور اگر کوئی مظلوم ھو کر بدلہ لے لے تو اس پر کوئی ملامت نہیں ملامت تو ان پر ھے جو لوگوں پر از خود ظلم کرتے ھیں اور زمین میں ناحق فساد مچاتے ھیں ان کس کیلئے دردناک عذاب ھے جو مظلوم ھونے پر بھی ظالم کو معاف کر دے اور سہہ لے تو یہ ھمت کا کام ھے

اس ضمن میں یہ کہنے پر جسارت کرونگی کہ جہاں تک عورت کا تعلق ھے

Marfat.com

حضور ﷺ کی تمام تعلیمات کا ماحاصل اس کی آئندہ نسل کی تربیت کی ذمہ داری کے حوالے سے ھے اس سلسلہ میں سورۃ التحریم میں ایک آیت ایسی ھے جس کی تفصیل و تشریح میں دفتر کے دفتر لکھے جا سکتے ہیں مندرجہ ذیل آیت پر آپکی توجہ مبذول کرواتی ھوں

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا

(التحریم ۔ ۱)

ترجمہ ۔ اے ایمان والوں تم اپنے آپ کو اور اھل و عیال کو آگ سے بچاؤ

اپنے اھل و عیال کو آگ سے بچانا خاندان کے بزرگ کا فرض ھے جس میں عورت کو کبھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ۔ یہ آگ جہنم کی آگ ہے مگر ان تمام برائیوں خرابیوں اورھلاکتوں سے ان کی حفاظت ھے جو بالآخر انسان کو دوزخ کی آگ کا مستحق بنا دیتی ھے ۔

خدا پاک نے سورۂ فرقان میں ان لوگوں کی تعریف لکھی ھے جو اپنے بیوی بچّوں کے حق میں دعا خیر کرتے ہیں اور کہتے ھیں یا الٰہی ان کو ظاھر و باطن کا حسن ، صورت و سیرت کی خوبی اور دین و دنیا کی بھلائی کے ساتھ میری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا ۔

اسی طرح سورۃ احقاف میں دعا کی گئی ھے کہ اللہ میرے لئے میرے کاموں کو میری اولاد کو صالح بنا میں اپنے گناھوں سے تیری طرف سے باز آیا اور میں فرمانبرداروں میں سے ھوں ۔

ایک مشھور حدیث ھے جس میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے ھر ایک اپنی رعایا کا نگہبان اور تم میں سے ھر ایک سے اس کی نسبت باز پرس ھو گی مرد اپنی بیوی بچوں کا رکھوالا ہے اس کی پوچھ ھو گی اور بیوی اپنے شوھر کی نگران ھے اس سے اس کی پوچھ ھو گی (بخاری)

اصلاح معاشرہ میں اس سلسلہ میں عورت کی تعلیم کی اھمیت مرد کی تعلیم سے

Marfat.com

کسی صورت بھی کم نہیں ھے اور جب تک سیرت النبی ﷺ کا مطالعہ سکولوں اور کالجوں میں بطور نصاب کے رائج نہ کیا جائے گا ، اصلاح معاشرہ کی مثبت پیش رفت نہ ہو سکے گی کیونکـــہ جبتـک مسلمان بچیوں کو حضـور ﷺ کی تعلیمات سے روشناس نہ کرایا جائے گا ایک صحیح اسلامی معاشرہ قائم ھونے میں خاصی دقّت پیش آئے گی

Marfat.com

ڈاکٹر قمر واحد

اصلاح معاشرہ میں خواتین کا کردار
تعلیماتِ نبوی کی روشنی میں

ہمارے محسن ہمارے آقا حضرت محمد مصطفی ﷺ نے نہ صرف ہم فانی انسانوں کو لافانی مالکِ کائنات کو پہچاننے ، ماننے اس کے آگے سربسجود ہوکر اسکی عظمت وبرتری کا اقرار کرنا سکھایا بلکہ اس مالک کے حقوق ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالی کے بندوں کے حقوق او معاشرہ کے واجب الادا حقوق کی پہچان بھی کرائی اور انہیں ادا کرکے ایک مثالی فلاحی معاشرہ قائم کر کے بھی دکھایا انکی دی ہوئی تعلیمات کے آگے ہر دنیاوی تعلیم وفلسفہ شکست کھا چکا ھے کیونکہ کوئی بھی تعلیم وہ تمام چیزیں اپنے اندر سمو نہیں سکتی جو اسلامی تعلیمات کا حصہ ھیں اور جب بھی کسی معاشرہ کے رہنے والوں نے اس تعلیم پر عمل کیا ہے اور اسے اپنی زندگی میں لاگو کیا ہے خوشی اور راحت کے ساتھ اقوام عالم میں برتری اور بلندی ان کا مقدر بنی ہے اور وہ معاشرہ مکمل فلاح وخیر سے روشناس ھوا ہے ۔

نبی اکرم ﷺ کے بتائے ہوئے فرائض اور ان کی ادائیگی کے طور طریقوں کو مردوں اور عورتوں دونوں پر لازم کیا ہے اور ان فرائض کی بجا آوری کے بغیر ہم اپنے حقوق کبھی بھی حاصل نہیں کرسکتے ۔ اور خاص کر جب عورت کو نسل انسانی کی معمار ہستی کے خطاب سے نوازا گیا ہے تو انہیں اپنی فطری اور جسمانی صلاحیتوں کے مطابق معاشرہ کی اصلاح وفلاح اور پائداری کے لئے کئی حالتوں میں مردوں سے زیادہ اھمیت دی گئی ھے ۔

اگر معاشرہ کی تعریف کی جائے تو اس کا سب سے بنیادی اور پہلا عنصر خاندان ہے ، پھر محلہ ہے ، اور پھر پورا ملک یا جغرافیائی حدود ھیں اور آخر میں یہ دائرہ

Marfat.com

وسیع ھوکر پوری امّت محمّدی کو اپنے اندر جذب کر لیتا ھے ۔ عورت اس پورے دائرے میں اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ متحرک ہے اور اس کی حرکت کے تمامتر اثرات اسکے خاندان سے شروع ھو کر اسکے چاروں طرف پھیلے ھوئے انسانوں پر بالواسطہ یا بلاواسطہ پڑ رہے ھیں اور انکی زندگیوں پر وہ ان مٹ نشانات چھوڑتے جارہے ھیں جن کے اثرات ھم اپنے معاشرہ میں روز بروز دیکھتے جارہے ھیں ۔

کسی معاشرے میں عورت کی اھمیت کو اس طرح اجاگر نہیں کیا گیا جتنا اسلام نے کیا ہے ۔ معاشرے کے بنیادی عنصر گھر اور نظریاتی وجغرافیائی حدود دونوں کی پاسبانی کو ایک ہی طرح کے کام قرار دیا گیا ہے ۔ حدیثِ نبوی میں کہا گیا ہے کہ :

'عورتیں جہاد کا اجر شوھروں کے گھروں کی دیکھ بھال اور بچوں کی پرورش اور نگھداشت کے فرائض انجام دے کر ھی حاصل کر سکتی ھیں'

سبحان اللہ عورت کو ھمارے محسن و آقا حضور اکرم ﷺ نے کس مرتبہ کی بشارت دی ہے کہ مرد تو صرف کسی خاص موقعہ پر نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت میں کمر بستہ ھو کر جہاد کا اجر حاصل کر سکتا ہے لیکن عورت کو تو ہر لمحہ جہاد کا اجر ملتا رہتا ہے بشرطیکہ وہ لمحہ گھر کی دیکھ بھال یا بچّوں کی صحیح طریقہ سے دیکھ بھال میں صرف کیا جائے ۔ اور دیکھ بھال کا طریقہ جو خواتین اختیار کرتی ھیں اس کے لئے واضح رہبری اور ہدایات نہ صرف قرآن حکیم میں موجود ھیں بلکہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے ارشادات کے ذریعے انہیں ھم تک پہنچایا ہے ۔ اب یہ ھم عورتوں کا فرض ہے کہ اپنے خالق کو پہچانیں ، اور اپنی زندگی کے ان کاموں میں جو ھمارے اپنے اختیار میں ھیں اپنے آقا اور مالک کے احکامات مان کر ان کی فرمانبرداری کریں ، اور اس کے بھیجے ھوئے علم اور ارشاداتِ نبوّی کی روشنی میں اپنی اور دوسروں کی زندگی سنواریں ۔ اللہ جلّ شانہ نے ھماری جسمانی اور ذھنی قوت کو یکجا کردیا ہے ، اور ھمیں قوم وملک کی اصلاح ، اور اخلاقی ، سماجی اور معاشرتی ترقی کے نقطہ نظر سے نہایت اھم ، قیمتی اور عظیم بنایا ہے ۔

Marfat.com

جب ہم لفظ اصلاح معاشرہ کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس حقیقت کا اعتراف کر رہے ہیں کہ ہمارے معاشرے میں کچھ ایسی برائیاں ہیں جن کی وجہ سے ہم حقوق اللہ اور حقوق العباد اس طرح سے ادا نہیں کر رہے جس طرح کا حکم قرآن حکیم میں دیا گیا ہے اور جس کا عملی ثبوت ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفی ﷺ نے اپنی زندگی میں فرائض کی ادائیگی سے دیا اور جس کی پیروی خلفاء راشدین اور کئی دوسرے نیک اور صالحین مسلمانوں نے کی ہے۔ جب انسان اپنے ذہن ، ایمان ، اخلاق کو پستی کی طرف لے جائے اور مقرر کی ہوئی راہ سے ہٹ جائے تو بگاڑ پیدا ہونے لگتا ہے اور برائیاں جنم لینے لگتی ہیں۔

میں یہاں پر سچائی سے ان برائیوں کا ذکر کروں گی جو اس وقت ہمارے معاشرے میں پھیلی ہوئی ہیں اور جن کو قابو کرنا ہمارے لئے زیادہ مشکل نہیں بشرطیکہ اس ملک کی نصف آبادی یعنی تمام پاکستانی خواتین جو خاموش آبادی کا کردار ادا کر رہی ہیں یا اگر زبان کھولتی ہیں تو صرف احتجاج کرنے کے لئے ، اپنے فرائض پہچان کر ، تعلیماتِ نبوی کی روشنی میں اپنا عمل نہ شروع کریں۔ ان برائیوں میں حرص و لالچ ، رشوت ستانی ، غیر اسلامی نظریات کو اپنانا ، ہمارے بچوں کی دینی احکام سے لا پرواہی ، منشیات ، صوبائی اور لسانی گروہ بندیاں ، اور ان کی آڑ میں تشدّد کے واقعات اور انسانی جان کی ارزانی شامل ہیں۔ اور ہم سب خواتین اس بات پر ضرور متفق ہیں کہ یہ برائیاں ہیں جو ہمارے بچوں کا ، ہمارے پیارے عزیز و اقارب کا اور ہمارے ہموطنوں کا مستقبل اور کردار تباہ کرتی جارہی ہیں۔ لیکن شاکی ہیں تو دوسروں سے ، الزام دیتے ہیں تو غیروں کو ، گلہ کرتے ہیں تو سیاسی لیڈروں سے اور خود یہ بھول بیٹھے ہیں کہ اگر ہم مسلمان ہونے کے دعویدار ہیں تو ہم نے کہاں تک تعلیماتِ نبوّی پر عمل کیا ہے اور برائیوں کو پھیلنے سے روکنے کی کوشش کی ہے۔

اگر ہم خود کو مسلمان کہلاتی ہیں تو قرانِ حکیم کی اس ہدایت پر عمل کرنا ہو گا کہ :

﴿ وما أتکم الرسول فخذوہ وما نہکم عنہ فانتھوا ﴾

(سورۃ حشر)

Marfat.com

جو کچھ تمہیں پیغمبر دے یا سکھائے اسے قبول کرو اور جس بات سے تمہیں روکے رک جاؤ۔'

معاشرہ کی اصلاح وہی بہنیں کرسکتی ھیں جن کے قلب حبّ محمّدی سے پر ھوں اور حضور اکرم ﷺ کو اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب کے ساتھ رسول خدا مان لیں اور ان کی تعلیمات پر عمل کریں۔

موجودہ معاشرہ میں قتل و غارتگری اور مال و دولت کی انسانی جان پر فوقیت ایک ایسی چیز ھے جس کے خلاف قرآن حکیم اور تعلیمات نبوی میں واضح ھدایت موجود ہے۔ جب ھم مسلمانوں کے بارے میں حضورِ پرنور کے ارشادات دیکھتے ھیں تو باھمی محبت اور شراکت کی جو صفات انہوں نے بیان کی ھیں وہ ھیں :

'تو مسلمانوں کو رحم کرنے ، محبت کرنے اور ایکدوسرے کی طرف جھکنے میں ایسا دیکھے گا جیسا کہ جسم کا حال ھوتا ہے کہ اگر ایک عضو کو کوئی بیماری لاحق ھوتی ہے تو جسم کے باقی اعضاء بے خوابی اور بخار کے ساتھ اس کا ساتھ دیتے ھیں۔'

یہ الفاظ آج بھی ھمارے درمیان موجود ھیں۔ احکام بھی وہی ھیں ، نہ ھم نے اللہ تعالٰی کے مالک و خالقِ کل کائنات ھونے سے انکار کیا ھے اور نہ ھی آخری پیغمبر محسن انسانیت حضرت محمد مصطفی کی حیثیت سے منہ موڑا ہے۔ اگر کمی ہے تو ھمارے اعمال میں۔ اگر ضرورت ہے تو ان انسانی فطری جذبات کی جو اپنے برے بھلے کی طرف راغب کرتے ھیں یا پہلو بچانے میں مدد دیتے ھیں۔ ھمارے معاشرے میں جو بد گمانیاں پھیل رہی ھیں اور جس طرح نسل انسانی اور ایک ہی نبی کی امّت نے ایکدوسرے کو ذھنی اور جسمانی تکالیف میں مبتلا کرنا شروع کیا ہے اس سے ایک بات واضح طور پر کھل کر سامنے آگئی ہے کہ ھماری عورتوں نے بچّوں کی نگہداشت میں کوتاھی کی ہے اور ارشاداتِ نبوی کے کہنے کے مطابق اپنے لئے وہ جہاد کا اجر حاصل کرنے میں ناکام رہ گئی ھیں جس کی بشارت انہوں نے دی تھی۔ آج کے ھمارے آٹھ دس سال کے بچے بھی ہاتھوں میں پتھر اٹھائے سرکاری اور نجی املاک میں توڑ پھوڑ کرتے ھوئے نظر آتے ھیں ، آگ لگاتے ھوئے نظر آتے ھیں اور کسی نہ کسی کا سر

Marfat.com

یا آنکھ پھوڑتے ھیں اور مائیں ان سے باز پرس نہیں کرتیں ، انہیں کوئی سزا نہیں دیتیں اور انہیں وہ تعلیم مہیا نہیں کرتیں جو انہیں پڑوسیوں ، ھم وطنوں اور تمام انسانیت کے ھمدرد اور خیر خواہ بنا دے ۔

اگر ھم اپنے پیارے نبی کی مقدس زندگی کا مطالعہ کریں تو وہ فضائل و اخلاق محبت اور راحت ، کا ایک عملی نمونہ تھی ۔ آپ کو انسانیت سے گہرا لگاؤ اور پیار تھا اور آپ نے انسانیت پر احسان کرنے کے کئی طریقے بتائے جن کو اپنانے میں ھمیں زیادہ پڑھی لکھی ھونے ، دولت مند ھونے یا گھر سے باہر نکلنے کی قطعی کوئی ضرورت نہیں اور جنہیں ھر جگہ ، ھر حالت میں ھم اپنا سکتے ھیں اور اپنے بچوں کو اپنانے کی تلقین کر سکتے ھیں ۔ آپ نے فرمایا :

' بدگمانی سے دور رھو کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے ۔ ایک دوسرے کے بھید نہ ٹٹولو ، عیب جوئی نہ کرو ، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو اور بھائی بھائی ھو جاؤ ۔'

جب عورتیں اپنا وقت اوپر دی ھوئی برائیوں میں صرف کرنے لگیں تو بچے بھی بے راہ روی کا شکار ھو کر رہ گئے ۔ ماں کو فرصت نہیں کہ ایک آدھ گھنٹہ بچّوں کو پاس بٹھا کر سیرتِ نبوی یا تعلیماتِ نبوّی کو ان کے سامنے بیان کرے تو گھر سے باہر کی برائیاں پھیلتی جائیں گی اور گھر میں بھی داخل ھو سکتی ھیں ، ھمارے پیاروں کو اپنی لپیٹ میں لے کر انہیں اخلاقی اور جسمانی طور پر بد سے بدتر حالات تک پہنچا سکتی ھیں ۔

ھمارے پیارے نبی نے اخلاقی ، اسلامی اعمال عورتوں اور مردوں دونوں پر واجب کئے ھیں ۔ قران نے واضح طور پر ھر جگہ مسلمان عورتوں اور مومنین عورتوں کا لفظ استعمال کیا ہے اور دینی فرائض ادا کرنے میں دونوں کو اختیارات سونپے ھیں ۔ نیکیوں کی تلقین اوربرائیوں سے روکنے میں بھی مرد اور عورت دونوں کے یکساں فرائض ھیں ۔ اور اس کے لئے سب سے پہلے اپنے گھر والوں ، رشتہ داروں پڑوسیوں ، اور پھر دوسرے لوگوں کی طرف رجوع کرنا ہے ۔ 'امر بالمعروف ونہی عن المنکر' جس

Marfat.com

طرح مردوں کے لئے ہے اسی طرح عورتوں پر بھی واجب ہے ۔ ایک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا :

جو شخص ، تم میں سے ، کوئی خلافِ شرع امر دیکھے ، اس کو ہاتھ سے روکے ، اگر اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو زبان سے روکے ، اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو دل سے برا جانے اور یہ کمزور ترین ایمان ہے ۔'

(مسلم)

معاشرہ میں تشدّد ہو یا خانہ جنگی ، رشوت کی لعنت ہو یا اقربا پروری ، بے راہ روی ہو یا بے حیائی کا سامان ، ہم خواتین یا تو اپنوں کی برائیوں کو نظر انداز کر دیتی ہیں یا آرام و آسائش چھوڑنے کا خوف دامن گیر رہتا ہے ۔ اور کچھ نہیں کہتیں نتیجتًا حضور اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق کمزور ترین ایمان کا مظاہر کرتے ہیں حالانکہ انہوں نے واضح الفاظ میں تعلیم دی ہے کہ :

﴿نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایکدوسرے سے تعاون کرو اور ظلم اور غلط باتوں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کیا کرو ۔﴾

(سورہ المائدہ)

ہزاروں خواتین اس معاشرے میں اپنی مادی عیاشی کو قائم رکھنے کے لئے اپنے مردوں ، بھائیوں ، بیٹوں اور رشتہ داروں کو رشوت لینے سے منع نہیں کرتیں ۔ کچھ خواتین ڈر کے مارے اور کچھ تو اپنی برتری جتانے کے لئے انہیں ہمت بھی دلاتی ہیں کہ وہ رزقِ حرام کی کمائی لا کر ان کے سامنے رکھیں اور نتیجتاً پورا معاشرہ ظلم اور نا انصافی کی چکی میں پسنے لگتا ہے ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے صبر و قناعت کا ، سادگی کا اور رزقِ حلال کا درس دیا ہے ۔ آپ کا فرمان ہے :

'خدا سے ڈرتے رہو ، روزی حاصل کرنے کا اچھا طریقہ استعمال کرو ، حلال روزی حاصل کرو ، حرام روزی کے قریب بھی نہ جاؤ'

Marfat.com

لیکن ہم نے ان تمام ہدایات کو بھلا دیا ہے ۔ ہم خواتین دیکھ رہی ہیں کہ زیادتیٔ دولت نے ہمارے بچوں کو، ہم کو اور معاشرہ کے کئی افراد کو کاہل ، عیش طلب اور ظالم بنا دیا ہے ۔ جبکہ کئی لوگ نہ صرف ضروریات زندگی سے بھی محروم ہو گئے ہیں بلکہ ان میں بغض و عناد ، مردم بیزاری اور نفرت و حقارت جیسے جذبات پیدا ہو گئے ہیں جو کسی وقت بھی ایسی تباہی لا سکتے ہیں جس سے ہم اور ہمارے پیارے اپنی دولت اور رتبہ کے زور پر بھی محفوظ نہیں رہ سکتے پھر بھی ہم نے اصلاحِ معاشرہ ، اصلاح خاندان اور اصلاح خود میں پہل نہیں کی جو بہت ہی ضروری ہے اور جس کے فقدان نے ہمارے قلب خوفِ خدا سے بے نیاز اور جسمانی موت کے خوف سے بھرپور ہو گئے ہیں اور خود غرضی اور انفرادی مقاصد نے اجتماعی بہتری پر فوقیت حاصل کر لی ہے ۔

حضور پُرانوارؐ نے ہم سے ہماری دولت چھیننے کا حکم نہیں دیا بلکہ یہ تعلیمات دیں کہ اس پر غرور اور تکبر نہ کرو اور اس سے انسان ذات کی بھلائی پر خرچ کرو۔ سادہ اور درمیانہ زندگی گزارو اپنی ضرورتوں کو نہ بڑھاؤ اور اپنے نفس کے ساتھ ساتھ دوسروں کے حقوق کا بھی خیال رکھو۔ آپ نے فرمایا :

'ایک مسلمان کا مسلمان پر حق یہ ہے کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کے علاوہ قرابت داروں ، یتیموں ، مسکینوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آئے ، پڑوسی رشتہ دار اور اجنبی ہمسایہ کے ساتھ نیکی کرے ، مہمان نواز بنے اور مسافروں کی خدمت کرے ۔ اللہ یقیناً کسی ایسے شخص کو پسند نہیں کرتا جو اپنے آپ میں مغرور ہو اور اپنی بڑائی پر فخر کرے ۔'

آجکل کا معاشرہ ان چیزوں کو اپنائے ہوئے ہے جو اسلامی احکامات کے بالکل منافی ہیں ۔ اور ظاہر ہے کہ جب حق اور سچائی کی بات کی جائے تو لوگوں کو بری لگتی ہے اور کئی الزامات بھی سہنے پڑتے ہیں ۔ لیکن کیا یہ چیزیں ہمیں اپنے فرض سے غافل کر سکتی ہیں ۔ امیری ، طاقتوری ، طاغوتی قوتیں ، نسل و نسب ایسی کئی قوتیں ہیں جو لافانی انسانی قدروں کے مقابل ہیں اور انہیں پامال کرنا چاہتی ہیں ۔ اور انہوں نے انسانوں کو انکی ظاہری رکھ رکھاؤ اور شان و شوکت کی بناء

Marfat.com

پر افضل اور اعلیٰ بنا کر پیش کیا ہے ۔ ایک طرف تو اس فانی دنیا میں چند سالوں پر محیط یہ جاہ و جلال کی زندگی ہے تو دوسری طرف ابدی زندگی پر محیط آرام و آسائشیں ہیں جن کا خدا تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ذکر کیا ہے اور جس کی بشارت نیک اور صالح انسانوں کو رسول خدا حضرت محمّد مصطفی ﷺ نے دی ہے ۔ کیا ہم عورتیں دنیاوی عیاشیوں کے بدل صرف ظاہری حالت رعب ودبدبہ قائم رکھنے کے لئے ہر اس برائی سے آنکھ بند رکھیں گی جو اس معاشرے کو تباہی کے کنارے پر پہنچارہی ہے ۔ اگر ہم مسلمان ہیں ۔ اگر ہمیں خدا کے کئے ہوئے وعدوں پر اعتبار ہے ۔ اگر ہم ہادیٔ برحق ، رسولِ مقبول ﷺ کو اپنا نجات دھندہ و محسن سمجھتی ہیں تو ہم پر یہ بھی لازم ہے کہ بغیر کسی لالچ کے ، اخبارات میں فوٹو چھپوانے اور تشہیر کے بھی اپنی پہنچ کے مطابق وہ کام کر سکتی ہیں جس سے ہمارے بچّے اچھے شہری ہو کر گھر سے نکلیں ۔ ہمارے عزیز و اقارب اور پیارے بغیر کسی دباؤ کے رزقِ حلال گھر لے آئیں اور ہماری اولاد اس روحانی اور نفسانی کرب میں مبتلا نہ ہو کہ ہماری گود چھوڑ کر منشیات کی گود میں پناہ لینے پر مجبور ہوں ۔ یہ سب کچھ تب ہی ممکن ہو سکتا ہے کہ جب ہم خود اسوہ حُسنہ پر عمل کریں ۔ اور تعلیماتِ محمّدی کے مطابق زندگی گزاریں ۔ اللہ تعالیٰ اور اسکے پیارے پیغمبر حضور پرنور کو خوش رکھنے کی کوشش کریں ۔ اور ظاہری آرام اور آسائشوں کے پیچھے اپنے ذھن اور کردار کو داغدار نہ کریں ۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

'خدا کے بہت سے بندے ایسے ہیں جن کی ظاہری حالت تو بہت ہی شکستہ ہے وہ پرانے کپڑے اور بوسیدہ چادر اوڑھے ہوئے ہیں ۔ لوگ ان کی پرواہ نہیں کرتے لیکن وہ ایسے ہی ذی مرتبہ ہیں کہ اگر کسی معاملہ پر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تعالی ان کی قسم پوری کر دیتا ہے'

اللہ ۔ اللہ ۔ کیا شان ہے ان لوگوں کی جنھوں نے اپنے رب کو پہچانا اور اس کے احکامات کی مطابق زندگی بسر کی اور دوسروں کو صبر کرنے کی ہدایت دی ۔ سورۃ رعد میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

Marfat.com

﴿اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لئے تلخی اور ناخوشگواری ، صابرانہ برداشت کرلی ۔ نماز قائم رکھی ہمارے دئیے ہوئے رزق میں سے پوشیدہ اور اعلانیہ ہمارے بندوں کے لئے خرچ کرتے رہے ۔ اور برائی کا جواب برائی سے نہیں بلکہ نیکی سے دیا تو یقین کرو کہ یہی لوگ ہیں جن کے لئے آخرت کا بہترین ٹھکانہ ہے﴾ ۔

کئی معاشرتی برائیاں حسد سے جنم لیتی ہیں اور آجکل حسد تب پھیلتا ہے جب ہم دوسرے کو کسی چیز سے محروم رکھیں ۔ اگر ہم خواتین صرف پڑوسیوں کی تکالیف کے وقت میں ان کی مدد کریں تو جو باہمی میل و ملاپ بڑھے گا وہی ایک خوش آیند مستقبل کی نوید بن جائے گا ۔ مردوں کی نسبت عورتیں زیادہ میل جول رکھتی ہیں اور ان کے طریقوں سے انسان زیادہ متاثر ہوتے ہیں ۔ تعلیماتِ نبوی میں حسنِ سلوک پر زور دیا گیا ہے ۔ اور خاص کر پڑوسیوں کے حقوق کا ذکر کیا گیا ہے ۔ اگر بہنیں پڑوس میں میل محبت بڑھائیں ، دکھ سکھ میں ایک دوسرے کا ہاتھ بٹائیں اور پڑوسیوں کی سلامتی کی خواہاں ہوں تو ہر پڑوسی ایسی ایسی محبت واخلاق کی اکائیاں بن جائیگا جو مل کر اخوت اور بھائی چارے کی فضا کو قائم و دائم رکھے گا ۔ حضورپُرنور صلعم کا فرمان ہے :

'کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بھائی کے ساتھ تین روز سے زیادہ قطع تعلق رکھے'

اگر اسی پر ہم عمل کریں تو نہ تو اس ملک میں تشدّد کے واقعات ہوں او نہ ہی کرفیو کی نوبت آئے ۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ 'آپس میں سلام کا رواج عام کرو ۔ اس سے محبت بڑھے گی ۔' دوسری جگہ فرمایا کہ 'وہ آدمی مجھ پر ایمان نہیں لایا جو ایسی حالت میں اپنا پیٹ بھر کر مزے سے سو جائے جب اس کے پہلو میں رہنے والا پڑوسی بھوکا ہو ۔ اور پیٹ بھر کر سوجانے والے کو یہ علم ہو کہ پڑوسی بھوکا ہے' ۔

انسانی حقوق کی پاسبانی کا یہ معیار صرف ہمارے پیارے نبی کی تعلیمات ہی مہیا کرسکتی ہیں اور اگر صدق دل سے ہم ان تعلیمات پر عمل شروع کریں تو پورا

Marfat.com

معاشرہ ایک خاندان میں تبدیل ہوسکتا ہے جہاں انسانوں کے دکھ درد بانٹے جاتے ہیں ۔ انہیں سہارا دیا جاتا ہے تاکہ وہ ذہنی اور اخلاقی طور پر بلند ہوتے رہیں اور نیکیاں عام کریں اور یہ سب کچھ ہماری عورتیں کرسکتی ہیں بشرطیکہ وہ تعلیمات نبوی سے واقفیت رکھتی ہوں ۔

Marfat.com

بیگم قمر النساء قمر

اسلامی معاشرہ میں خواتین کا کردار
تعلیمات نبوی کی روشنی میں

اسلام ایک دینِ فطرت ہے اور اسکا پیغام کسی ایک خطے یا قبیلے کے لئے نہیں بلکہ پوری دنیا میں بسنے والے لوگوں کے لئے ہے ، یہی وجہ ہے کہ دامن اسلام سے وابستہ لوگ دنیا کے ھر شہر اور ہر خطے میں موجود ھیں اور رنگ ونسل کی تمیز اور زبان و ثقافت کے امتیاز سے بے نیاز ھو کر کلمۂ توحید کے دائرہ میں اسیر ھیں ۔

اسلامی معاشرہ میں مرد و زن کے حقوق و فرائض میں بڑا توازن ہے اور اسلام دنیا کا واحد مذہب ہے جس نے عورتوں کو معاشرہ میں نہایت باعزّت اور ممتاز مقام فراھم کیا ہے ۔ طلوعِ اسلام سے قبل عورت ھر معاشرہ اور مذہب میں ایک کنیز کی حیثیت رکھتی تھی ، عرب میں بچّیوں کو پیدا ھوتے ھی منوں مٹی تلے دفن کر دیا جاتا تھا ۔ عورت کی حیثیت ایک بے قیمت جنس کی طرح تھی حتی کہ شوھر کے انتقال کے بعد سگی ماں کے سوا باپ کی تمام بیویاں وراثت میں بیٹے کو مل جاتی تھیں ماضی کی بات چھوڑئیے ھندو مت میں آج بھی عورت کو شوھر کے ساتھ ستی ھونے پر مجبور کیا جاتا ہے جس کی تازہ ترین مثال روپ کنول ہے ۔ یہی نہیں بلکہ بعض ملکوں میں عورت کی حیثیت پیر کی جوتی کے برابر سمجھی جاتی ہے بیوگی کی صورت میں عورت کو منحوس اور حقیر سمجھا جاتا ہے ۔

مجھے گذشتہ دنوں امریکہ اور مغربی ممالک کے بعض شہروں میں جانے کا اتفاق ھوا میں نے دیکھا کہ وہاں کی عورت بڑی مظلوم ھے مگر وہ آزادی کے نام نہاد عنوان پر اپنی مظلومیت سے واقف تک نہیں ھے اسے اپنا وجود برقرار رکھنے کے لئے محنت مزدوری کرنا ھوتا ہے اور معاشرہ میں خود کو زندہ رکھنے کے لئے عریانی ، بے حیائی اور جنسی بے راہروی کا راستہ اختیار کرنا پڑتا ہے وھاں کی عورت نے مرد کو

Marfat.com

متوجه کرنے کے لئے اپنا سب کچھ داؤ پر لگا دیا ہے اس کے باوجود بھی اسے مرد کی طرف سے تحفظ میسر نہیں ھے نہ تو شوھر اسکی کفالت کی ذمہ داری قبول کرتا ہے اور نہ والدین بالغ ھونے کے بعد اسکو تحفظ فراھم کرتے ھیں۔

اس کے برخلاف اسلام دنیا کا واحد مذھب ھے جس نے عورت کو اعتماد اور اعتبار عطا کیا اور بچوں کی پیدائش کو نعمت خداوندی قرار دیا ہے اور ان کی تعلیم و تربیت کو جنت کی ضمانت کہا گیا ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ نے ان گنت موقعوں پر باپ کے مقابلے میں ماں کی فضیلت بیان کی ھے یہی وجہ ھے کہ اقبال نے تسلیم کیا کہ

'وجود زن سے ھے تصویر کائنات میں رنگ'

اسلامی معاشرہ کی تشکیل میں عورت نہایت اھم کردار ادا کرتی ہے ، معاشرہ میں عورت کے چار بنیادی روپ ھیں۔

ماں ، بہن ، بیٹی ، بیوی

ماں کی حیثیت

ماں کی حیثیت سے عورت معاشرہ میں نہایت اھم اور ذمّہ دار کردار ادا کر سکتی ہے یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ آج کے بچّے کل معاشرہ کی باگ ڈور سنبھال لیں گے آنیوالے کل کے لئے آج ماں ھی تو بچّوں کی صحیح تربیت کر سکتی ہے کیونکہ بچّے کا ذھن شفاف آئینے کی طرح ھوتا ہے گھر کا ماحول اس آئینہ میں نقش ونگار ابھارتا ہے اب اگر ماں بچے کی پرورش اور اس کی تربیت اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مکمل کرتی ہے تو یہ بچّہ بڑا ھو کر اسلامی معاشرہ کی تشکیل میں اپنا بھرپور کردار ادا کریگا۔ اس موقع پر حضرت اسمؓاء بنت ابوبکر صدیقؓ کا ایک واقعہ ذھن میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے کچھ ساتھی باطل کے خلاف جنگ کرتے ھوئے شہید ھو چکے تھے اور کچھ ان کا ساتھ چھوڑ گئے اس صورتحال سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بڑے دل برداشتہ تھے انہوں نے اپنی والدہ حضرۃ اسمؓاء بنت ابوبکر سے مشورہ مانگا تو ماں نے کہا کہ بیٹے اپنی جنگ جاری رکھو کیونکہ تم حق پر ھو اور اگر حق پر ھو اور اگر حق کے لئے لڑتے ھو تو اب بھی اپنی جنگ

Marfat.com

جاری رکھو کیونکہ تمہارے بہت سے ساتھیوں نے حق کے لئے جان دے دی اور اگر جاہ طلبی کے لئے لڑتے رہے ہو تو تم سے برا کون ہوگا جو خود کو بھی ہلاکت میں ڈالے اور اپنے ساتھیوں کو بھی ، اگر یہ عذر ھے کہ حق پر ہو مگر ساتھیوں کی علیحدگی سے دل برداشتہ ہو گئے ہو تو یاد رکھو کہ مومن کا یہ شیوہ نہیں ، یوں بھی موت کا وقت معین ہے اور حق پر جان دینا دنیا کی زندگی سے ہزار درجے بہتر ہے ۔ عبداللہؓ بن زبیرؓ نے کہا اماں ، بنوامیّہ میری لاش کی بے حرمتی کریں گے اور سولی پر لٹکادیں گے ، ماں نے جواب دیا بیٹا ذبح ہونے کے بعد بکری کو کھال کھنچنے سے تکلیف نہیں ہوتی جاؤ اور خدا سے مدد مانگو اور اپنا فرض پورا کرو۔

تاریخ کے اوراق اس امر کے شاھد ھیں کہ جب حضرت عبدؓاللہ بن زبیرؓ بڑی جرأت اور بہادری سے لڑتے ہوئے شہید ہوگئے تو مخالفوں نے ان کی لاش سولی پر لٹکادی کئی روز بعد ماں کا گذر ہوا تو بیٹے کی لاش کو لٹکا ہوا دیکھ کر کہنے لگیں ، 'ارے یہ شہسوار ابھی تک سواری سے نہیں اترا' ۔

اس واقعہ سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ماں کی تربیّت کے نتیجہ میں اولاد حق کی راہ میں جان دیکر تاریخ میں زرّیں باب کا اضافہ کرسکتی ہے ۔

آج کل نئی نسل جو بے راہ روی کا شکار ہورہی ہے عہدِ حاضر کی ماں بھی اسی صورتحال میں برابر کی شریک ہے ۔ سرکار دوعالم ﷺ نے اولاد کی تربیت کے لئے ماں کو بڑے انعام وکرام سے نوازنے کا وعدہ فرمایا ہے ، اسکے قدموں کے نیچے جنت بنادی ہے ، اس کے بدلے میں اسے بچے کی تربیت کا ذمہ دار قرار دیا ہے ۔

آپ خود غور کیجئے کہ اگر ہم بچوں کی تربیت اسلامی خطوط پر کریں تو کیا معاشرہ میں بہتری کا امکان پیدا نہیں ہوسکتا اگر نئی نسل کو ہم سنواریں تو عورت معاشرہ کی تشکیل میں اہم ترین کردار ادا کرسکتی ہے ۔

بہن کی حیثیّت

عورت بہن کی حیثیت سے بھی معاشرہ کو سنوارنے میں اپنا کردار ادا کرسکتی ہے کیونکہ گھر میں بڑی بہن کی حیثیت ماں کے بعد ہوتی ھے اور اپنے چھوٹے بہن

Marfat.com

بھائیوں کی تربیت میں اپنا حصہ ادا کر سکتی ہے تاریخ ایسے ان گنت واقعات سے بھری پڑی ہے جس میں بہن نے بھائی کے شانہ بشانہ اھم ترین کردار ادا کیا ھو ۔ دور کیوں جائیں ھم محترمہ فاطمہ جناح ھی کی مثال لیں کہ انہوں نے کتنی بڑی نازک گھڑی میں قائداعظم کا ساتھ دے کر انھیں بڑا حوصلہ اور ھمت عطا کی ۔ اس طرح بہن کی حیثیت سے بھی عورت اپنی ذمہ داریاں ادا کرے تو ایک پاکیزہ معاشرہ کی تشکیل میں ممد و معاون ھوسکتی ہے ۔

بیوی کی حیثیت

بیوی کی حیثیت سے عورت اسلامی معاشرہ کی تعمیر میں اھم کردار اداکرتی ہے اس کا اندازہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ اور حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے پاکیزہ اور تاریخ ساز کرداروں سے لگایا جاسکتا ہے ۔

حضور اکرم ﷺ کی ابتدائی ازدواجی زندگی میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے جو معاونت فرمائی اور بعثت نبوی کے بعد آزمائش کے دور میں حضرت خدیجۃ الکبری نے جو کردار ادا کیا ھے وہ تاریخ کا سنہری باب ہے ھجرت کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اسلامی معاشرہ کی تشکیل میں خدمات انجام دی ھیں اور خواتین کے لئے جو شرعی اور فقہی مسائل بیان کئے ھیں وہ اسلامی معاشرہ کی تشکیل میں معاونت کا مثالی نمونہ ھیں ۔ یوں بھی تاریخ شاھد ہے کہ ماضی میں سینکڑوں نامور مرد ایسے گذرے ھیں جنکی کامیابیوں من ان کی رفیقہ حیات کا ھاتھ رہا ہے ۔

عہد رسالتمآب میں عورت نے جنگوں میں زخمیوں کی خدمت کر کے یہ ثابت کیا ھے کہ یہ صنفِ نازک میدان جنگ میں بھی خدمات انجام دے سکتی ھے عہد حاضر میں تعلیم اور نرسنگ کے پیشے میں خواتین بے پناہ خدمات انجام دے رہی ھیں اسکا ثبوت حالیہ انٹر آرٹس کے نتائج سے لگایا جاسکتا ہے کہ جس میں تقریباً ساڑھے تین سو فرسٹ ڈویژن کامیاب ھونے والے طلباء میں ۲ کے علاوہ تمام طالبات شامل تھیں اور ان طالبات کی تعلیم میں خواتین اساتذہ نے بنیادی کردار ادا کیا ہے ۔

بیٹی کی حیثیت

Marfat.com

آج بھی ہمارے معاشرے میں لاکھوں خواتین اپنے بوڑھے والدین اور چھوٹے بہن بھائیوں کی کفالت کا اہم کام سرانجام دے رہی ہیں یہی نہیں بلکہ زندگی کے مختلف شعبوں میں عورت پردے میں رہ کر بھی اپنی ذمہ داریوں کو بحسن و خوبی پورا کر رہی ہے۔

دینی معاشرہ میں عورت شروع سے ہی مرد وں کے شانہ بشانہ کام کرتی رہی ہے گھر کی چار دیواری میں رہ کر بھی عورت معاشی اور اقتصادی مسائل کو حل کرنے میں پوری طرح سر گرم عمل ہے۔

مذکورہ حقائق سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ اسلامی معاشرہ میں عورت عضو معطّل نہیں ہے بلکہ وہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایک پاکیزہ معاشرہ کی تشکیل میں اپنا بھر پور کردار ادا کر سکتی ہے اور سچ تو یہ ہے کہ فی زمانہ خواتین اسلامی معاشرہ میں اپنا بھر پور کردار ادا کر رہی ہیں۔

Marfat.com

زیب النساء نزہت

اصلاحِ معاشرہ میں خواتین کا کردار
تعلیماتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں

مسلم معاشرے میں خواتین کو جو مقام اور درجات حاصل ھیں وہ خواتین کو کسی اور مذھب میں میسّر نہیں ھیں ۔ تعلیمات نبّوی کی روشنی میں دیکھا جائے تو نبی کریم ﷺ نے اپنی تعلیمات میں خواتین کو بھی وھی حصه عطا کیا جو مردوں کو عطا کیا گیا ۔ معاشرے کا مقصود نه خود معاشرہ ھے ۔ اور نه فرد ۔ اس کا نصب العین اللہ تعالیٰ کی عبادت ھے ۔ جیسا که باری تعالیٰ ارشاد فرماتا ھے ۔
'اور میں نے جن و انس کو اپنی عبادت ھی کے لئے پیدا کیا (۵۱ ۵۶۰)
اسلامی معاشرے کی بنیادی صفات میں استحکام، عوامیّت، سادگی، وضعداری، ھمدردی، اور بے کار مشاغل سے اجتناب شامل ھیں ۔ معاشرے کے استحکام کے لئے وحدتِ فکر اور وحدتِ عمل میں پوری ھم آھنگی کی ضرورت ھے ۔

وھی معاشرہ مفید ثابت ھوتا ھے جن کے افراد میں قریبی رابطه ھو اور وہ ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک ھوں ۔ اگر معاشرہ منظم، متّحد اور مضبوط ھو تو اس کے قواعد کی خلاف ورزی کی جراءت کرنا مشکل ھوتا ھے ۔ اسلامی معاشرےمیں تفریق جائز نہیں وھاں امیر و غریب کی بات نہیں ھوتی بلکه بات صرف عمل کی ھوتی ھے ۔ اسلام دولت مندوں سے یه توقع رکھتا ھے که ان کی مجلس اور مال میں غریبوں کا بھی حق ھے ۔ اسلامی معاشرہ ھر فرد کو سایۂ عافیت فراھم کرتا ھے ۔ خواتین اصلاح معاشرہ میں مردوں سے زیادہ بہتر کردار ادا کر سکتی ھیں ۔ معاشرے میں بنیادی حیثیت گھر کو حاصل ھے ۔ گھر میں مکین افراد کا چین ، سکون، عزت، باھمی رابطه ھی معاشرے کی بنیاد بنتی ھے ۔ اگر ایک خاتون خانه نے اپنے گھر کو جنت بنایا ھوا ھے اور اپنے تمام اقرباء جو گھر سے اور خاندان سے متعلق ھیں سب کے ساتھ محبت ،

Marfat.com

حسن سلوک اور رواداری سے پیش آتی ھے تو وہ یقیناً ایک اچھا معاشرہ تشکیل دے رھی ھے اور اسی طرح وہ اپنے محلے کو، ماحول کو بھی پرسکون بنانے کی پوری کوشش کرتی ھے ۔ آسائش زندگی سادہ اور کم خرچ بنانا بھی خواتین کی ذمے داری ھے ۔ اسلامی معاشرے کو ایک الگ ھی امتیاز حاصل ھے ۔ اسلام کا ماضی بے حد شاندار رھا ھے ۔ اسلام نے خواتین کو اعلیٰ مراتب سے نوازا ھے ۔

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ھے عورتوں کے حقوق ادا کرنے میں خدا سے ڈرو' دوسری حدیث میں تاکید فرمائی 'لوگو! عورتوں سے بھلائی کرنے کے متعلق میری نصیحت مانو'۔ حجة الوداع میں بھی خصوصی طور پر ارشاد فرمایا 'عورتوں کے حق میں خدا سے ڈرو کیونکہ تم نے ان کو بعہد امانت لیا ھے باذن خدا ان کو اپنے لئے حلال کیا ھے' ۔ ساتھ ھی ایک حدیث میں عورت کا مقام اس طرح متعین کیا ھے کہ 'عورت اپنے شوھر کے گھر میں اولاد پر حکمران ھے' ۔ خواتین رشتے ناطے مضبوط کرنے میں اھم کردار ادا کرتی ھیں ۔ آپ نے دیکھا ھوگا جس گھر کی عورت بحکم خداوندی صحیح معنوں میں حقوق العباد کا خیال رکھتی ھے ۔ اس کا گھر جنت کا نمونہ ھوتا ھے ۔ لیکن بعض خواتین بات بات پر لڑائی جھگڑے کرتی اور کراتی ھیں خاندان میں ساس، سسر، شوھر، نند، جیٹھ، دیور، بیوی، بہن، بیٹی غرضیکہ جتنے بھی رشتے ھیں ان میں تصادم شروع ھو جاتا ھے ۔ اس تصادم اور ٹکراؤ سے خاندان کا ماحول ھی نہیں تباہ ھوتا بلکہ پاس پڑوس بھی پریشان ھو جاتے ھیں اور ایسے لوگوں کو لعن طعن کا شکار بناتے ھیں ۔ جب کسی گھر کا شیرازہ بکھر جائے تو گھر کے بھائی، بیٹے، بیٹیاں ذھنی انتشار کا شکار ھو کر تخریب پر اتر آتے ھیں جس کی وجہ سے باھر کا ماحول بھی تباہ ھوجاتا ھے ۔ لہذا خواتین سب سے پہلے اپنے گھر کو ایک مثالی گھر بنانے میں اھم کردار ادا کرسکتی ھیں ۔ اور اگر وہ اپنی کم علمی یا کم عقلی کی وجہ سے بات کی تہہ تک نہیں پہنچ پاتیں تو ھمارے معاشرے میں وہ خواتین جن کا تعلق سوشل ویلفیئر کے اداروں سے ھوتا ھے اھم کردار ادا کر سکتی ھیں ۔ سوشل ویلفیئر کی جانب سے جن خواتین کو رضاکارانہ ٹریننگ دی جاتی ھے ۔ تربیتی کورس کرائے جاتے ھیں ۔ انہیں سند دینے کے بعد گھروں میں بٹھا دیا جاتا ھے ۔ جب کہ ھونا یوں چاھئیے کہ وہ خواتین جنہوں نے اپنی رضاکارانہ خدمات ملک و قوم کی بھلائی

Marfat.com

کے لئے پیش کیں تھیں ان خواتین کے وفود ترتیب دئے جانا چاھئیں اور ایسی خواتین کا انتخاب کیا جائے جن پر سے گھروں کی ذمہ داریاں کم ہو چکی ھیں یا ان کے بچے بڑے ھیں اور وہ ان کی بہترین نگہداشت کر چکی ھیں ۔ ان خواتین کو حکومت اپنی صوابدید پر مختلف علاقوں، شہروں، اور دیہاتوں میں خواتین کی تعلیم و تربیت نیز اصلاح معاشرہ کے بہترین قواعدِدیگر روانہ کر سکتی ھے ۔ اگر یہ دورے سالانہ، ششماھی ، اور سہ ماھی ھوں تو زیاد بہتر ھوں گے ۔

کیونکہ جو کام جلدی کیا جائے وہ خراب ھو جاتا ھے ۔ رشتے ناطے اور بھائی چارہ سے تعمیری فضا قائم رھتی ھے اور توڑ پھوڑ کے خطرات کم ھو جاتے ھیں ۔ اللہ تبارک تعالیٰ ان بندوں سے خوش ھوتا ھے جو رشتے داری کو ٹوٹنے نہیں دیتے ۔ ان پر رحمتوں کی بارش کرتا ھے ۔ ان کی زندگی کی پریشانیاں کم کرتا ھے اور ٹوٹے دلوں کو جوڑتا ھے ۔ لہذا خواتین اصلاح معاشرہ کے سلسلے میں اسلام کے اصولوں کے مطابق بڑی آسانی سے کام کر سکتی ھیں ۔ گھر کے اندر باھر نیکی کا درس دینا، دین کی تبلیغ کرنا، معاشرے سے برائیوں کو دور کرنا، بچوں کو سچ بولنا سکھانا، بھوکوں کو کھانا کھلانا، بے روزگاروں کی امداد کرنا خواہ اس کے لئے چندہ کرنا پڑے ۔ ضرورت اس بات کی ھے کہ معاشرہ پرسکون رھے اور اس میں خرابیاں جنم نہ لیں ۔ خرابیوں کی وجوھات کا پتہ لگانا بھی بہت ضروری ھے ۔ کوئی خرابی گھر سے جنم لیتی ھے، کوئی محلے سے، کوئی دوسرے علاقوں سے، اور کبھی غیرملکی آلہ کاروں کی وجہ سے، لہذا ھر خرابی کی بنیاد ضرور معلوم کر لینا چاھئیے ۔ پہلے گھر، دوسرا پڑوسی ۔ یہ دونوں رشتے تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں بڑے اھم ھیں ۔ کوئی پڑوسی کسی پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے، ورنہ ارشاد نبوی ھے کہ 'قیامت کے دن کتنے ھی پڑوسی اپنے پڑوسیوں کو پکڑے ھوں گے اور کہیں گے، یارب ! اس نے ھم پر دروازہ بند کر دیا تھا اور اپنی بھلائی سے محروم رکھا تھا' ۔ اس سے ثابت ھوتا ھے کہ پڑوس کی کتنی اھمیت ھے ۔ لیکن جب پڑوسی آپس میں لڑنے لگیں، قتل و غارت گری پر اتر آئیں تو معاشرے کا نظام تباہ ھو جاتاھے لہذا خواتین بڑی آسانی سے محلہ تنظیمیں بنا کر کام کر سکتی ھیں ۔ ایک دوسرے کو تحفے دے کر، تقریبات منعقد کر کے، میلاد کی محافل کر کے، قرآن خوانی کے ذریعے، کسی یتیم بچے کی شادی کے ذریعے، کسی

Marfat.com

غریب کے علاج معالجہ پر خرچہ کر کے، کسی نادار طالب علم کو تعلیم دلا کر، فیس ادا کر کے، کتابیں فراہم کرکے، کپڑے دے کر، غرضیکہ معاشرے کی اصلاح کے لئے خواتین سے بہتر کردار کوئی نہیں ادا کر سکتا۔

کربلائے معلیٰ کے واقعہ سے ثابت ھوتا ھے کہ حضرت زینب نے جس بہادری اور همت سے آخر وقت تک اپنے خاندان کی حفاظت کی اور اپنے پیاروں کے شہید ھونے تک جس صبر و استقامت کا مظاھرہ کیا یہ ایک دین دار عورت ھی اندازہ کر سکتی ھے پھر یہی نہیں برّصغیر میں آج بھی جن عورتوں کے نام لیے جاتے ھیں ان میں چاند بی بی، رضیہ سلطانہ، زیب النساء، نورجہاں، ممتازمحل، فتح بی بی اور ماجی مولا کے نام سرفہرست ھیں ۔ یہ خواتین جنہوں نے عقل و دانش اور اصلاح معاشرہ کے لئے وہ کردار ادا کئے کہ آج کی خواتین اس کا تصور نہیں کر سکتیں ۔ کیونکہ مغربی خواتین کے نقش ِ قدم پر چلنے والی بہت سی خواتین نہ ادھر کی رھی ھیں اور نہ ادھر کی ۔ لہذا ان کی نسلیں بھی اسی تباھی کی طرف جا رھی ھیں ۔ بقول شیکسپیئر کہ اے عورت تیرا نام کمزوری ھے'۔

لیکن اسلام ایسا نہیں کہتا۔ اسلام عورت کو درجات عطا فرماتا ھے کہ اگر وہ ماں ھے تو جنت اس کے قدموں تلے ھے اگر وہ بیٹی ھے تو قابل تعظیم ھے ۔ وہ اس کو عزت عطا فرماتا ھے کہ بغیر اس کی مرضی کے نکاح تک نہیں ھو سکتا۔ لہذا جن خواتین کا مذھب اسلام ھو وہ خواتین کیا نہیں کر سکتیں ۔ ۱۹۷۷ء کی تحریک میں خواتین نے پاکستان میں نظام مصطفیٰ ﷺ کے قیام کے لیے وہ کر دار ادا کیا ھے کہ تاریخ میں یاد رکھا جا سکے ۔ ان خواتین نے نہ صرف شوھروں، بیٹیوں، بھائیوں کی جانوں کے نذرانے دیئے بلکہ صبر و رضا کا پیکر بنکر شکر الٰہی کیا ۔ اللہ کی راہ میں جان و مال کی بالکل پرواہ نہیں کی اور یہی خواتین ھیں جن کے لیے مرد کی حکمرانی کی بڑی اھمیت اور عزت ھے ۔ وہ مردوں کے شانہ بشانہ انہیں حدود میں رہ کر کام تو کر سکتی ھیں ۔ لیکن اسلام کی حدوں سے تجاوز نہیں کر سکتیں ۔ اس قسم کی خواتین خواہ اسکولوں میں ھوں، خواہ کالجوں میں، خواہ ھسپتالوں میں، ھرجگہ ایک بہترین معاشرہ تشکیل دیتی ھیں ۔ لہذا ان خواتین کو بھی سوچنا چاھیئے جو بلاضرورت گھروں سے نکلتی اور بے مقصد گھومتی ادھر کی ادھر لگا کر معاشرے

Marfat.com

کا سکون تباہ کر دیتی ھیں ـ کیونکہ اسلام بلا ضرورت خواتین کو گھر سے نکلنے کی اجازت نہیں دیتا ـ تفریحاً عورتوں کو روزی کمانا بھی زیب نہیں دیتا ـ اکثر دیکھنے میں آیا ھے جو خواتین صبح سے شام تک باھر کام کرتی ھیں ان کے بچے صحیح تربیت سے محروم رہ گئے ـ ان میں ایک عجیب سی محرومی پائی جاتی ھے اور یہ محرومی مایوسی ایک دن ان کے لیے بڑی نقصان دے ثابت ھو سکتی ھے ـ کیونکہ خواتین کا پہلا کردار اصلاح معاشرہ کے ضمن میں یہ ھے کہ وہ اولاد کی بہترین تربیت کرے اور اسلام کے ایسے سانچے میں ڈھالے جس کی پاکستان کو ضرورت ھے ـ کیونکہ پاکستان فضول رسم و رواج اور بے راہ روی کے لیے نہیں بنا تھا ـ بلکہ اسلام کے زریں اصولوں پر عمل کرنے کے لیے بنایا گیا تھا ـ سو جب خواتین ھی گمراھی کی طرف چل پڑیں تو معاشرہ کس طرح سدھر سکتا ھے ـ وہ خواتین ھی ھوا کرتی تھیں جو گھروں ، محلوں اور بچوں کو صاف ستھرا رکھتی تھیں ـ وہ کسی پڑوسن کو کسی قسم کی تکلیف یا دکھ نہیں پہنچاتی تھیں ـ کیونکہ وہ جانتی تھیں کہ دل دکھانا اور دل آزاری کرنا اسلام کا شیوہ نہیں ـ لہذا وہ خواتین جنھوں نے تربیتی کورس کئے ھوئے ھیں وہ محلوں سے چھوٹی چھوٹی خرابیاں بڑی آسانی سے دور کرواسکتی ھیں ـ

ھمارے حقوق، جن میں والدین کے حقوق، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حقوق، پڑوسی کے حقوق، اقرباء کے حقوق، مذھبی حقوق، معاشی حقوق، معاشرتی حقوق، سیاسی حقوق، اور شہری حقوق، ان سب کی پہچان ھونا نہایت ضروری ھے ـ بغیر اس کے اصلاح معاشرہ ممکن نہیں ـ اسلام شمشیر کے زور سے نہیں پھیلا ـ بلکہ تبلیغ سے پھیلا ھے ـ بے شک مسلمانوں کے اندر کئی فرقے ھیں ـ لیکن ان میں کوئی بنیادی تصادم موجود نہیں ـ کیونکہ ھیں تو آخر نبی آخر الزماں ﷺ ھی کی امت ـ فکر و نظر کے اختلافات انسان کی فطرت ضرور ھے لیکن ان اختلافات کو قتل و غارت گری کا ذریعہ بنانا کسی طرح جائز نہیں ـ معاشرتی حقوق میں سب کو ایک نظر سے دیکھنا ضروری ھے ـ کسی کو کسی پر فوقیت دینا لازم نہیں ـ ھاں فوقیت صرف اس وقت ھی دی جاسکتی ھے جبکہ وہ شخص دینی مراتب میں اللہ کے نزدیک ھے ـ اجتماعی قوت پیدا کرنے میں بھی خواتین اھم کردار ادا کر سکتی ھیں ـ غرضیکہ

Marfat.com

هادی برحق نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے مطابق مسلمان ، مسلمان کا بھائی ھے ۔ اس پر ظلم نہیں کرتا ۔ اور نہ اس کو مصیبت کے حوالے کرتا ھے ۔ جو شخص اپنے بھائی کا حاجت روا ھے اللہ تعالیٰ اس کا حاجت روا ھوتا ھے ۔ جو شخص اپنے بھائی سے ایک دکھ ھٹائے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے ایک دکھ دور کرے گا ۔ جو شخص دنیا میں مسلمان کی ستر پوشی کرتا ھے اللہ تعالیٰ اس پر روز قیامت پردہ ڈالے گا ۔ بہر حال نبی کریم ﷺ نے باھمی حقوق اور ذمے داریوں کی جو فہرست مرتب فرمائی ھے اس کی روشنی میں ھر فرد اسلام اپنے فرائض بحسن و خوبی انجام دے سکتا ھے ۔ فرائض کی صحیح ادائیگی ھی اسلام کی معراج ھے ۔ خواتین اصلاح معاشرہ کے لئے محبت اور امن کی ایسی فضا قائم کرنے میں بڑا کردار ادا کر سکتی ھیں ۔ جس کی مردوں کو فرصت نہیں ھوتی ۔ پرانے زمانے میں بڑی بوڑھیاں بچوں کو دین اسلام کی تعلیمات سے روشناس کراتی تھیں ۔ ھر دوسرے گھر میں پانچ دس بچّے قرآن حکیم پڑھا کرتے تھے ۔ لیکن اب ایسا کم ھوتا ھے ۔ اس کی وجہ اعتبار اور اعتماد کی کمی ھے ۔ لہذا ضرورت اس بات کی بھی ھے کہ پھر سے اعتماد کی فضا کو قائم کرنے میں خواتین اھم کردار ادا کریں ۔ نیّتوں کو درست رکھیں اور حسد و کینہ کو مٹانے کی کوشش کریں ۔ معاشرے میں بڑی خرابی حسد کی پیدا ھو گئی ھے ۔ کسی کے اچھے حالات پر خوش ھونا، دعا دینا ھر مسلمان کا فرض ھے ۔ نہ کہ حسد کرنا بلکہ اچھے حالات میں لوگوں کو بتائیں کہ وہ کس طرح دوسروں کے کام آسکتے ھیں ۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو ایک کھجور سے بھی تواضع کرنے میں شرم محسوس نہیں کرتی تھیں ۔ سو کسی غریب کو بھی احساس کمتری کا شکار نہیں ھونا چاھئیے ۔ صبر و رضا کو اگر اپنا ایمان بنا لیا جائے تو حق خداوندی ادا ھوتا ھے ۔ انسانیت کی معراج بھی قناعت پسندی میں ھی شامل ھے ۔ اللہ تعالیٰ ھمیں بھی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین

Marfat.com

یاسمین خٹک

اسلامی معاشرہ میں عورت کا کردار
سیرتِ نبوی کی روشنی میں

یورپ کے عیسائی مذہبی اداروں کا دعویٰ ہے کہ صرف ان ہی کی مذہبی تعلیم اور صرف انہٰ ہی کی قوم عورت کی قدر ومنزلت کرتی ہے مگر جب واقعات اور تاریخ یورپ کے اوراق دیکھے جاتے ھیں تو ان کے دعوٰے کی تردید ھوتی ھے ۔ تاریخِ یورپ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ سولہویں اور تیرھویں صدی عیسوی میں جادوگری سے نفرت کی جو یورپ گیر تحریک اٹھی تھی اس میں بیشتر صورتوں میں عورتوں ھی پر جادوگری کے الزام میں ظلم و ستم ڈھائے جاتے تھے ۔ یورپ کے عیسائیوں نے بقول ڈاکٹر یسبرنگر جادوگری کے الزام میں '۹' لاکھ عورتوں کو زندہ جلا دیا تھا ۔

مذھبی دنیا میں عورت کو انتہائی ذلیل و حقیر سمجھا جاتا تھا ۔ عیسائیوں کے مرکز رومة الکبریٰ میں عورتوں پر ھمه اقسام ظلم روا رکھے جاتے تھے ۔ یوحنّا کا قول ہے کہ عورت امن وسلامتی کی بد ترین دشمن اور شر کی بیٹی ہے ۔ قدیم تاریخ کے اوراق بتاتے ھیں کہ دنیا کی تقریباً ساری قومیں عورت کو مرد کے مقابلے میں کمزور اور حقیر سمجھتی تھیں ۔ یونانیوں کا کہنا ہے کہ سانپ ڈس جائے تو اس کا علاج ھو سکتا ہے لیکن عورت کے شر کا ڈسا ھوا لا علاج ھوتا ہے ۔ سقراط نے بھی عورت کو فتنه فساد کی جڑ قرار دیا ہے ۔

حضور اکرم ﷺ کی بعثت سے قبل عرب میں بھی عورت کو انتہائی ذلیل و حقیر سمجھا جاتا تھا ۔ غرضیکه تاریخ کے مطالعه سے پته چلتا ہے کہ ظہورِ اسلام سے قبل عرب میں اور کچھ عرصه قبل تک یورپ میں عورت کے ساتھ نہایت وحشیانه سلوک روا رکھا جاتا تھا ۔ مرد اسی آغوش کو زخمی کرتا تھا ، جو اس کی پرورش

Marfat.com

کرتی تھی۔ اور اسی سینہ کو مجروح کرتا تھا جس سے اس کی زندگی نشوونما پاتی تھی۔

یہ شرف صرف اسلام ہی کو حاصل ہوا ہے کہ مصلح اعظم رحمۃ اللعٰلمین حضرت محمد ﷺ کے ظہور بابرکت نے دنیا میں عدل و انصاف محبت و مساوات اور حریّت کے ایسے چراغ روشن کئے جسکی روشنی سے مرد اور عورت نے یکساں طور پر فوائد حاصل کئے۔ عورتوں کو مردوں کے ظلم و ستم سے نجات ملی اور عورتوں نے عزت و احترام اور مردوں کے مساوی حقوق حاصل کئے۔ نبی کریم ﷺ نے عورتوں کو سربلندی اور سرفرازی عطا کرنے کے لیے فرمایا کہ عورتوں کے لیے ایسے ھی حقوق مردوں پر ھیں جیسے مردوں کے لئے عورتوں پر ھیں۔ یہ رسول کریم ﷺ کا عورتوں پر ایسا احسان ہے جسکی مثال قیامت تک نہ مل سکے گی۔

خاتم النبیّین محمد ﷺ نے طبقۂ نسواں پر جو عظیم احسانات فرمائے ھیں انکے مفصل ذکر کے لیے ایک دفتر درکار ہے۔ حضور نے یہ ارشاد فرمایا کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے، عورتوں پر تعلیم و ترقی کے جو دروازے کھولے تھے اسکے نتیجے میں دنیائے اسلام میں ایسی ایسی عظیم عورتیں پیدا ھوچکی ھیں اور ایسے ایسے کارنامے سرانجام دے چکی ھیں جسکی مثال غیر مذاہب کی عورتوں کی دنیا میں نہیں ملتی۔

اسلام نے عورتوں کو پستی سے نکال کر عظمت عطا کی اور یہ صرف تعلیم اسلام اور فیضان نظرِ رسول تھی کہ وہی عورت جو کسی قوم میں بھی وفادار تصور نہیں کی جاتی تھی رسول اللہ کی وفادار کہلائی۔ یہی وہ حقیراور بے اعتبار مخلوق تھی جس نے نبوت کی پہلی گواھی دی۔ جب راہِ حق میں حضور کا کوئی مددگار نہ تھا تو یہ آپ کی معاون اور محسن بنی۔ اور پھر اس عورت نے عظمت کے وہ چراغ روشن کیے جس سے دنیا کی تمام عورتوں کی قسمت بدل گئی۔ وھی عورت جو کبھی قابل احترام نہ گردانی جاتی تھی اُسی نے اسلام کی حفاظت اور جنگ میں مردوں کی طرح ممتاز درجہ حاصل کیا۔ وھی عورت جس کی فطرت میں بے وفائی شامل سمجھی جاتی تھی۔ اور مردوں کی رائے کے مطابق کمترین مخلوق تھی خداوند کریم کے

Marfat.com

فرمان اور قرآن پاک کی زبان میں مرد کا لباس ٹھرائی گئی ۔ اور جو مرد کی نظر میں حقیر و پست تھی ، اسلام کے طفیل خاتون جنت کہلائی گئی ۔ اور اسے یہاں تک عظمت عطا کی گئی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ خدائے ربّ العزّت کی قسم وہ جنت میں نہیں جائے گا جس نے اپنی ماں کو دکھ دیا ۔

تاریخ گواہ ہے کہ اسلام کے بعد ہی عورتوں نے دینی اور دنیاوی علومِ کی طرف توجہ دی ۔ اس زمانے میں جب اسلام عرب کی سرزمین تک محدود تھا اور ہر قوم کی عورت تشدّد اور ظلم کی زندگی بسر کر رہی تھی اس وقت مسلمان خواتین علم ودانش اور ملکی خدمات میں مردوں سے کسی طرح کم نہ تھیں ۔ طلوع اسلام کے بعد عرب کی سرزمین پر معجزے اور شعبدے رونما ہوئے ۔ یہ معجزے تھے جنگوں میں عورتوں کی شرکت ، پیغمبر اسلام کی ازواج مطہرات اور صحابہ کرام کی بیویوں ، بہنوں اور بیٹیوں نے باقاعدہ جنگوں میں حصہ لیا اور مجاهدین کی خدمت کی ، غزوۂ بدر اور اُحد کے واقعات سے پته چلتا هے که اس زمانے میں ایسی خواتین اسلام میں موجود تھیں جو میدانِ عمل میں نکلتی تھیں اور اپنے فرزندوں کو الله کی راہ میں زخمی دیکھ کر نہ صرف خوش هوتی تھیں بلکه مزید حصولِ مسرت وثواب کے لیے خود بھی جنگ میں حصہ لیتی تھیں ۔

حضرت حوّا حضرت آدم علیہ السلام کی بیوی تھیں ۔ آپ دنیا کی اولین عورت تھیں ۔ حضرت سارہؓ ، حضرت آمنہؓ ، ام المومنین حضرت خدیجة الکبریٰؓ ، ام المومنین حضرت سودہؓ ، ام المومنین ام سلمہؓ ، ام المومنین حضرت حفصہؓ ، حضرت جویریہؓ ، حضرت عائشہ صدّیقہؓ ، حضرت زینبؓ بنت جزیمہؓ ، حضرت زینبؓ بنت جحشؓ ، حضرت میمونہؓ بنت حارثؓ ، حضرت سیده ام حبیبہؓ ، حضرت صفیہؓ حضرت رقیہؓ ، ام کلثومؓ خاتون جنت حضرت فاطمة الزہراؓ اسلام کی نامور اور نا قابل فراموش خواتین هیں ۔ جنہوں نے ہر لحاظ سے بے مثال کارنامے سرانجام دیے ۔

مکه سے نور کا ایک سیلاب امڈا جس نے مشرق سے مغرب تک اجالا هی اجالا کردیا ۔ یعنی الله تعالی نے حضرت محمد ﷺ کو اپنا رسول بنایا اور لوگوں کی هدایت کا کام آپ ﷺ کے سپرد هوا ۔ آپ نے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی ۔ کفّار میں تہلکه

Marfat.com

مچ گیا ۔ مخالفت کا ایک طوفان اٹھا ۔ مسلمانوں پر آفات کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ۔ مگر سزاؤں کے باوجود اسلام اور رسولِ خدا کی محبت مسلمانوں کے دلوں سے نہیں نکلی ، مسلمانوں نے نہایت پامردی اور استقلال سے ان مصائب کا مقابلہ کیا ۔ انکے جذبۂ جہاد اور شوقِ شہادت نے اسلام کا نام بلند کیا ۔ انہوں نے چمنِ اسلام کی آبیاری اپنے خون سے کی اور اسلام کے خاکہ میں اپنے خون سے رنگ بھرا ، گو تاریخ اسلام کے اوراق ایسے واقعات سے بھرے پڑے ھیں ، جس میں عورتوں نے مردوں کے دوش بدوش اسلام کے تحفظ اور سربلندی و سرفرازی کے لئے غیر فانی کارنامے سرانجام دیے ۔ اور جن پر شجاعت اور بہادری بھی ھمیشہ فخر کرتی رھے گی ۔

۱۹ھ میں اسلامی فوج شام کو فتح کرنے کے لیے آگے بڑھی اور دمشق کو گھیرے میں لیکر عیسائیوں پر حملہ آور ہوئے ۔ اس موقع پر اسلامی فوج کے کمانڈر حضرت ضرار گرفتار ھو گئے تو اسلامی فوج کے سپہ سالار خالد بن ولید کو جونہی اس کی اطلاع ملی ، وہ خود فوج لے کر میدان جنگ کی طرف روانہ ھو گئے ۔ حضرت خالد بن ولید کا لشکر میدان جنگ کی طرف بڑھ رہا تھا ۔ تو انہوں نے دیکھا کہ ایک نہایت خوبصورت نوجوان انکے ھمراہ دشمن کی طرف بڑھا جارہا ہے ۔ اس نوجوان کا چہرہ شدت جوش و خروش سے سرخ انگارا ھو رہا ہے ۔ اس کے ہاتھ میں شمشیر برھنہ ہے اور اس کی نگاہیں دشمن کی فوج پر جمی ہوئی ھیں حضرت خالد بن ولید نے اس نوجوان کو پہلے کبھی نہ دیکھا تھا اسلئے سوچنے لگے کہ یہ کون ھو سکتا ھے ۔

اس دوران اسلامی فوج نے دشمن کی صفوں میں گھس کر حملہ کر دیا تھا دشمن سپاھی گاجر مولی کی طرح کٹ کٹ کر گر رہے تھے ۔ حضرت خالد نے دیکھا تو ان کے قریب ہی وہ نوجوان دشمن پر بڑھ چڑھ کر حملے کر رہا تھا اور ایک ایک وار میں کئی کئی دشمنوں کو جہنم رسید کرنے میں مصروف تھا ۔ حضرت خالد اسکی بہادری ، شجاعت اور فنِ سپہ گری سے کماحقہ واقفیت پر سخت متعجب ہوئے اور اس سے استفسار کیا ۔

'اے بہاد نوجوان ! تو کون ہے اور تیرے خوش قسمت باپ کا کیا نام ہے ؟
نوجوان ادب سے بولا میں ازور کی بیٹی اور ضرار کی بہن خولہ ھوں' ۔

Marfat.com

حضـرت خولہؓ کا شمار قرون اولی کی ان سرفـروش اور مجـاهد خواتین میں سرفہرست ھوتا ھے جنھوں نے اسلام کی سربلندی اور سرفرازی کے لیے ایسے نمایاں کارنامے سرانجام دیے ھیں جنھیں همیشه تاریخ اسلام کے صفحات پر زرین حروف میں لکھا جاتا رہے گا ۔

حضرت خنساء رضی اللہ عنہا ایک مجاہد صحابیه تھیں ۔ جنگ قادسیه کے لیے جب حضرت عمر فاروقؓ اعظم نے عام لوگوں کی شرکت کا اعلان کیا تو حضرت خنساؓء نے بھی یه اعلان سنا اور اپنے چاروں نوجوان بیٹوں کو اپنے ساتھ لے کر میدان جنگ کی طرف چل پڑیں ۔
حضرت ام سلیمؓ کو تاریخ اسلام میں اس بنا پر اهمیت حاصل ہے که حضور نے مہاجرین وانصار میں جو مواخات قائم کی تھی اسکا اجتماع ام سلیمؓ کے گھر ھوا تھا ۔

حضرت ام سلیمؓ نے بیشتر غزوات میں شرکت کی تھی ، جنگ کے دوران آپ دیگر مسلمان عورتوں کی مانند مجاہدین کو پانی پلاتی تھیں اور زخمیوں کی مرهم پٹی بھی کیا کرتی تھیں ۔ غزوه حنین میں آپ کے ہاتھ میں ایک خنجر تھا آپ کے شوہر نے یه دیکھ کر محظوظ ھوتے ھوئے رسولِ خدا کی توجه مبذول کرائی ۔ حضور نے ام سلیم سے استفسار کیا که وه اس خنجر سے کام لیں گی ۔
حضرت فاطمه بنت المثنی اپنے عہد کی نامور عارفه تھیں ، آپ دن رات کا بیشتر حصه عبادت الٰہی میں گذارتی تھیں ۔ آپ کو کلام الٰہی میں اس قدر عبور حاصل تھا که اس دور کے بیشتر مفسرین آیات قرآنی کے سلسلے میں اپنے اختلافات دور کرنے کے لیے آپ سے رجوع کرتے تھے ۔ آپ کے علمی مرتبه کا اندازه اس بات سے کیا جاسکتا ہے که شیخ محی الدین ابن عربی کئی برس تک آپ کی خدمت میں حاضر رہے اور آپ کے علم و فضل سے فیض حاصل کیا ۔

حضرت فاطمـه بنت المثنی کی پاکدامنی کے باعث ان کے چہرے پر ایک ایسا نور جھلکتا تھا جس سے آپ ضعیف العمری میں بھی ایک نوخیز دوشیزه نظر آتی تھیں ۔ حضرت ابن عربی بیان کرتے ھیں وه ضعیف العمر ھونے کے باوجود انکے چہرے کی طرف دیکھنے سے شرم محسوس کرتے تھے ۔

Marfat.com

دورِ قدیم ھو یا دورِ جدید مسلمان خواتین نے ھر قسم کے حالات میں ایک ماں ، بہن ، بیٹی ، مجاہدہ اور عارفہ اور عابدہ کے لحاظ سے بے مثال کارنامے سرانجام دیے ۔

اسلامی اندلس کی ایک مشہور اور ذھین عالمہ وفاضلہ ام الحسن طبیبہ ھونے کے علاوہ ایک مہمان نواز ، شگفتہ مزاج ، انسان دوست خاتون بھی تھیں انھیں بحث و مباحثہ میں بھی دسترس حاصل تھی

لسان الدین خطیب نے 'الاحاطہ' میں بیان کیا ہے کہ جب کبھی ن کے یہاں عالموں اور فاضلوں ، ادیبوں اور شاعروں کے محفلیں جمتیں تو وہ ان کی تواضع میں بے دریغ روپیہ خرچ کرتیں ، مساکین و محتاجوں کی امداد کرنے میں انکا جواب نہ تھا ۔ ام الحسن ا پنے دور کی ایسی عظیم اور فاضلہ اور انسان دوست خاتون تھیں کہ صدیاں گذرنے کے بعد آج بھی انکی ثانی خواتین پیدا نہیں ھو سکیں ۔

رضیہ سلطانہ متحدہ ھندوستان کے پہلی مسلمان فرمانروا خاتون تھی ۔ جو تختِ دھلی پر بیٹھی اور یہ ثابت کرنے میں کامیاب ھوئی کہ ایک عورت بھی مردوں کی طرح حکمرانی کے فرائض انجام دے سکتی ہے ۔

رضیہ سلطانہ کو اللہ نے وہ تمام خوبیاں عطا فرمائی تھیں جن کا لائق و فائق اور عادل بادشاھوں میں ھونا ضروری ھوتا ھے ۔ رضیہ سلطانہ میں اگر کوئی کمی تھی تو وہ یہ کہ وہ ایک عورت تھیں ، ورنہ جہاں تک فہم و فراست ، عدل و انصاف ، عقل و دانش اور تدبر و سیاست کا تعلق ہے ۔ اس میں یہ صفات اپنے زمانے کے بہترین مردوں سے بھی زیادہ تھیں ، علاوہ ازیں اسے مذھبی علوم کے ساتھ دوسرے علوم پر بھی دسترس حاصل تھی ۔

ھندوستان کا بادشاہ ناصر الدین اور اس کی ملکہ سلمٰی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آج صدیاں گذرنے کے باوجود تاریخ کے اوراق پر انکے نام محنت کش بادشاہ اور محنت کش ملکہ کی حیثیت سے جگمگا رہے ھیں ۔

چاند بی بی کا شمار اسلام کی ان نامور خواتین میں ھوتا ہے جنھوں نے فہم و فراست ، جرأت و بہادری ، دانشمندی ، رعایا پروری اور دیگر کارناموں سے یہ ثابت

Marfat.com

کیا تھا کہ عورت کو محض صنفِ نازک قرار دینے والے غلطی پر ہیں حالانکہ تصویر کا دوسرا رخ دیکھا جائے تو ثابت ہوتا ہے کہ عورتیں جنگی فنون میں بھی مردوں سے کم نہیں ہوتیں بلکہ تلوار ہاتھ میں لے کر مردوں کو شکست فاش بھی دے سکتی ہیں ۔

خالدہ ادیب خانم کا شمار 'ترکی جدید' کے معماروں میں ہوتا ہے ۔ تاریخ عالم میں ان کا نام ان آٹھ حریّت پسند انسانوں میں لکھا جائے گا جنہوں نے ترکیہ کے ماتھے سے 'یورپ کے مردِ بیمار' کا داغ دور کر کے اس ملک کو ترقی یافتہ آزاد ممالک کی صف اول میں لا کھڑا کیا تھا ۔ بلا شک و شبہ خالدہ ادیب ایک عالم و فاضل ، جانباز ، بہادر اور وطن پرست خاتون کی حیثیت سے تاریخ کے اوراق پر ہمیشہ زندہ رہے گی ۔

فلسطین کی بیٹیاں اپنے ملک کو آزاد کرانے کے لئے مردوں کے دوش بدوش ہر محاذ پر لڑ رہی ہیں ۔ وہ انجام سے بے پرواہ ہو کر اسرائیلی فوجی قافلوں کو اپنا نشانہ بنا دیتی ہیں ۔ ہوائی اڈوں کو اڑا دیتی ہیں اور یہودی فوجی اڈوں کو ملبہ کے ڈھیر میں تبدیل کرکے مسرت محسوس کرتی ہیں اور ہر محاذ پر اپنے وطن کی آزادی کی خواہاں ہیں ۔

یہ ایک لازوال حقیقت ہے کہ اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے دنیا میں عورت کو ایک بلند اور باوقار مقام عطا کیا جو آج تک نہ تو کسی مذہب نے اور نہ ہی کسی قوم نے عورت کو دیا ۔

تاریخ اسلام شاہد ہے کہ مسلمان خواتین نے اسلام کے عطا کیے ہوئے مقام کو سربلند اور سرفراز رکھنے کے لیے بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہیں کیا بلکہ امن و سلامتی اور جنگ وجدل میں مردوں کے شانہ بشانہ کام کیا بلکہ بعض مقامات پر تو وہ مردوں کو بھی شکست فاش دے گئیں اور علم وادب میں ناقابل فراموش مثالیں قائم کیں ۔

Marfat.com

ناھید یوسف

اصلاح معاشرہ میں عورت کا کردار
سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں

اللہ تعالی نے انسان کے اندر اپنی روح پھونکی۔اس کے سر پر اپنی خلافت کا تاج رکھا۔ اور اس خلافت و روحانیت کا پروان چڑھنا بھی اسی پروردگار کی بتائی ہوئی راہ معیشت پر چلنے پر منحصر ہے۔ بندے میں بندگی کی شان اسی وقت پیدا ھوتی ھے جب اس کی موت و حیات خدا کے لئے ہو۔ جئیے تو اس کے لئے اور مرے تواس کے لئے۔ تخلیق انسانی کا مطلب مولا کی معرفت ہے۔ اللہ تعالی نے انسان کو اپنا نائب بنا کر بھیجا ہے۔ اس کی ضروریات زندگی مہیا کیں تا کہ انسان کو جو ظاہری اور باطنی نعمتیں عطا کی وہ اللہ تعالی کی مشیت کے تابع رہ کر ہی استعمال کی جائیں۔ گھر کے اندر کی زندگی میں عورت کو فوقیت حاصل ہے۔ اس کے ذمہ ایک نسل کی پرورش ہے اور اس نسل کی پرورش، تعلیم وتربیت پر قوم کے مستقبل کا انحصار ہے۔ عورت کو یہ شرفِ امتیاز صرف ماں ھونے کی وجہ سے ہے۔ جس قوم کی عورت اپنے فرائض امومت سے کتراتی ہے۔ اس کا معاشرتی نظام درھم برھم ھو جاتا ہے۔ عائلی نظام انتشار کا شکار ھو جاتا ہے۔ دنیا کی تمام سرگرمیوں کی اصل ماں کی ذات ہے۔ ماں کی ذات امین ھے ممکنات کی۔ جو قوم عورت کی قدر نہیں کرتی اس کا نظام ہستی جلد از جلد بکھر جاتا ہے۔ قوم کا حال و مستقبل عورت کے فیض سے ترتیب پاتا ہے۔ قوم کی تقدیر بنانے میں عورت کا کردار بنیادی ہے۔ عورت سرمایۂ ملت کی محافظ ہے اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ عورت اپنے فرض کو پہچانے اور اپنے اسی بنیادی اور فطری تقاضوں سے عہدہ برآ ھونے میں پوری صلاحیتیں صرف کر دے۔ اگر کوئی بڑا کارنامہ سرانجام نہ بھی دے تو اس کے لئے یہ شرف ہی کافی ہے کہ زندگی کے ہر میدان میں کارہائے نمایاں انجام دینے والے مشاہیر اس کی گود میں پروان چڑھے ھیں۔ اور دنیا کا کوئی انسان ایسا نہیں جو عورت کا ممنون احسان نہ۔ بقول اقبال ؎

Marfat.com

وجـود زن سے ہے تصـویر کائنـات میں رنگ
اسی کے ساز سے ھے زنـــدگی کا سوز دروں

حضرت فاطمه کا کردار تمام عورتوں کے لیے نمونه ہے ـ بیٹی ، بیوی ، ماں کی حیثیت سے جو سر بسر سیرت النبی ﷺ کا جیتا جاگتا نمونه تھیں ـ ھمیں چاہیئے که اپنی زندگیاں اسی سانچه میں ڈھال لیں ـ اخلاق و اطوار نبوی ﷺ کا اتباع کریں ، اسلامی تہذیب و تمدن کو اپنائیں اور صحیح اسلامی معاشره کی داغ بیل ڈالیں ـ حضور ﷺ نے اپنی پوری زندگی میں جس تعلیم کا کامل نمونه پیش کیا اس کی نظیر تاریخ عالم پیش نہیں کرسکتی ضرورت اس امر کی ہے که آپس میں رهنے سہنے ، ماں ، باپ ، میاں بیوی ، بچوں ، همسایوں اور دوستوں کے ساتھ زندگی گذارنے کے ڈھنگ ، طور طریقه کیا ہونے چاھئیں ـ آج ھمارا معاشرہ گوناگوں برائیوں کی آماجگاہ ہے ـ جھوٹ ، فریب ، دھوکه بازی ، چوربازاری ، رشوت ، بدعہدی ، بداعمالی ، سب ھی تو اس میں شامل ہیں ـ قوم ترقی پذیر نہیں بلکه زوال پذیر ہے ـ اگر بچّه ، جوان سب ھی اپنے فرائض کو پہچانیں ، اخوت و همدردی ، مساوات ، انصاف کا دامن مضبوطی سے تھامیں تو کوئی وجه نہیں که ان برائیوں کا قلع قمع نه کیا جاسکے ـ اور یہاں بہتر کردار عورت ہی ادا کرسکتی ہے ـ اس لئے که عورت ھی کی ذات ممکنات کی امین ہے ـ انسان فطرتًا آزاد ہے ـ یه آزادی اس کے فعل سے ظاہر ھوتی ہے ـ انسان ایسی مختلف قوتوں کے مجموعے کا نام ہے جس میں بعض قوتیں اگر صفات حسنه کی طرف مائل کرتی ھیں تو بعض قوتیں برائیوں کی طرف راغب کرتی ھیں ـ عورت کو قدرت نے جس غرض کے لئے تخلیق کیا وہ غرض نوع انسانی کی تکثیر، اس کی حفاظت اور تربیّت ہے ـ اس کا قدرتی فرض ہے که اس اهم فرض کی ادائیگی کے لئے همیشه کوشاں رهے ـ بچّه اس دنیامیں آتا ہے اس کی مثال ایسے کینوس کی ہے جس کا اپنا رنگ نہیں ھوتا وہ پاک صاف خوبصورت سکرین کی مانند ھوتا ہے جس پر کوئی داغ دھبه نہیں ھوتا نه بچه پیدائشی طور پر خود غرض ھوتا ہے نه متعصب نه لالچی بلکه وہ تو فطرت کے عین مطابق جنم لیتا ہے ـ یه سب کچھ تو اسے حالات بنا دیتے ھیں ـ بچّه قوم کے مستقبل کی وحدت ہے اور اس وحدت کی معمار عورت ہے ـ

مسلمانوں کی اخلاقی زندگی ھو یا عملی ، سیاسی ھو یا معاشرتی ، دینی ھو یا

Marfat.com

دنیاوی حاکمانہ ہو یا محکومانہ ، وہ اپنے اندر ہر زندگی کے لئے ایک ضابطہ رکھتا ہے ۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اسلام عالمگیر مذہب نہ ہوتا ۔ رسول معظّم نے زندگی کے ہر شعبہ کی اصلاح فرمائی معاشرے کا کوئی پہلو ایسا نہیں جہاں آپ کی نگاہ نہ پہنچی ہو ۔ اگرچہ آپ نے ہر طرح کی تکالیف برداشت کیں لیکن اصلاح وتطہیر کا کام جاری رکھا ۔ کسی شخص کی عدم موجودگی میں اس کی برائی بیان کرنے کو لوگ کتنا حقیر کیوں نہ سمجھتے ہوں بظاہر معمولی شے ہے لیکن معاشرے میں بگاڑ کا سبب بنتی ہے آپ نے فرمایا

قَالَ اِنْ كَانَ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَد اَغْتَبْتَه وَاِنْ لَمْ يَكُنْ فِيْهِ مَاتَقُوْلُ فَقَدْ بَهتَّه

ترجمہ : 'اگر وہ عیب جو تم نے بیان کیا اس شخص میں پایا جاتا ہے تو غیبت اور اگر تمہارا بیان کردہ عیب اس میں نہیں ہے تو یہ بہتان ہے' ۔

آج ہمارے معاشرے کا ہر فرد اس برائی کا شکار ہے ۔ ایک جگہ اُٹھتے بیٹھتے غیبت سے باز نہیں آتے خاص کر یہ برائی عورتوں میں بدرجۂ اتم موجود ہے ۔ ایک دوسری کی دوستی کا دم بھرتی ہیں لیکن ایک سیکنڈ بھی غیبت کے بغیر نہیں رہ سکتیں ۔ چونکہ وہ خود ایک برائی کی مرتکب ہوتی ہیں لہذا انکی گود میں پلنے والا بچہ اس نقش قدم پر چلتا ہے ۔ وہ عادتًا اسے یہ تعلیم تو نہیں دیتیں لیکن چونکہ بچّہ جو دیکھتا ہے وہی کرتا ہے ، اس کا اثر قبول کرتا ہے ۔ اس لئے اس برائی کو برائی نہیں سمجھتا ۔ اگر ایک عورت خود ھی اس برائی سے بچے اور بچوں کو بھی بچائے تو یہ معاشرہ تک نہ پہنچے ۔ ہر ایک برائی کا زہر کسی خاندانی زندگی کو تباہ کرنے کے بعد ہی معاشرہ میں پھیلتا ہے ۔ ہمارے گھروں میں اگرچہ رونق عورت کے دم ہی سے اور جیسا کہ قول رسول ﷺ سے ظاہر ہوتا ہے ، کہ عورت کے بغیر گھر قبر سے بدتر ہے ۔ لیکن عورت رونق ہی نہیں بلکہ وہ عظیم طاقت ہے جس کے سامنے بڑی سے بڑی طاقتیں سرنگوں ہوجائیں کیونکہ وہ فرض امومت کی امیٖن ہے ۔ مائیں بچوں سے وعدہ تو کرتی ہیں لیکن پورا نہ کرنے کی صورت میں یہ بھول جاتی ہیں کہ انہوں نے وعدہ پورا نہ کرکے ایک بہت بڑی برائی کو جنم دیا ہے ۔

ہمارے معاشرے کا سب سے بڑا زیاں وقت کا زیاں ہے ۔ یہ وہ المیہ ہے جسے کوئی

Marfat.com

ذی ہوش ، کوئی ترقی یافتہ قوم پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھتی ۔ جبکہ وقت کو ضائع کیاجاتا ہے تو اس کی پابندی کا کیا سوال ۔ گھر ہو یا باہر ۔ محفل یا بازار ۔ وقت کا احساس کسی کو نہیں ۔ عورت تو اپنے گھر کی سلطنت کی بادشاہ ہے ۔ حاکم ہے ۔ وزیر باتدبیر ہے ۔ اس کی امور سلطنت تو وقت کی پابندی کا منہ بولتا شاہکار بن سکتی ہے ۔ اور اسی فرض کو پورا کرنا اس کی سب سے اولین ذمہ داری ہے ۔ وقت کا احساس پیدا کرنا اس کے کمالات میں سے ہے ۔ اس کیلئے خود قابل تقلید بننا پڑے گا ۔

رشوت معاشرے کا رستا ہوا ناسور ہے ، ہر دور اور ہر زمانے میں اس کی مذمت کی گئی خود حضور ﷺ نے بھی اس کی مذمت کی اور جڑیں کاٹ دیں آپ نے فرمایا؛

'عن ابن عمر نھینا عن التکلف'

ترجمہ : حضرت عمر فرماتے ھیں کہ ھمیں تکلف سے روکا گیا ہے

یہ تکلف اور نمود و نمائش رشوت کا سبب بنتے ھیں ۔ انسانی عظمت کا معیار جو دنیا والوں نے قائم کیا وہ خدا کے معیار سے (جو اس نے مقرر کردیا) مختلف ہے ۔ جس کے پاس مال و دولت کی کثرت ہو ۔ بڑی بڑی عمارتیں قبضہ میں ہوں ۔ درجنوں نوکر دست بستہ کھڑے ہوں ۔ عزت کا ذریعہ سمجھے جاتے ھیں ۔ لیکن اللہ تعالی کے نزدیک یہ عزّت کا ذریعہ نہیں ہے اللہ تعالی کا قرب اور حقیقی مسرت حاصل کرنے کے لئے دنیا کے سازوسامان حسب و نسب اور خاندان کی ضرورت نہیں پڑتی اگرچہ یہ جنس بازار میں ملتی تو سرمایہ دار خرید کر اپنا دامن بھر لیتے اس کی بارگاہ میں قرب حاصل کرنے کے لئے طہارت و پاکیزگی کی ضرورت ہے ۔ ضمیر کی پاکیزگی کے بغیر نہ انسانیت کی تکمیل ہو سکتی ہے اور نہ ہی وہ مقصد پورا ہو سکتا ہے جس کے لئے خلافت کا تاج انسان کو پہنایا گیا ۔ اسی پاکیزگی کو حاصل کرنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

الرَّاشی وَالْمُرْتَشِیْ کِلَاھُمَا فِیْ النَّار

ترجمہ : رشوت لینے والا اور دینے والا دونوں جہنمی ھیں

کیونکہ رشوت لینے سے ایک خاص طبقہ کی آمدنی میں اضافہ ھوتا ہے اور بغیر

Marfat.com

کسی محنت و کوشش کے حاصل کی ہوئی یہی دولت جب عیش و عشرت پر خرچ کی جاتی ہے۔ تو ایک تو معاشرےمیں کئی برائیاں جنم لیتی ھیں دوسرے یہ لوگ معاشرے کیلئے ناکارہ اور کاہل ہوجاتے ھیں اور ایسے میں عورت ھی بہتر کردار ادا کرتی ھے۔ یہ اس کا فرض ہے کہ وہ رشوت میں لی گئی اس رقم سے بچے۔ ان آسائشوں سے بچے جو رشوت کے طور پر حاصل ہوئیں۔ اپنے بچوں کو ان سے دور رکھے۔ اپنے آپ کو سادگی کا مرقع بنائے اپنے بے جا اخراجات پر کنٹرول کرکے، مرد کو بتائے اگرچہ اسے صنف نازک کہا گیا لیکن یہ وھی ہے جو اگر مرد کو رشوت پر اکساتی ہے تو پھر اسے اس قبیح فعل سے بازبھی رکھ سکتی ہے۔ کیونکہ اسی مال و دولت سے انسانی دل و دماغ جذبات و احساسات سے عاری ہو جاتا ہے۔ اس میں دوسروں کے دکھ درد سمجھنے کی صلاحیت نہیں رہتی کیونکہ :

رھے نہ روح میں پاکیزگی تو ھے ناپید

خیال بلند و ذوق لطیف

حضور ﷺ نے انسانی جلاء کے لئے اس کی روحانی بقاء کیلئے بعض چیزوں سے روکا۔ خود بھی اجتناب کیا۔ امہات المومنین کو بھی منع فرمایا۔ یعنی اپنی ذات پاک سے درس دیا۔ آپ جب بھی کسی کے گھر تشریف لے جاتے تین بار دستک دیتے۔ مراد یہ تھی کہ اجازت ملے تو گھر میں داخل ھوں۔ اگر جواب نہ ملتا تو واپس لوٹ جاتے تھے۔ آپ نے اپنی بیبیوں کو پردے میں رھنے کی تلقین کی۔ جس وقت آپ نے حضرت زینب بنت جحش سے نکاح کیا۔ پردہ کے احکامات نہیں تھے۔ اس وقت اصحاب بیٹھے تھے۔ مجلس سجی ہوئی تھی۔ حضرت زینب بھی شریک مجلس ہوئیں آپ چاہتے تھے کہ لوگ اُٹھ جائیں۔ لیکن خود ان سے نہیں کہا تو اس وقت رب کریم کی طرف سے پردے کے احکامات صادر فرمائے گئے۔ پردہ صرف جسمانی ھی نہیں بلکہ آواز کا بھی بتایا گیا۔ آپ نے عورت کو اپنے مقامات زینت کو چھپانے کی تلقین کی۔ ان کے کھلا رکھنے سے بدکاری کا فتنہ پرورش پاتا ہے۔ آپ نے عورت کو زیور کے استعمال کی اجازت تو دی لیکن زیور کی آواز دوسرے سنیں یہ پسند نہیں فرمایا کیونکہ اچھے خاص شریف آدمی کے کانوں میں بھی کڑے اور جھانجن کی آواز لذت کا رس ٹپکا دیتی ہے۔ اور فتنہ کا سبب بنتی ہے۔ حضور ﷺ نے آرائش

Marfat.com

و زیبائش کو پسند کیا ہے ـ لیکن صرف اپنے گھروں کے اندر ـ اپنے شوہر کے سامنے ـ بڑے دکھ سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ آج ہمارے معاشرے میں کتنی عورتیں ایسی ہیں جو اتباعِ رسول ﷺ کا خیال رکھتی ہیں ـ ہر طرف آرائش حسن و جمال ہے ـ میں یہ نہیں کہتی کہ اس آرائش سے ان کا مطلب غیروں کے دل کو لبھانا یا رجھانا ہے لیکن ان کے زیورات اور آرائش کی چکاچوند تو دفعتاً ایک عورت کو بھی چونکا دیتی ہے ـ چہ جائیکہ مرد ـ اور یہی وہ جگہ ہے جہاں برائی کا احتمال ہے ـ اگر یہ آرائش پردے کی حدود میں ہو تو تب بھی ایک حد تک درست ہے لیکن پردے کی قیود سے آزاد ہوکر برائی کا مرتکب ـ

شرعی پردہ جس کا حضور ﷺ نے حکم دیا کسی سرگرمی میں حائل نہیں ہوتا بلکہ اس پردہ میں عورت زندگی کی ہرسرگرمی میں حصہ لے سکتی ہے آج کا پردہ ، پردہ نہیں ہے اور شاید اسی لئے کہا گیا ہے

بے حجابی یہ کہ ہر شے ہے جلوہ آشکار
اس پہ پردہ یہ کہ صورت آج تک نادید ہے

آج اگر ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی جائے اور پردے کی وہ قیود اپنے اوپر لاگو کرلی جائیں تو معاشرہ ایک حد تک سدھر سکتا ہے ـ

عورت بنیادی طور پر کمزور سمجھی جاتی ہے اسے صنف نازک کہا جاتا ہے لیکن تاریخ عالم گواہ ہے کہ عورت نے کیا کچھ نہیں کیا ـ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم عورت کو منع فرماتے تو اس زمانے کی عورت آج کی عورت کے لئے نمونہ نہ بنتی ـ عورت نے ثابت کردیا کہ مرد اگر فولاد ہے تو عورت بجلی ـ اگر وہ شعلہ جوالہ کا روپ دھار لے تو موت کی خون آشام آندھیوں سے ٹکرا جاتی ہے ـ یہ ممکن ہی نہیں کہ کائنات میں انسانی دل کی شے کی تلاش وجستجو میں سرگرداں ہو اور اسے کامیابی نہ ہو ـ یہی حال عورت کا ہے اگر وہ ہمہ تن اضطراب بن جائے اور سراپا شوق بن کر اپنے مقصد کو حاصل کرنا چاہے تو خطرات کے بھنور ہوں ، سمندروں کا طوفانی فاصلہ ، آندھیوں کے جھکڑ ہوں ، فلک بوس پہاڑیوں کی پتھریلی وادیاں ہوں ،

Marfat.com

نشیب وفراز کے الجھے ہوئے سلسلے ہوں یا پیچ وخم کی بھول بھلیاں عورت اپنے مقصد میں ہمیشہ کامیاب رہی ہے ۔

بچّے ہمارے معاشرے کی افرادی قوت ہیں ، عظیم سرمایہ ہیں ان کی اچھی تعلیم و تربیّت ، بہتر پرورش ہی انھیں معاشرے کا فعال فرد بنا سکتی ہے ۔ اس لئے بچہ کی پرورش میں عورت کا کرٌدار زیادہ اھمیت رکھتا ہے ۔ بچہ ویسے بھی فطری طور پر ماں کے زیادہ قریب ھوتا ہے ۔ اگر اس پہلی درسگاہ میں ماں نے پہلی اینٹ صحیح حالت میں نصب کردی تو بہتر ورنہ

تا ثریا می رود دیوار کج

اس کے لئے پریشانی نہیں ، کوئی دقت نہیں ۔ ہم مسلمان ھیں اور اسلام ایک مکمل ضابطه حیات ہے ۔ کلامِ ربّی جو خود حضور ﷺ کا اخلاق ہے ۔ یا یوں کہیئے که جس کی تفسیر خود سرور کائنات ﷺ ھیں ۔ اسے اپنا لیں ۔ اس کی رو سے ، اس کے احکامات سے اور حضور صلی اللہ علیه وسلم کی زندگی پاک کی روشنی میں اگر معاشرہ تشکیل دیں تو یه ایک فلاحی معاشرہ ھوگا ۔ اس کے لئے ہر عورت کو میدان میں آنا ھوگا ۔ چاھے وہ ماں ہے ، بہن ہے ، یابیٹی ۔ یه سب مل کر ، اپنے آپ کو ، اپنی نسلوں کو اخلاقِ عالیه سے سنواریں کیونکه کسی ملک و قوم کی سربلندی صرف اور صرف اس کے اخلاق کی مرھون منت ہے ۔ اخلاق سے آراسته کرنے کے لئے مقدم پہلو یه ہے که جس کام کو اختیار کریں اس پر استقلال وھمت کے ساتھ قائم رہا جائے که وہ عادت بن جائے ۔ انسان خدا کی طرف سے مختار پیدا ھُوا ہے ۔ وہ آفتاب بھی ہے اور رات کی تاریکی بھی ۔ اس کے جوہر کا درخت ہر موسم میں کھلتا ہے ۔ اس کے اخلاق کے پھول ایّامِ بہار کے محتاج نہیں ۔ اسے اختیار دیا گیا ہے اور یہی اختیار اس کے ذمه دار ھونے کا راز ھیں ۔ انسان اپنے لئے جو اخلاقِ حسنه کے پہلو پسند کرے اس کی اس شدت سے پابندی کرے که گویا وہ اپنے اختیار کے باوجود اس کام کو کرنے پرمجبور ہے ۔ اور لوگ دیکھتے دیکھتے یه یقین کرلیں که اس شخص سے کوئی اور بات اس کے علاوہ ھو ھی نہیں سکتی ۔ گویا یه افعال اس طرح صادر ھوں جیسے آفتاب سے روشنی ۔ درخت سے پھل اور پھول سے خوشبو یه خصوصیات ان سے کسی حالت میں الگ نہیں ھوسکتیں ۔ حضور ﷺ اسی اصول کی پابندی فرماتے تھے ۔ جس

Marfat.com

کام کو جس طریقہ سے جس وقت آپ نے شروع کیا اس پر برابر شدت سے قائم رہے ۔

اگر انہی بنیادوں پر معاشرے کی داغ بیل ڈالی جائے تو بہتر معاشرہ حاصل ہوسکتا ہے ۔ اور عورت اس معاشرے کا فعال کردار ہونے کی حیثیت سے بلندیوں کو چھو سکتی ہے ۔

Marfat.com

آنسه غلام زینب بانو

اصلاح معاشرہ میں عورت کا کردار
تعلیماتِ نبّوی کی روشنی میں

عورت اور مرد کی تخلیق در اصل کائنات کی تکمیل ہے اس سے دنیاوی نظام وجود میں آیا اور اسی سے انسانیت برگ وبار لا سکی ۔ مرد کے ساتھ عورت کا جوڑا نہ ہوتا تو مقصد تخلیق ہی پورا نہ ہوتا اور نسل انسانی کی یہ عظیم تاریخ ظہور میں نہ آتی ۔ اسلئے یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ دنیا کی یہ چھل پہل مرد اور عورت کی مشترک جدوجہد کی مرھون منت ہے ۔ خود اللہ تعالی نے انسان کی فضیلت فرشتوں سے منوائی ہے یہ حقیقت ہے کہ عورت مرد کے تعاون ہی سے فرائض انسان کی تکمیل ہوتی ہے ۔ اگر مرد اور عورت میں امداد باھمی کی یہ روح مفقود ہو جائے تو ہم زندگی کے کسی بھی شعبے میں قدم نہیں اٹھا سکتے ۔ اس تعاون کو ممکن بنانے کے لئے اسلامی شریعت نے مرد اور عورت کے کندھوں پر بہت سی ذمہ داریاں ڈالی ھیں اور انھیں ایکدوسرے کا حقیقی نگران بنایا ہے ۔

کلام الہی نے اس اشتراک اور احساس وحقوق کو نہایت ہی لطیف پیرائے میں سورۃ البقرۃ میں بیان فرمایا ہے ۔ ارشاد ھوتا ہے تو اس شان سے

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ

ترجمہ : عورتیں تمھارا لباس ھیں اور تم عورتوں کا لباس ھو

در اصل اس وقت ضرورت اس بات کی ہے ھم اس پر غور کریں کہ خدا تعالی نے عورت کو کس مقصد کے لیے پیدا کیا ہے اور مرد کو کس مقصد کے لئے نیز دونوں کے حقوق و فرائض اور حدود کیا ھیں ۔ اگر ھم نے اس حقیقت کو سمجھ لیا تو مشکلات کی تمام گرھیں خودبخود کھل جائینگی اور ھم اپنی آنکھوں سے اپنا راستہ دیکھنے لگیں گے ۔

Marfat.com

اب یہ دیکھنا ہے کہ معاشرے میں عورت کا کردار کیا ہے وہ کس صورت میں اپنی زندگی بسر کرے ۔ اس کا جواب بالکل صاف ہے وہ یہ کہ اولاد کی پرورش اور نگہداشت عورت کا اہم ترین فرض ہے اور سب سے پہلے اس کو اسی پر توجہ دینی چاہیے ۔ بچّوں کی جسمانی تربیت کے ساتھ ساتھ ان کی دماغی اور اخلاقی تربیت بھی کرے تا کہ وہ جسمانی بلوغ کے ساتھ ساتھ اخلاقی اور ذہنی بلوغ کو پہنچ کر اعلی شہری زندگی بسر کرنے کے قابل ھوسکیں ۔ قرآن پاک اور تعلیمات نبوی کی روشنی میں عورت گھر کی ملکہ ہے اس کے فرائض میں گھر کی نگرانی بھی داخل ہے ۔ کیونکہ مرد روزی کمانے کی سعی میں گھر کا خیال نہیں رکھ سکتا اور نہ بیک وقت دو کام انجام دے سکتا ہے ۔ پس گھر کے اندر اپنے حقوق کی پوری رعایت کے ساتھ عورت کو شوہر کے لئے وجہ تسکین اور سرمایہ سکون بننا ہے ۔ تا کہ خاندان کی عزت وشرافت کا تاج اس کے سر پر رکھا جاسکے ۔ باقی رہا عورت کی تعلیم و تربیت اور ان کے حقوق کا مسئلہ ۔ سو اسلام نے جو قانون بنایا ہے آج تک دنیا اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ھے ۔ اسلام نے مردوں کی طرح عورتوں کے لئے بھی تعلیم کو ضروری قرار دیا ۔ لیکن تعلیم کے ساتھ ساتھ اس نے تربیت پر بہت زور دیا ہے اور عورت میں سب سے بنیادی چیز آپ اس سے انکار نہیں کرسکتے ۔ اس میں حیا و شرم اور عفت وعزت کا احساس پیدا کرنا ہے اور ان کے اوصاف کو اس کے اندر بطور ایک عادت کے راسخ کرنا ہے ۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اگر خاوند بگڑ جائے تو بیوی گھر بار اور بچوں کو سنبھال سکتی ہے ۔ لیکن اگر خدانخواستہ بیوی بہک جائے تو سارے کا سارا گھر تباہ ھوجاتا ہے ۔ اور کوئی اس کو سنبھالنے والا نہیں رہتا ۔ چونکہ عائلی زندگی کی بنیاد عورت ہے ۔ اور جب تک بنیاد مستحکم نہ ھو اس پر کوئی پائیدار عمارت نہیں بن سکتی ۔ عورت کے ادھر ادھر بہک جانے کے جو امکانات ھوسکتے ھیں اسلام اور تعلیماتِ نبّوی نے ان کے سدباب کی انتہائی کوشش کی ہے ۔

اب یہ دیکھنا ہے کہ اسلامی معاشرے میں مسلمان عورت کا کیٗا کردار ہے اور اس کی تگ و دود کن خطوط پر ھوگی ۔ حقیقتًا قرآن اور تعلیماتِ نبّوی نے عورت کو جتنا کچھ دیا ہے وہ ہر لحاظ سے کافی ہے ۔ اور مسلمان عورت نے اس کو پاکر ہزاروں تکالیف سے نہ صرف نجات حاصل کر لی بلکہ کونسی عزت ہے جو نہ پائی ، کونسا

Marfat.com

رتبہ ہے جونہ حاصل کیا ، کونسی چیزہے جو اسے نہ ملی مگر یہ عجیب بات ہے کہ عورت بڑی سے بڑی مصیبت کو بھی محض تھوڑی دیر میں ذرا سا سکون ملنے پر بھول جاتی ہے ۔ چنانچہ بدقسمتی سے محض چودہ سو برس گذارنے کے بعد بالکل مختصر وقفے سے عورت پھر شیطان کے فریب میں اس طرح آتی ہے کہ جس طرح اسلام سے پہلے تھی ۔ اس وقت مسلمان عورت قرآن اور تعلیماتِ نبّوی کو بالکل نظر انداز کر چکی ہے ۔ جہالت و مشرقیت سے تعبیر کر کے اور استہزاء سے کام لے کر ۔ اس وقت شاید ہی کوئی مسلمان عورت قرآن کے احکام ومعانی پر حاوی ہو ۔ اور یہ بتا سکے کہ قرآن کیا ہے اور اس میں عورت کا ذکر کہاں کہاں ھے ۔ اس کے حقوق اور فرائض اور حصص ومراتب کیا ھیں ؟ عورت کو قرآن نے کیا دیا اور کیا کہا ہے ؟ قرآن کا اس سے مطالبہ کیا ہے ؟ کس کس انداز کو اس کے قرآن نے مسعود اور کس کس وطیرے کو نامحمود بتایا ہے ۔ دنیا کی ترقی دین کی کس کس بات پر موقوف ومنحصر ہے ۔ مگر مسلمان عورت تو قرآن ہوتے ہوئے اس کی تعلیمات سے منہ موڑ رہی ہے ۔ اگر سلف صالحین کی زندگی پر نظر ڈالے تو معلوم ہو کہ تعلیماتِ نبّوی پر چل کر اس نے کیسے کیسے دینی اور دنیاوی قابل رشک مرتبے حاصل کیے ھیں ۔

اگر گہرائی سے اسلام کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ھوتا ہے کہ اسلام نے زندگی کی تعمیر کا جو نقشہ کھینچا ہے خواہ اس کا تعلق عبادات سے ھو یا معاملات سے ، خاندانی نظم سے ھو یا معاشرتی آداب سے ۔ اقتصادی قوانین سے ھو یا اصول تہذیب سے اس نے کسی بھی گوشہ مین عورت کی حیثیت کو مجروح ہونے نہ دیا ۔ جیسا کہ عورت کے بارے میں قرآن مجید میں جو احکام آئے ھیں ۔ ان کا ایک ضروری حصہ جو خاتون اسلام کے دستور حیات کاکام دے سکتا ہے اور جس کی ھمیں آج اشد ضرورت ہے آپ ﷺ نے معاشرے میں عورتوں کی مستقل حیثیت اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے پر خاص طور پر زور دیا ہے ۔ اور فرمایا تم میں سے اچھا وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا ہے ۔

الغرض اسلام کے نزدیک عورت معاشرت انسانی کی ایک ذمہ دار اور صاحب حقوق واختیار فرد ہے ۔ وہ مرد کی طرح سیاسی اور مالی معاملات سرانجام دے سکتی ہے اس کی طرح علم حاصل کرنے کا حق رکھتی ہے ۔ صنعت و حرفت سیکھ سکتی

Marfat.com

ہے۔ ضرورت پر اکتساب و کاوش کر سکتی ہے۔ عورتوں کی معاشرت اور ان کے تمدّن کی اصلاحی تحریک میں پوری سرگرمی کے ساتھ حصہ لے سکتی ہے۔ لیکن یورپی عورتوں کی طرح کھلے بندوں اور بازاروں میں نہیں بلکہ حد کے اندر رہ کر اور شریعت اسلامی نے تقویٰ و طہارت کے ضمن میں جو پابندی عاید کی ہے ان کا احترام رکھ کر۔

آپ ﷺ نے عورتوں کو تحصیل علم کی رغبت دلائی اور اسے اپنی مرضی سے نکاح کرنے اور شوہر سے ناچاقی ہونے کی حالت میں طلاق لینے کا حق دیا اور اس طرح عورت کو معاشرے میں سربلندی بخشی جیسا کہ ارشاد نبّوی ہے 'حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا « تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے متعلق باز پرس کی جائے گی امیر اپنی امارت کا نگران ہے اور خاوند اپنے گھر والوں کا نگران اور بیوی اپنے خاوند کے گھر اور بچوں کی نگران۔ پس ہر ایک تم میں سے اپنی اپنی رعیّت کا نگران ہے۔ اور ہر ایک سے اس کی رعیّت کے متعلق باز پرس کی جائے گی"۔

معلوم ہوا کہ اس حدیث میں عورت کو خادمہ نہیں کہا گیا۔ بلکہ اس کو 'راعیہ' کا معزز خطاب دیا گیا ہے۔ جس کے معنی گھر کی ملکہ کے ھیں۔ اسلامی شریعت نے خاوند کے ذمے کسب معاش کا فرض عاید کیا ہے اور بیوی کو گھر کا نگران بنایا ہے۔

عورت کا معاشرے میں سب سے بڑا اور اھم کردار اپنے گھر بار کو چلانا اور شوھر اور بچّوں کا خیال رکھنا ہے۔ صالح عورت اللہ کی رحمت ہے اور اس کے طفیل سارا گھر برکت سے بھر جاتا ہے۔
آپ ﷺ فرماتے ھیں :

خیرُ مَتَاعِ الدُّنیَا المراۃُ الصالحَۃ۔

(دنیا کی سب سے بڑی نعمت نیک اور صالح بیوی ہے۔)
ایک اور مقام پر فرمایا کہ :

جھاد المراۃ حسن الشغل لِزوجھا۔

Marfat.com

(عورت کا جہاد شوہر کے ساتھ اچھا رہنا ہے)
باھمی حسن سلوک کرنے کے بارے میں فرمایا :

اِنَّمَا امراۃٍ مَاتَت زوجھا عنھا راضٍ دخلَتِ الجَنۃَ
(جس عورت کا خاوند اس سے رضامندی کی حالت میں مرا ۔ انتقال کر کے وہ جنت میں داخل ہو گی)

اور مزید ارشاد فرمایا 'کہ عورتوں کے معاملہ میں خدا سے ڈرو ، کہ یہ تمہارے حوالے ھیں

آپ نے ایک شخص کو مخاطب کرتے ہوئے کہا
ایاک وَالْقَوارِیْرَ اِیَّاکَ وَالقوارِیر
(خبردار عورتیں شیشے ھیں ، انکی حفاظت کرو)

وہ گھر جسمیں میاں بیوی ایک دوسرے سے خوش رھیں ، مرد کیلئے جنت ہے ۔
ارشاد نبوی ﷺ ہے :
'جنۃ الرجل دارہ' ۔
گھر مرد کیلئے جنت ہے

اگر ایک طرف بیوی کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ شوہر سے اچھا سلوک کرے تو دوسری طرف شوھر کو بتایا گیا ہے کہ اچھا آدمی وہ ھے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اور اپنی بیوی کے ساتھ اچھا ہو۔

آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے :
خِیَارُکُم لِنِسَاءِہٖ وَالْطَفِھِمْ بِاھلِہ ۔ تم میں سے اچھے وہ لوگ ھیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے ھیں اور اپنے اھل و عیال کے ساتھ اچھے ھیں ۔

اسلام میں عورت کا صحیح مقام اس کا گھر ہے وہ 'ربۃ البیت' ہے ۔ گھر کی نگرانی بچوں کی تربیت اس کی زندگی کا اھم فریضہ ہے ۔ اسلامی شریعت نے اس پر گھر سے باھر کی زندگی کی ذمہ داریوں کا بوجھ نہیں ڈالا ۔ چنانچہ اس پر نماز

Marfat.com

جمعہ واجب نہیں ۔ اس کے لئے مسجد میں حاضری اور نماز باجماعت بھی فرض نہیں قرار دیا گیا ۔ بلکہ اس کے نان و نفقہ کا ذمہ دار اس کا خاوند بنایا گیا ہے ۔ وہ ضرورت کے بغیر سفر نہیں کر سکتی ۔ اور اگر اسے ضروری سفر درپیش ہو تو محرم کے بغیر سفر کرنے کی مجاز نہیں ۔ کیونکہ اسلام نے اسے گھر کی رونق ، شوہر کے لئے راحت جاں ، بچوں کی مربّیہ اور معاشرے کا مقدس فرد بنایا ہے ۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر ہماری عورت آج بھی سنبھل جائے تو سب کچھ ہو سکتا ہے ۔ اور دیکھتے دیکھتے ایک انقلاب آفریں اور خوشگوار ماحول پیدا ہوسکتا ہے اور مسلمان اپنے گم شدہ مقامِ زندگی کو پھر حاصل کر سکتے ہیں ۔ وہ مقام جس کے اندر قوموں کی قسمتوں کا فیصلہ ہوتا ہے ۔ وہ مقام کہ جس میں دنیا کی قوتوں کا راز مضمر ہے ۔ وہ مقام جس پر معصوم فرشتے اور جہانوں کی کل کائنات قربان ہو لیکن اس مقام تک پہنچنے کے لئے ضروری ہے کہ ہمارے بچّوں اور بچّیوں کی اچھی تعلیم ہو ۔ ان کی تربیت کا خاص انتظام کیا جائے اور انہیں اس قابل بنایا جائے کہ وہ ملک کی اقتصادی زندگی میں اپنا جائز حق لے سکیں ۔ اور یہ کہ ہمارے گھر صاف ستھرے ہوں ۔ خاندانی زندگی پاکیزہ ہو ہمارے اخلاق اچھے ہوں ۔ ہم خدا سے ڈریں اسکی مخلوق کی خدمت کو عبادت سمجھیں ۔ اپنے ہماری عزت کریں اور اپنے پرایوں کو ہم پر اعتماد ہو ۔ اسلام پر ہم کو فخر ہو ۔ اور ہمارے اعمال و کردار سے دوسروں کے دلوں میں اسلام کی عزت بڑھے ۔ اور اس طرح ہم ملک تو کیا پوری دنیا میں اللہ کے اس سچے دین کیلئے بلند مقام حاصل کر سکیں ۔ لیکن آج سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ ہم اپنی بچّیوں کی تعلیم کی طرف توجہ کریں ۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اگر گھر والی تعلیم یافتہ ہو تو گھر کا پورا نقشہ بدل جاتاہے ۔ اور نہ صرف بچوں کو بلکہ شوہر تک کو اپنے رنگ میں رنگ سکتی ہے ۔ نپولین کے متعلق مشہور ہے کہ اس نے ایک بار کہا تھا کہ عورت ایک ہاتھ سے تو بچے کو جھولا جھولاتی ہے اور دوسرے ہاتھ سے اگر چاہے تو سارے عالم کو جُھولا سکتی ہے ۔

اس طرح اگر ہم اپنے صوفی بزرگوں کے حالات زندگی دیکھیں ۔ وہ بیان فرماتے ہیں کہ ہماری مائیں خدا پرست تھیں ۔ ان ک تربیت سے بچپن ہی سے ہمارے دلوں

Marfat.com

میں خدا پرستی کا جذبہ پیدا ہو گیا تھا ۔ امام غزالی کا نام کس نے نہیں سنا ۔ امام صاحب کے والد کا بچپن ھی میں انتقال ہو گیا تھا ۔ یہ نیک اور خدا پرست والدہ ھی کا فیض تھا کہ وہ زندگی میں علم و فضل کے اس بلند مرتبے پر پہنچے ۔

اس طرح حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اور حضرت نظام الدین اولیاء کی عظمت بہت حد تک ان کی محترم ماؤں کی مرہون منت تھی ۔ ایک حکیم سے پوچھا گیا ۔ کہ آپ علم و حکمت کے اس مقام پر کس طرح پہنچے ، انہوں نے جواب دیا کہ یہ سب میری بیوی کا احسان ہے کہ اس نے مجھے گھر کے اندر سکون و اطمینان بخشا ۔ چنانچہ مجھے علم و حکمت حاصل کرنے کا موقع مل گیا ۔

غرضیکہ گھر کے رنگ ڈھنگ پر سب سے زیادہ اثر عورت کے اخلاق و اطوار کا پڑتا ہے اور یہی اخلاق و اطوار نتیجہ ہوتے ھیں بچپن کی تعلیم و تربیت کا ، ضرورت اس امر کی ہے کہ بچیوں کی تعلیم صحیح ہو ۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ ھم انکے لئے اسلامی اخلاق سیکھنے اور ان کے اندر اسلام کی صحیح روح پیدا کرنے کا انتظام کریں ۔ اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ اور علوم کے ساتھ ساتھ ان کو آداب اسلامی کی تعلیم دی جائے اس سلسلہ میں ان کو محض قرآن اور احادیث کی باتیں پڑھا دینا کافی نہیں ہو گا ۔ بلکہ ان کی ایسی تربیت ہونی چاھئے کہ اسلامی اخلاق و اعمال ان کے اندر رچ جائیں اور صحیح صحیح اسلامی زندگی کا نمونہ بن جائیں کیونکہ جب تک مسلمان عورت اپنے آپ کو مریم نہ بنائے گی کبھی اس قوم میں کوئی عیسی پیدا نہ ہو سکے گا ۔ جب تک مسلمان عورت اسماء نہ بنے گی عبداللہ ابن زبیر ہرگز پیدا نہیں ہو سکتے ۔

دیکھا جائے تو اصل دولت مسلمان عورت کے پاس ہے ۔ تسکین مسلمان عورت کی تحویل میں ہے ۔ ان کا بٹھایا ہوا پہلا رنگ کھرچنے کے بعد بھی بچے کے ذھن و دماغ سے قبر تک نہیں چھوٹتا ۔ کیونکہ جس طرح پیغمبر کی تعلیم سے متاثر ہو کر مٹھی بھر مسلمان چند سال کے اندر دو تہائی دنیا کے مالک ہو گئے اس طرح اچھی ماؤں کی گود میں پلے ہوئے مسلمان تا قیامت پوری دنیا پر حکومت کر سکتے ھیں ۔

Marfat.com

سیّدہ بشریٰ تابش

اصلاح معاشرہ میں عورت کا کردار
سیرتِ نبوی کی روشنی میں

یہ ہمارا ایمان ہے کہ جب تک کرہ ارضی پر آفتاب طلوع ہوتا رہے گا۔ ہادئ برحق ، سیّد المرسلین ، خاتم النبیّین ، محبوبِ ربّ العالمین ، محسنِ انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض جاری و ساری رہے گا اور آپ ﷺ کی سیرتِ پاک ہماری ہدایت کا سامان مہیا کرتی رہے گی۔ زندگی کی کوئی جہت یا حیات انسانی کا کوئی مرحلہ ہو۔ دنیا کا کوئی خطّہ اور زمانے کا کوئی لمحہ ایسا نہیں ہے جس میں پیش آنے والے مسائل وواقعات کے لئے آپ ﷺ کی سیرتِ مقّدسہ سے رہنما اصول نہ ملتے ہوں۔

ہادئ کامل ﷺ کی سیرتِ طیّبہ ، جبینِ انسانیت کا وہ نور ہے جس سے حسنِ ازل کی شعاعیں نکل کر تکمیلِ آدمیّت کی تمام راہوں کو منوّر کرتی چلی جاتی ہیں۔ آپ نے بنی نوع انسان کو زندگی کا درس دیا ، جینے کے قرینے سکھائے اور جہالت و بربریّت کی تاریکیوں سے نکال کر علم و حکمت اور تہذیب و تمدّن کی روشنی سے مالا مال کیا۔

حضور ﷺ کا ظہور ایسے حالات میں ہوا جبکہ عرب میں ہی نہیں ساری دنیا میں کفر و شرک کا دور دورہ تھا۔ خالص توحید بالکل معدوم ہو چکی تھی۔ پوری دنیا میں غلامی کا عام رواج تھا۔ ذات پات ، رنگ و نسل ، امارت و افلاس کے امتیازات موجود تھے ، انسان انسان کی تحقیر پر تُلا ہوا تھا۔ ایک باپ کی اولاد بیٹوں اور بیٹیوں میں تفریق تھی۔ بیٹے معزز اور بیٹیاں ذلیل سمجھی جاتی تھیں۔ اگرچہ عورت اور مرد معاشرے کے دو بنیادی ستون ہیں ، دونوں کی اپنی ایک جداگانہ حیثیت ہے اور دونوں معاشرے کے مشترک معمار ہیں لیکن باپ شوہراور بیٹے کو

Marfat.com

باعـزّت خیال کیا جاتـا تھا اور بیویاں بیٹیاں ، بہویں اور مائیں حقیر سمجھی جتی تھیں ۔ عورت مر جاتی تو مرد فوراً شادی کر لیتا ۔ مگر عورت کو یہ اجازت نہ تھی جبکہ بعض قوموں میں اگر مرد مر جاتا تو بیوی کو اس کی لاش کے ساتھ زندہ جلا دیا جاتا ۔

ایسے حالات میں جب کہ دنیا کے دونوں حصّوں یعنی خشکی اور تری میں ہر جگہ فساد برپا تھا ۔ امن و سکون تباہ ، دامنِ اخلاق پارہ پارہ ، خیر و شر کا تصور معدوم ہو چکا تھا حضور ﷺ نے اصلاح کا بیڑا اٹھایا ۔ ایک ایسے معاشرے کی تشکیل کی جو حق و صداقت ، عدل و انصاف اور اخوّت و مساوات کی بنیاد پر قائم تھا ۔ آپ نے لوگوں پر واضح کیا کہ اسلام محض عبادات یا چند رسومات کی ادائیگی کانام نہیں بلکہ ایک ایسا مکمل اور جامع ضابطہ حیات ہے جو انسان کی انفرادی زندگی کے ساتھ ساتھ اس کی اجتماعی اور معاشرتی زندگی میں بھی اس کی رهنمائی کرتا ہے ۔ اس میں حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کو بھی نہایت اہم مقام حاصل ہے ۔ معاشرے میں اعلٰی اخلاق کی بنیاد حقوق العباد ہی ہیں ۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو یہ درس بھی دیا کہ انسانوں کو انسان سمجھو اور کسی کو حقیر نہ جانو ۔ آپ ﷺ نے انسانوں کی بنائی ہوئی اونچ نیچ کا خاتمہ کرکے انہیں باہمی مساوات اور اخوّت کی لڑی میں پرودیا اور اپنے آخری خطبہ میں واضح طور پر فرمادیا !

' تمام انسان آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنائے گئے تھے ، کسی عربی کو عجمی پر اور کسی گورے کو کالے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ۔ فضیلت صرف پرہیزگاری کے ذریعے ہی حاصل ہو سکتی ہے ۔

بخاری و مسلم

نبی اکرم ﷺ کی بعثت مبارکہ سے قبل عورت کو بڑا حقیر سمجھا جاتا تھا عرب میں بیٹی کو پیدا ہوتے ہی زندہ در گور کردیا جاتا تھا ۔ رشتوں کا تقدس اور عورت کا وقـار مجـروح تھـا ۔ اُس کی حیثیت جانوروں کی طرح تھی ۔ اس کی باقاعدہ خریدوفروخت ہوتی ۔ وہ مردون کی ملکیّت تصور کی جاتی تھی ۔ اُس کا اپنے رشتے داروں کی میراث میں کوئی حصہ نہ تھا بلکہ وہ خود گھریلو اشیاء کی طرح مال وراثت سمجھی جاتی تھی ۔

Marfat.com

حضور رحمۃ للعالمین ﷺ نے جہاں زندگی کے دوسرے شعبوں میں اصلاحات کیں ، اپنی تعلیمات کے ذریعے لوگوں کو ان کے حقوق دلائے ، وہیں عورتوں کو بھی معاشرے میں باعزت اور بلند مقام عطا فرمایا ، عورت کو ماں ، بہن ، بیوی ، بیٹی ہر روپ میں عزت بخشی ۔ انہیں صرف حقوق ملکیّت نہیں دئے ، صرف حقوق وراثت دینے پر ھی اکتفا نہیں کیا ، بلکہ عورتوں کے حقوق مردوں پر ایسے ھی لازم کئے ، جیسے عورتوں پر مردوں کے حقوق ھیں ۔ وہ اپنی جان ومال کی ایسی ھی مالک قرار دی گئیں جیسے مرد ، بالغ عورت کی مرضی کے بغیر اُس کے نکاح کو ناجائز قرار دیا ۔ عورت کی دولت اس کی اجازت ورضا کے بغیر کسی کو خرچ کرنے کی اجازت نہیں ۔ شوہر کے مرنے یا طلاق دینے کے بعد وہ خود مختار ہے ۔ کوئی اس پر جبر نہیں کرسکتا ۔ اپنے رشتہ داروں کی میراث میں وہ بھی حقدار قرار دی گئی ۔ ماں کی حیثیت سے ایک عورت کو جو مرتبہ حاصل ہے اُس کا اندازہ رسول اکرم ﷺ کے ان ارشادات گرامی سے ہو جاتا ہے ۔

(ا) ماں اگر مشرک ھو تب بھی صلہ رحمی کرو (بخاری)

(ب) جنت ماں کے قدموں تلے ھے ۔ (ترمذی)

(ج) حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جب ایک شخص نے پوچھا ! مرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے ؟ تو آپ ﷺ نے تین بار ارشاد فرمایا : تیری ماں (بخاری و مسلم)

بہن کا رشتہ بھی بڑا مقدس ہے ۔ یہ نام ھی بڑا پیارا ہے ۔ حضور ﷺ نے اس رشتہ کو نہایت قابل احترام حیثیت دی ۔ اسلام نے وراثت میں بہن کو بھائی کے ساتھ شریک کر کے مالکانہ حقوق عطا کئے ۔ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا جس شخص نے تین یا دو بہنوں کی سرپرستی کی انہیں تعلیم و تربیّت دی ۔ اُن کے ساتھ رحم کا سلوک کیا ، یہاں تک کہ اللہ تعالی انہیں بے نیاز کردے تو ایسے شخص کے لئے اللہ نے جنت واجب کر دی ۔ (مشکوۃ)

بیوی کی حیثیّت سے بھی عورت کا بلند مقام ہے ۔ حضور ﷺ نے اہل ایمان کو ہدایت فرمائی کہ بیویوں سے حسن سلوک کرو ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ۔

Marfat.com

' تم میں سے بہترین وہ ھیں جو اپنی بیویوں کے حق میں بہتر ھیں ' (ترمذی)

بیٹی کی حیثیت سے جو درجہ عورت کو حاصل ہے اس کا اندازہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان فرمودات گرامی سے ھوتا ھے ۔

● ۔ جس شخص کے ھاں لڑکی پیدا ھو اُس نے جاہلّیت کے طور پر زندہ دفن نہیں کیا اوپر نہ اس کو حقیر جانا ، اور نہ لڑکوں کو اس کے مقابلہ میں ترجیح دی تو اللہ تعالی ایسے شخص کو جنت میں داخل کرے گا ۔ (ابوداؤد)

● ۔ جو شخص بیٹیوں سے آزمایا جائے اور وہ اسے خوبصورتی سے نبھاوے میں اسے جہنم سے بچانے کے لئے آڑ بن جاؤں گا (مشکوٰۃ)

رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے بیٹیوں کو زندہ درگور کرنے سے نہ صرف منع فرمایا بلکہ انہیں رحمت و برکت قرار دیا ۔ غرضیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو عزّت دی ، مرتبہ دیا ، اسے تحتِ الثریٰ سے اٹھا کر اَوجِ ثریا پر پہنچا دیا

ہر عورت کی عزّت و عصمت محترم ہے ۔ خواہ وہ کسی بھی مذھب سے تعلق رکھتی ھو ، اپنی قوم سے تعلق رکھتی ھو یا دشمن قوم سے ، کسی مسلمان کو ہرگز ہرگز اس پر ہاتھ ڈالنے کی اجازت نہیں اور معراجِ انسانیت کی حد تو یہ ہے کہ مسلمان مرد کو غیر محرم عورت پر اور مسلمان عورت کو غیر محرم مرد نگاہ ڈالنے کو بھی حرام قرار دیا گیا ۔ اگر یہ کہا جائے کہ عورت کو جو عزت و احترام تعلیماتِ نبّوی نے عطا کیا ہے وہ معراجِ انسانیت کی عظیم کڑی ہے تو غلط نہ ھو گا ۔

جب عورت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ذلّت سے اٹھا کر عزت و عظمت عطا کی تو عورت کا بھی فرض ہے کہ وہ بھی برائیوں کے خلاف جہاد کرے اور اچھائیوں کے پھیلانے اور نیکی کو فروغ دینے کے لئے کوشاں رہے ۔ کیونکہ فرمان الہی ہے

' تم لوگ بہترین جماعت ھو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہے ۔ تم بھلائی کا حکم دیتے ھو اور برائی سے روکتے ھو اور اللہ پر ایمان رکھتے ھو ' ۔ (آل عمران ۔ ۱۱۰)

Marfat.com

چنانچه اس حکم خداوندی کے بعد یہ سب کا فرض ہے کہ ہم بھلائیوں کے فروغ سے غافل نہ ہوں اور برائیوں پر خاموشی اختیار نہ کریں ، بلکہ بھلائیوں کے فروغ کی سعی اور برائیوں کے اکھاڑ پھینکنے کی جدوجہد کرتے رہیں ۔ یہ جدوجہد کسی ایک دور اور کسی معاشرے کے ساتھ مخصوص نہیں ھے بلکہ یہ حکم ہر عہد اور ہر معاشرے کے لئے عام ھے ۔ حضور ﷺ نے اس کو ترک کر دینے پر متنبہ فرمایا ۔ آپ کا ارشاد گرامی ہے ۔

' تم لازماً امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو ورنہ اللہ تمہارے اُوپر ایسی سزا نازل کرے گا کہ اگر تم اس سے نجات کے لئے دعائیں بھی مانگو گے تو قبول نہ ہوں گی ' (بخاری)

ماؤں کا اپنی اولاد پر ، بہنوں کا بھائیوں پر ، بیٹیوں کا باپ پر اور بیویوں کا اپنے شوہروں پر جو زبردست اثر ہوتا ھے اس کے پیش نظر یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ معاشرے کے سنوارنے یا بگاڑنے میں عورت کا بڑا دخل ہے ۔ وہ اگر اپنا فریضہ صحیح طور پر انجام دے تو معاشرے سے برائیوں کا خاتمہ ہو سکتا ھے ، اچھائیوں کا دور دورہ ہو سکتا ہے ۔ قوموں کے عروج و زوال میں جتنا اھم کردار عورت نے ادا کیا ہے ۔ تاریخ کے اوراق اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ھیں ۔ اگر آج بھی ایک ماں اپنی اولاد کو معاشرتی برائیوں سے اجتناب کی تعلیم دے ، عبادات کی طرف راغب کرے تو پوری زندگی میں انقلاب برپا ہوسکتا ہے حضور ﷺ نے عبادات کو اللہ کے حکم سے اسی لئے فرض قرار دیا کہ اس میں خالقِ حقیقی سے تعلق کے ساتھ ساتھ معاشرہ کی اصلاح بھی پنہاں ہے ۔ اگر ہم نماز ، روزہ ، حج اور زکوۃ کے مصالح ، محاسن اور فلسفے پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان سے محبت و یگانگت ، اجتماعیت و مساوات اور غمخواری و ہمدردی کا درس ملتا ہے جو اصلاح معاشرہ میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ھیں ۔

اسلام جو دینِ فطرت ہے اور جو نہایت ھی وسیع اور جامع نظامِ حیات ہے ، اپنے ماننے والے پر لازم کرتا ہے کہ وہ اس طرح رھیں جیسے ایک ھی جسم کے مختلف اعضاء ، حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ۔

Marfat.com

' تم مومنوں کو آپس میں رحم دل ، محبت اور ہمدردی کے معاملے میں ایک جسم کی طرح پاؤ گے کہ اگر ایک عضو میں تکلیف ہو تو سارا جسم اس کی خاطر بے خوابی اور بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے '

چنانچہ ہر ماں کا فرض ھے کہ وہ اپنی اولاد کو سکھائے کہ اگر وہ کسی کو تکلیف میں مبتلا دیکھے تو اس کا مداوا کرے ، وہ بچے کو بتائے کہ وہ جس دین کے پیروکار ھیں ، اس کے ماننے والے آپس میں بھائی بھائی ھیں ، ایک دوسرے کے خیر خواہ ھیں ، ایک مسلمان کا مال اور اس کی آبرو دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔اسلام کی تعلیمات یہ ھیں کہ !

کوئی کسی کا مذاق نہ اڑائے ، کسی کی دل شکنی نہ کرے، کسی کے پیچھے اس کی برائی نہ کرے ، کسی کی تضحیک نہ کرے، کسی کو طعنہ نہ دے ، کسی پر بے جا الزام نہ لگائے ، کسی کی چوری نہ کرے ، کسی کو گالی نہ دے ، جو خود پسند کرے وہ دوسروں کے لئے بھی پسند کرے ، پریشان حال اور مصیبت زدہ کی تکلیف دور کرے،

آپس میں اتفاق اتحاد اور بھائی چارہ رکھے ، ھمیشہ سچ بولے ۔ برائی کی راہ پر نہ چلے ، خود بھی صحیح راہ پر چلے اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کرے ، ایک دوسرے کے لئے سراپا رحمت و شفقت بنے ۔ ہر ایک سے محبت اور خوش اخلاقی سے پیش آئے ۔ بڑوں کا ادب کرے چھوٹوں سے پیار کرے ، پڑوسیوں کے حقوق کا خیال رکھے ، اساتذہ کا احترام کرے ، اگر ایک ماں اپنے بچے کی تربیت ان خطوط پر کرے تو یقیناً معاشرہ سے برائیوں کا قلع قمع ہو سکتا ھے ۔ ہر طرف شریعت اسلامی کا بول بالا ہو گا ۔

بہن اور بھائی کا رشتہ بھی بڑا پیارا ہوتا ھے ۔ بھائی بہن کی ہر خواہش کا احترام کرتا ہے چنانچہ ایک عورت بہن کی حیثیت میں اپنے بھائی کو ملک و ملت کے لئے ایک مفید ، تعمیری اور فعال کردار ادا کرنے کی طرف راغب کر سکتی ہے ۔ اگر وہ ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہے تو یوں بھی معاشرہ کی اصلاح ہو سکتی ھے ۔

Marfat.com

انسانی معاشرے میں عورت کی حیثیت دو اور پہلوؤں سے بھی بے حد اہم ہے۔ یعنی بحیثیت بیٹی اور بحیثیت بیوی۔

بعثتِ نبوی سے قبل معاشرے کا یہ عالم تھا کہ بیٹی کی پیدائش کو ایک بدبختی سمجھا جاتا تھا۔ حضور ﷺ نے اسے حرام قرار دیا اور بیٹی کو بھی وہی مقام عطا فرمایا جو ایک بیٹے کا ہے۔ بیٹی اور باپ کا رشتہ بڑا ھی جذباتی اور پیارا ھوتا ہے وہ بھی معاشرے کی اصلاح میں ایک اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔ وہ اپنے بگڑے باپ کو راہ راست پر لا سکتی ھے۔
بیوی کی حیثیت سے ایک عورت کو جو مقام اسلام نے دیا ہے اس کا اندازہ اس ارشادِ نبوی ﷺ سے ھو جاتا ہے
' تم سب لوگوں میں اچھا وہ ہے جو اپنی بیوی اور کنبہ کے ساتھ اچھا ہے۔ اور میں تم سب سے بڑھ کر اپنی بیویوں کے ساتھ اچھا ھوں '

اگر ایک بیوی تعلیمات نبوی ﷺ پر مکمل عمل پیرا ھو کر اپنے خاوند کو بھی اس راہ پر چلائے تو ھماری معاشرتی برائیاں خود بخود کم ھوتی چلی جائیں گی۔ بیوی، خاوند کی حلال کمائی میں گذارہ کرے، تو یقیناً مرد رزقِ حرام کے حصول کے لئے سرگرداں نہیں ھوگا۔

آج ھمارے معاشرے کے فساد کا اہم بلکہ اصل سبب یہی رزقِ حرام ہے اور اسی حرام خوری نے ھمارے ایمان کو بے حد کمزور کردیا ہے اور معاشرتی برائیوں کو جنم دیا ہے جس کی وجہ سے آج ھمیں طرح طرح کی آفتوں اور مصیبتوں کا سامنا ہے ھماری زندگی کا ایک ھی مقصد رہ گیا ہے کہ کسی نہ کسی طرح پیسہ حاصل کیا جائے۔ اس کے لئے ھم کیا کچھ کرتے ھیں، یہ ایک طویل اور بھیانک داستان ہے۔

ھمارے پیارے نبی رحمت عالم ﷺ نے رزقِ حرام کی کتنی سخت مذمت کی اس کا اندازہ ان فرمودات نبوی ﷺ سے ھوتا ھے۔

لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ جَسَدٌ غُذِّیَ بِحَرَامٍ (بیہقی)
ایسا جسم جنت میں نہیں جاسکے گا جس نے حرام سے پرورش پائی

Marfat.com

جس بندے کا جسم حرام مال سے بڑھا تو اس کا بدلہ دوزخ کے سوا اور کچھ نہیں' (طبرانی)

حرام کی کمائی میں ایک بدترین کمائی رشوت کی کمائی ہے۔ یہ معاشرے کا ایک رستا ھوا ناسور ھے۔ اس سے معاشرے میں جو بگاڑ پیدا ھوتا ھے ، جو سماجی ناھمواری جنم لیتی ھے ، اس کی ہر دور میں مذمت کی جاتی رھی ھے۔ رشوت کا لینا دینا خدا اور رسول کے حکم کی صریح خلاف ورزی ہے۔ رشوت کی کمائی سراسر نجس اور ناپاک ھے رشوت کا لین دین دوسروں کو ناحق ستانے ، انہیں پریشان کرنے اور لوگوں کو حکومت کے خلاف ابھارنے کے مترادف ھے۔ رشوت لینے والا اللہ کی رحمت سے دور ھوتے ھیں۔ رشوت کی حرام آمدنی کھانے کے برے اثرات آدمی کی نسل میں بھی منتقل ھوتے رہتے ھیں۔ رشوت خور کی نماز ، دعا اور کوئی نیک عمل قبول نہیں ھوتا۔ اگر ایک عورت سادگی اور کفایت شعاری کی راہ اپنائے۔ اپنے شوھر کو رزقِ حلال کے حصول کی تلقین کرے تو یقیناً معاشرے سے ایک بہت بڑی برائی کا خاتمہ ھو سکتا ہے۔

اوپر میں نے جس پہلو کا ذکر کیا ہے اگر ایک بیوی کوشش کرے تو معاشرے سے رشوت جیسی زہر آلود شے کا خاتمہ ھو سکتا ھے۔ ہر طرف انصاف کا دور دورہ ھو سکتا ہے۔ یوں لوگوں کے مسائل ، ان کی مشکلات بھی حل ھو سکتی ھیں اور جب ان کی پریشانیوں کا خاتمہ ھو گا تو پھر ایک مثالی معاشرہ بھی قائم ھو جائے گا ایسا معاشرہ جس کی تعلیم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی۔

نبی کرم ﷺ نے اصلاحِ معاشرہ کے لئے جو طریقِ کار اختیار کیا تھا وہی در حقیقت انسانیت اور دنیا کی تعمیر وترقی کا راستہ ھے اور یہ ایک ایسا مربوط راستہ ہے جس کی ہر کڑی دوسری کڑی کے ساتھ ملی ھوئی ہے اور یہی راستہ فطری ہے ، اگر اس راہ کو چھوڑ کر کوئی دوسری راہ اختیار کی جائے تو کسی صورت میں اصلاح کی توقع نہیں کی جاسکتی ، ارشاد باری تعالی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَاۤفَّةً (البقرہ : ۲۰۸)

Marfat.com

' اے ایمان والو ! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ '

جب تک ہم زندگی کے ہر شعبہ کے بارے میں تعلیماتِ نبوی ﷺ پر دل و جان سے عمل نہ کریں گے آپ کے نمونۂ زندگی کو اپنے لئے مشعلِ راہ نہ بنائیں گے ۔ اپنے دل میں انس و الفت ، محبت و خلوص اور صلح و آشتی کی شمع روشن نہ کریں گے ۔ امانت ، دیانت ، صداقت ، بردباری اور عدل و انصاف کی اعلی اقدار نہ اپنائیں گے ۔ ملاوٹ ، منافع خوری ، ذخیرہ اندوزی ، رشوت اور کم تولنے جیسی معاشرتی خرابیوں کو جڑ سے اکھاڑ نہ پھینکیں گے ہم معاشرے کی اصلاح نہیں کر سکتے ۔

کاش ! خواتین کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہو جائے ۔ وہ خود نمونہ بن کر سب کے سامنے آئیں ، ایسا نمونہ جس پر کوئی انگلی نہ اٹھا سکے ۔ ان کے ہر عمل سے ایک روشنی پھوٹے اور اس روشنی سے ہمارا پورے کا پورا معاشرہ جگمگ جگمگ ہو جائے ۔

دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تمہی تو ہو
ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تمہی تو ہو
پھوٹا جو سینۂ شبِ تارِ الست سے
اس نورِ اوّلین کا سہارا تمہی تو ہو

Marfat.com

راشدہ نثار

اصلاحِ معاشرہ میں خواتین کا کردار
تعلیماتِ نبوی کی روشنی میں

عہد حاضر کا سب سے بڑا المیہ ہے کہ اس معاشرے میں ابھی تک عورت کے کردار اس کے رویّہ اور اس کی شخصیت کے تعمیری پہلوؤں کی حدود ، اسلامی نظریات اور تعلیماتِ نبوی کی روشنی میں متعین ہی نہیں کئے گئے ہیں۔

اس دور کی عورت کو بلا تعلیم یا کم تعلیم یا ناقص تعلیم کے ساتھ مغربی اور بے دین معاشر کے سامنے لا کھڑا کر دیا گیا ہے۔ اس کے مقابلے میں اس درج احساس کمتری پیدا کر دیا گیا ہے ک یا تو عورتیں گھروں میں چھپی ، مردوں سے ڈری ، مظلومیت کا شاکار بنی بیٹھی ہیں ، اپنے حقوق و فرائض سے لا تعلق ان کا جس طرح چاہو استحصال کر لو۔

یا پھر چند مغرب زدہ خواتین یا ترقی پسند خواتین آزادی کے نام پر ہر چیز سے حتیٰ کہ فرائض اور ترجیحات تک سے آزاد ہیں۔ انہیں ممتا کا پتہ ہے نہ گھر کی خبر ہے اور نہ ہی دفاتر اور درس گاہوں یا امور مملکت میں کوئی انقلابی رول ادا کر رہی ہیں۔

اس کے علاو مذہبی کٹر روائت پسند علماء نے عورتوں کو سختی اور خوف کے ساتھ ہی احساس دلایا ہے ک و صرف شوہر پرستی کے لئے پیدا کی گئی ہیں اور ان کا دائر عمل صرف اور صرف گھر ہے۔ اس قسم کی سختی ہمارے مذہب میں کہیں نہیں ہے۔ ایسی صورت حال اور شدت کے نتیجے میں کچھ خواتین بغاوت کی دوسری انتا پر پہنچ گئی ہیں۔

کاش ک مسلمان عورت کو صحیح اسلامی تعلیمات سے بہرہ ور کیا جاتا۔ کاش

Marfat.com

کہ ان کو اس بات کی تعلیم دی جاتی کہ ہمارا دین ایک مکمل دین ہے ۔ یہ دین فطرت ہے اس میں کہیں عورت کو محدود نہیں کیا گیا ہے ۔ قرآن میں ذکر ہے ک علم سب پر فرض ہے ۔ جگہ جگہ مومنین و مومنات کہہ کر مخاطب کیا گیا ہے ۔ کائنات مرد و عورت دونوں کے لئے تسخیر کر کے دے دی گئی ہے ۔

البتہ کچھ ترجیحات ضرور ہیں جس میں اوّلین ترجیح یقیناً اس کا گھر ہے اور گھر کے بعد پھر پورے معاشر کے حقوق اس پر عائد ہوتے ہیں ۔

جو کردار ایک عورت انجام دے سکتی ہے اس کے مقابلے میں ایک مرد انجام نہیں دے سکتا ۔ عورت کی شخصیت میں اللہ تعالیٰ نے نرمی ، گرمی اور اتنی توانائی رکھی ہے اور اتنی صلاحیتیں عطا کی ہیں کہ اگر وہ بگڑ جائے تو سب سے بڑی تخریب کار ، اور بن جائے تو معمار قوم اور مصلح قوم ۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کو اس صفت سے نوازا ہے جو خود خدائی صفت ہے یعنی و تخلیق کار ہے و ماں ہے اس کے دم سے نسل انسانی وجود میں آتی ہے ۔ یقیناً خالق مطلق نے جب اتنے بڑے انعام اتنے بڑے منصب کا اہل بنایا تو پھر و کس طرح عورت کو کم عقل ، بے دماغ یا کمزور یا کم حوصل بناتا ۔ اس نے عورت میں صلاحیتوں کا ایک طوفان پوشیدہ کر دیا ۔ ی عورت ہی کی ذات ہے جس نے نبیؑ ، ولی اور بڑے بڑے عالم ، ور دانشور پیدا کئے اور ی عورت ہی ہے جو مجرموں اور تخریب کاروں کو بھی جنم دیتی ہے ۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نیک بیبیوں کے لئے نیک مرد اور بروں کے لئے بری عورتیں ہیں ۔ اللہ تعالیٰ عدل و انصاف کرنے والے ہیں ۔

تعلیماتِ نبوؐی کی روشنی میں ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ عورت کس طرح اصلاح معاشرہ میں کردار ادا کر سکتی ہے ؟ کس طرح آج کی عورت ایک مکمل دینی اور اصلاحی ، فلاحی معاشرہ کی تربیت کر سکتی ہے ۔ اس سلسلے میں ہمیں قرآن و احادیث کے حوالے ذہن میں رکھنے ہوں گے ۔ اس کے بعد ہی ہم عہد نبوی ﷺ میں خواتین کے کردار اور ان کے دائرہ عمل کو نظر میں رکھنے کے بعد کوئی لائحہ عمل ترتیب دے سکتے ہیں ۔

تعلیماتِ نبوؐی کی روشنی میں اور امہات المومنین ، صحابیات اور دیگر مسلمان

Marfat.com

خواتین کے کردار کے گہرے مطالعه سے پته چلتا هے که اسلامی معاشره میں مسلمان عورت کا کردار ایک بنیادی اور اهم اکائی هے اس کو طے کئے بغیر هم اپنے معاشره میں کوئی فلاح اور اصلاح کا پہلو تلاش نہیں کر سکتے ۔

سب سے پہلا حواله کلام الله کا هے ۔
ومن یعمل من الصٰلحات من ذکر او انثی وهو مومن فاولٰئک یدخلون الجنّة ولا یظلمون نقیرا
' اور جو شخص کوئی نیک کام کرے گا خواه وه مرد هو یا عورت بشرطیکه مومن هو سو ایسے لوگ جنت میں داخل هوں گے ان پر ذرا سا بھی ظلم نه هو گا '

الله تعالٰی نے نیک کاموں کے لئے مرد اور عورت کا کوئے فرق نہیں رکھا هے ۔ کیمیائے سعادت میں حجة الاسلام امام غزالی رح فرماتے هیں که ' جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا هے که طلب علم فریضة علٰی کل مسلم و مسلمة علم حاصل کرنا هر مسلمان مرد و عورت پر فرض هے ۔ یعنی علم کی حقیقت کچھ اس طرح هوتی هے که آدمی اپنے آپ کو پہچانے ، اپنے رب کو پہچانے ، دنیا کی حقیقت کو پہچانے ، اور چوتھا عنوان هے که آخرت کی حقیقت کو پہچانے ' ۔

حجة الله البالغة میں شاه ولی الله فرماتے هیں که آنحضرت کا ارشاد هے که ' بیوی مسجد میں جانے کی اجازت طلب کرے تو شوهر کو چاهئیے که اس کو منع نه کرے ' ۔ واضح رهے که اس زمانے میں مسجد درس گاه بھی تھی ۔ آگے ولی الله فرماتے هیں که دو باتیں هیں که اوّل انسان کو
قوت عقلیه عطا کی گئی هے جو اسے کل مخلوقات سے شرف بخشتی هے اور دوسرے قوت عملیه هے اور اس میں مرد اور عورت کی کوئی تخصیص نہیں ۔

لیکن ان سب باتوں کے تذکرے کے بعد ایک ایسا نمونه بھی چاهئیے جو که عہدِ نبوؐی میں تعلیماتِ نبوؐی کے مطابق تعمیر هوا هو ایسا بھر پور نمونه همیں ام المومنین حضرت عائشه صدیقهؓ کی سیرت میں نظر آتا هے ۔ آنحضرت ﷺ کے دور میں خواتین الگ الگ معاملات اور خصوصیات کے اعتبار سے مشہور هوئیں مثلاً حضرت خدیجہؓ

Marfat.com

الکبریٰ تجارت کرتی تھیں ـ حضرت فاطمۃ الزھرؓہ گھریلو زندگی کے علاوہ جہاد کے موقع پر دوسرے مسلم خواتین کے ہمراہ زخمیوں کو پانی پلاتی اور نرسنگ کرتی تھیں ـ حضرت ام عمارہؓ اور حضرت خوؓلہ عابدہ اسلام تھیں ـ انہوں نے باقاعدہ تلوار ہاتھ میں لے کر کفار سے جنگ کی اور شجاعت کے جوہر دکھائے ـ حضرت صفیہؓ نے ایک یہودی کو مارا لیکن ایک مکمل شخصیّت حضرت عائشہؓ کی ذات ہے ـ حضرت عائشہ صدیقہؓ علوم دینیہ کے علاوہ تاریخ و ادب اور طب میں یدطولیٰ رکھتی تھیں ـ ہم نے یہ سوچا ہے کہ عصر حاضر کی مسلمان خواتین اس جدید دور کو جو ٹیکنالوجی اور کمپیوٹر کا دور ہے اگر کوئی صحیح اسلامی معاشرہ اور فلاحی انقلابی معاشرہ تخلیق کرنا چاہتا ہے اور کوئی بحیثیت مسلمان عورت کے اپنا تشخص قائم رکھنا چاہتی ہے تو اس کے لئے ان کو سیرت عائشہ صدؓیقہ کو سامنے رکھنا پڑے گا ـ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تاریخ و ادب کی تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی تھی ـ طب کا فن انہوں نے ان وفود عرب سے سیکھا تھا جو گاہ گاہ اطرف ملک سے بارگاہِ نبوّت میں آیا کرتے تھے ـ اطباءِ عرب جو دوائیں بتایا کرتے تھے حضرت عائشہ صدیقہؓ انہیں یاد کر لیتیں اور سمجھ لیتیں ـ آنحضرت ﷺ جو آخری دنوں میں بیمار رہتے حضرت عائشہ صدؓیقہ اکثر دوائیں تیار کیا کرتی تھیں ـ

علوم دینیہ کی تعلیم کے لیے کوئی وقت مخصوص نہیں تھا ـ معلّم شریعت خود گھر میں تھا ـ آنحضرت ﷺ کی تعلیم و ارشاد کی مجلس مسجدِ نبوؐی میں منعقد ہوتی تھی جو حجرہ عائشہ سے بالکل ملحق تھا اس بنا پر آپ گھر سے باہر بھی لوگوں کو جو درس دیتے تھے وہ اس میں شریک رہتی تھیں اور اگر کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا تو جب حضور ﷺ تشریف لاتے تب پوچھ لیتی تھیں اور ہر مسئلہ بے تامل حضور ﷺ کے سامنے پیش کردیتیں ـ مثلاً جہاد اسلام کا ایک فرض ہے ـ حضرت عائشہؓ کا خیال تھا کہ یہ فرض بھی عورتوں پر واجب ہوگا ـ جب یہ سوال پیش کیا تو ارشاد ہوا کہ عورتوں کے لیے حج ہی جہاد ہے ـ جہاد فرض نہیں ہے مگر بوقت ضرورت جہاد میں شرکت منع نہیں ہے جیسے مسجد میں جانا فرض نہیں ہے مگر مسجد جانے کی ممانعت بھی نہیں ہے ـ

علمی حیثیت سے حضرت عائشہ کو نہ صرف عام عورتوں پر نہ صرف امہات

Marfat.com

المومنین پر نہ صرف خاص خاص صحابیوں پر بلکہ چند بزرگوں کو چھوڑ کر تمام صحابہ پر فوقیت عام حاصل تھی ۔ صحیح ترمذی میں حضرت ابو موسیٰؓ اشعری نے روایت کی ہے کہ جب ہم کو کوئی مشکل بات پیش آتی ہم حضرت عائشہؓ سے پوچھ لیتے ۔

حضرت عروہ بن زبیرؓ کا قول ہے کہ میں نے حلال و حرام میں علم و شاعری اور طبّ میں ام المومنین عائشہؓ سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا ۔ علم و اجتہاد یہ حضرت عائشہؓ کی سیرت کا وہ باب ہے جہاں وہ نہ صرف عورتوں بلکہ مردوں میں بھی ممتاز نظر آتی ہیں ۔ راویان احادیث میں حضرت عائشہ صدّیقہؓ کا چھٹا نمبر ہے ۔ فنِ حدیث میں حضرت عائشہؓ کا اصول یہ معلوم ہوا ہے کہ جو حدیث یا روایت ہو کلام الٰہی کی مخالف نہ ہو ۔
حضرت عائشہؓ اچھی شاعرہ اور خطیبہ تھیں ۔ میدان جنگ میں بھی انہوں نے خطابت کے جوہر دکھائے ۔

معمول تھا کہ ہر سال حج پر جاتیں اسلام کا وسیع دائرہ سال میں ایک دفعہ سمٹ کر ایک نقطہ پر جمع ہو جاتا تو حرا پاس حضرت عائشہؓ کا خیمہ نصب ہوتا ۔ تشنگان علم جوق در جوق دور دراز ممالک سے آکر حلقہ درس میں شریک ہوتے ۔ مسائل پیش کرتے ؛ اپنے شبہات کا ازالہ چاہتے ، لوگ بعض مسائل پوچھتے شرماتے تو کہتیں ' جو بات ماں سے پوچھ سکتے ہو وہ مجھ سے پوچھ لو ' ۔
ایسی تحریری شہادتوں کا ذخیرہ موجود ہے کہ جس سے قیاس ، یقین ، قطعیت کے درجے تک پہنچ جاتا ہے کہ خلفائے اسلام علماء و صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تمام عام مسلمان مشکلات کی حالت میں اسی آستانے کی طرف رجوع کرتے ۔

جنس نسوانی پر ان کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ انہوں نے دنیا کو یہ بتا دیا کہ ایک مسلمان عورت پردہ میں رہ کر بھی علمی ، مذہبی ، اجتماعی ، سیاسی اور پند و موعظت اور اصلاح و ارشاد اور امت کی بھلائی کے کام انجام دے سکتی ہے ۔ غرض کہ اسلام نے عورتوں کو جو رتبہ بخشا ، ام المومنین کی زندگی کی تاریخ اس کی عملی تفسیر ہے ۔
ان تاریخی شواہد کی روشنی میں مسلمان عورتوں کے پاس جب نسوانی قیادت

Marfat.com

اور نسوانی عملی نمونہ موجود ھے تب اس دور کی عورت کے لیے معاشرہ کی اصلاح کرنے کے لیے صاف صاف میدان عمل اور طریقہ عمل موجود ھے ۔

اس دور کی عورت کو معاشرہ کی اصلاح کے لیے خود قدم اٹھانا ھے کیونکہ سب سے پہلے معاشرہ کی اصلاح اس کی گود اس کے گھر سے ھونی ھے وھی بگڑے ھوئے معاشرہ کی تطہیرنو کر سکتی ھے ، کرے گی ، اور کرنا چاھئیے کیونکہ وھی ھے جس کے پاس نمونہ بھی ، عملی تفسیر ، بھی اور طریق کار بھی ، سب ھی موجود ھے ۔ چنانچہ آج کی عورت کو چند اھم اور فوری فیصلے کرنے ھیں اور یہ فیصلے تعلیماتِ نبوّی کی روشنی میں کرنے ھیں ۔

پاکستانی خواتین کے ساتھ مشکل چونکہ یہ ھے کہ ان میں ایک انتہا پر وہ مظلوم خواتین ھیں جن کا مرد حضرات ھر طرح سے استحصال کرتے ھیں اور اپنی کنیز بنا کر رکھتے ھیں ۔ دوسری انتہا پر وہ دیدہ دلیر عورتیں ھیں جن کا عمل بتاتا ھے کہ ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ھے ۔ حقیقی طور پر مسلمان خواتین کا طبقہ ان دو انتہاؤں کے درمیان پیدا کیا جا سکتا ھے ۔

اس طبقہ کی خواتین پڑھی لکھی ، سادہ شعار مسلمان ھوں گی اور ان کی ھی کوشش سے اصلاح معاشرہ کا عمل جاری کیا جائے گا اور اب بھی ایک بہت ھی قلیل تعداد ایسی خواتین کی ھے اور ان کو ایسی ھی چند فوری فیصلے کرنے ھیں ۔

سب سے پہلے تو آج کی عورت کو یہ طے کرنا ھے کہ وہ حالت جنگ یا جہاد میں ھے پہلے زمانے میں جنگیں تلواروں سے ھوتی تھیں ۔ اسلحہ کا استعمال ھوتا تھا اور میدان جنگ میں جہاد ھوتا تھا ۔ آج کل جنگیں نفسیاتی ھوتی ھیں ۔ ان کے حربے دوسرے ھوتے ھیں ۔ ان میں پروپگنڈہ ، ابلاغ تحریکیں دوسری اشیاء استعمال کی جاتی ھیں ۔

دشمنوں کی طرف سے اھل اسلام میں کاھلی ، کمزوری ، منشیات کا استعمال ، تعصبات ، فرقے بندیاں ، بے دلی ، نامردی ، ترقی پسندی ، مذھب سے دوری پیدا کی جا رھی ھے ، نسلوں کو گمراہ کیا جا رھا ھے اور خواتین کو مختلف حربوں سے اپنے مذموم مقاصد کے لیے استعمال کیا جا رھا ھے ۔

Marfat.com

اس محاذ پر عورت هی جنگ کر سکتی هے اگر وہ یہ عہد کر لے کہ اپنی زندگی کا ایک نصب العین طے کر لے گی تو غیر معمولی کامیابی هو سکتی هے - چنانچہ بنیادی اور پہلی بات یہ هے کہ هر عورت کو علم حاصل کرنا چاهئیے - یہ ایک لازمی فریضہ هو کیونکہ مشرقی عورت غیر معمولی خصوصیات رکھنے کے باوجود صرف ناواقفیت اور جہالت سے مات کھا جاتی هے اور اس کا استحصال هوتا هے - اگر وہ علم حاصل کر لے تو اس کو معلوم هوگا کہ ایک مسلمان عورت کی حیثیت سے ، اس کے کیا حقوق و فرائض هیں کیا حدود هیں - اللہ تعالیٰ نے اسے کیا کچھ عطا کیا هے - نبی کریم ﷺ نے اس کے لیے کتنی صحیح راہ عمل بتائی هے اور امہات المومنین صحابیات اور بیرونی معاملات کے لیے سیرت حضرت عائشہ صدیقہؓ اس کے لیے عملی نمونۂ اور تفسیر و شرح هیں - اس کا رائرہ عمل زیادہ وسیع هے - اس کا احترام اس کی کارکردگی اور اس کے لیے زیادہ صلاحیتوں کے جوهر دکھانے کا موقع هے اور وہ حدود دین میں رهتے هوئے کتنا کچھ اور کیا کیا کچھ کر سکتی هے -

چنانچہ موجودہ حالات کی روشنی میں جب کہ چاروں طرف سے نفسیاتی حربے استعمال کیے جا رهے هیں مایوسی ، کاهلی ، بددلی ، تعصبات ، نفرت ، منشیات کا استعمال ، عیاشی اور فحاشی کے ایسے جراثیم پھیلائے جا رهے هیں جس سے نسلیں تباہ و برباد هو سکتی هیں چنانچہ آج مسلمان خاتون کو اپنی ترجیحات میں گھر کے ساتھ معاشرہ کو بھی اوّلین اهمیت دینی هوگی - اس مجبوری کے عالم میں اس پر دوهری ذمہ داری آن پڑی هے - اس کے لیے عورت کو کوئی بہت لمبے چوڑے کام نہیں کرنے صرف تین ' ٹارگیٹ ' اپنے سامنے رکھنے هیں اور جوابی جنگ کرنی هے -

پہلی بات مذهب کی هے بلکہ دین کی رسی کو مضبوطی سے پکڑنا هے - خود میں اپنے بچوں میں اپنے عزیز و اقارب میں خوفِ خدا ، آخرت میں روزِ جزا کا تصور اور اس دنیا کو صرف ایک دارالعمل کے طور پر گزارنے کا تصور دیئے بغیر اصلاحِ معاشرہ ممکن نہیں - جب تک دین کی رسی کو مضبوطی سے نہ پکڑا جائے دین میں اخلاص کے ساتھ نہ داخل هوا جائے کیا معاشرہ ؟ کون سا معاشرہ ؟

هر معاشرے کا اپنا ایک تشخص هوتا هے مسلمان معاشرے کا اپنا تشخّص هے اور یہ دین کے حوالے سے هے - دین سے صحیح طور پر واقف هوئے بغیر صحیح مسلمان

Marfat.com

ہوئے بغیر کس طرح ایک عورت معاشرے کی اصلاح کر سکتی ہے ۔ اسے معلوم ہونا چاہئیے کہ ہمارا مذہب نہیں ہے دین ہے ۔ ہمارا اٹھنا ، بیٹھنا ، سونا ، جاگنا ، پڑھنا لکھنا ہر عمل دین کے تابع ہے اور ہر بات کو جو دنیا کی ہو یا مذہب کی کھانے ، پینے ، سونے ، جاگنے کی ہم رب کریم کو جواب دہ ہیں ۔

دوسرا اہم ہدف یا ٹارگیٹ سادگی ہے اور ملکی چیزوں کا استعمال ہے ۔ اس نکتہ کو ذرا زیادہ توجہ اور غور سے سمجھنے کی ضرورت ہے ۔ اسلام ہمیں صبر و قناعت کی تلقین کرتا ہے ۔ وہ ہمیں اصراف بے جا سے روکتا ہے ۔ ہمیں یہ معلوم ہے کہ یہاں تو ہم جو چاہیں کر لیں لیکن مالک حقیقی کے یہاں ہر چیز کا حساب دینا ہے ۔

جس معاشرہ میں لاکھوں لوگ زندگی کی بنیادی سہولتوں سے محروم ہوں وہاں چند لوگوں کو عیش و عشرت کا کیا حق ہے حساب کتاب صدر صاحب یا محتسب صاحب کو نہیں مالک حقیقی کو دینا ہے ۔

ہمارے معاشرے کی مقتدر اور صاحب ثروت سمجھ دار خواتین صرف یہ بات طے کر لیں کہ وہ سڑکوں پر بن سنور کر نہیں نکلیں گی ، سادگی اختیار کریں گی ، جہیز جیسی بری اور دوسری فضول رسمیں ختم کر دیں گی ، دعوتوں میں اور گھروں میں بیرونی ممالک سے لائی ہوئی تعیّشات سے دور رہیں گی ، صرف ملکی چیزوں کا استعمال کریں گی تو یہ ملک اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ جائے گا ۔ جس پر قرضے کا عذاب ہے ، جس پر مفلسی کا ، منشیات کا ، تعصبات کا عذاب ہے ۔ یہ سب صرف عورتوں کے نقطہ نظر بدلنے سے سادگی اختیار کرنے ، ملکی چیزوں کے استعمال کرنے کے عزم سے چند سال کے اندر اندر ختم ہوجائے گا ۔ اس کے بعد ٹیکنالوجی اور دوسری ترقّیات ہوں گی ۔ سائنس و علم کا فروغ ہوگا ۔ یہ سب ان لوگوں کو ملتا ہے جو قربانیاں دیتے ہیں ۔ جو اخلاص کے ساتھ جیتے ہیں ۔ دیانت ، امانت اور محنت کی تفسیر ہوتے ہیں ۔

مسلمان عورت اس وقت صرف سادگی کا عہد کر لینے سے اس ملک کی کشتی کو طوفان سے نکال سکتی ہے ۔ پورے معاشرے کی تقدیر بدل سکتی ہے ۔ یہ اس کے اپنے ہاتھ میں ہے ۔

Marfat.com

کبھی آپ نے چند سالوں میں درآمد و برآمد کے کھاتے میں جو اخراجات ہوتے ہیں دیکھے ہیں؟ کتنی آسائشات ، عیاشی کے سامان اور کاریں ، خوشبوئیں ، میک اپ کا سامان ، کراکری ، کپڑے ہم نے بیرون ملک سے منگوائے ہیں ۔ اس کے برخلاف مشینری وغیرہ نسبتاً کتنی کم ہے کسی ڈیوٹی فری شاپ کا ایک دن کا مطالعہ آنکھیں کھول دیتا ہے اور ایک ہفتہ کے اعداد و شمار ہوش اڑا دیتے ہیں ۔ کبھی اس بات پر غور کیا کہ مسلمان صدیوں تک سارے عالم پر چھائے رہے ۔ اس لیے کہ ان کے پاس علم ، عمل اور سادگی تھی ۔ انہوں نے دین کی رسی کو مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا ۔ آج ان مسلمانوں کی اولاد حضرت خدیجہؓ ، فاطمۃ الزہراؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کی بیٹیاں غیروں کی دی ہوئی بھیک اور قرضے پر نہ صرف گزارہ کرتی ہیں بلکہ فخر تک کرتی ہیں کہ ان کے گھروں میں کوئی چیز پاکستانی نہیں سب بیرون ممالک کی ہیں ۔ فرانس کی خوشبو ، پیرس کی سجاوٹیں ، امریکن کراکری ، امپورٹڈ فرنیچر اور گھروں کے ڈیزائن جاپانی کاریں غرض کہ ہم اس بات پر نازاں ہیں کہ ہم سب کچھ ہیں اور نہیں ہیں تو پاکستانی ۔

دیسی ہونے کی ہم پر تہمت لگی ہوئی ہے ۔ اس بات پر بہت غور کرنے کے بعد میرے ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ مسلمان پاکستانی عورت دراصل احساس کمتری کا شکار ہے کیونکہ یہ بیرونی اشیاء کو اہمیت دینا ، یہ عیش و عشرت کے سامان ، یہ بننا ، سنورنا اس بات کی علامت ہے کہ آج کی عورت کو اپنی ذات پر اعتماد نہیں ہے وہ اپنی قوت ارادی اور خود اعتمادی کھو چکی ہے ۔ ورنہ ایک سمجھدار اور خود اعتماد شخصیت پر نفسیاتی حربے کے سامنے یوں ہتھیار نہیں رکھ سکتی ۔

دوسری تمام اقوامِ عالم پیسے کا استعمال جانتی ہیں اور ہم پیسے کو برباد کرنا جانتے ہیں ۔ اب مسلمان عورت کا تصوّر ایک مذاق سا معلوم ہوتا ہے ۔ لیکن آج مسلمان عورت یہ خیال کر لے کہ سادگی اختیار کرے گی اس کا یہ عمل نہ صرف ملک و قوم کا حق میں بلکہ خدا کے نزدیک پسندیدہ ہوگا ۔ عورت کی کفایت شعاری اس کے جذبے کی مرہون منت ہے اور یہ کوئی مشکل کام نہیں ۔ آپ کو اپنا دینی اور ملی جذبہ بیدار کرنا ہوگا ۔

آج بھی ہو جو ابراھیم کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

Marfat.com

تیسری اهم بات یہ ھے کہ آپ کا گھر آپ کی اوّلین ترجیحات کا مرکز ضرور ھے لیکن جدید سائنسی ترقیوں نے اور جدید آلات نے گھروں اور باورچی خانوں کے کاموں کو بہت آسان اور تیز رفتار کر دیا ھے ۔ اس کے بعد خواتین کے پاس بے شمار وقت بچ جاتا ھے اور وہ یہ وقت بیدردی سے ضائع کر دیتی ھیں ۔ اکثر بننے سنورنے میں ، بیوٹی پارلر میں ، دعوتوں اور پکنکوں میں اور خریداری کے جنون میں ۔

چند ملازمت پیشہ خواتین کو چھوڑ کر اکثریت وقت ضائع کرتی ھیں ۔ عورتیں اگر سچے دل سے وقت کی قدر کریں اور اپنا وقت ملک و قوم کی امانت سمجھیں تو کام سماجی خدمت ، تعلیم کے فروغ ، اور دشمنوں کے نفسیاتی حربوں کا مقابلہ کرنے کے لیے گزارہ جا سکتا ھے ۔

مال دار خواتین رضاکارانہ طور پر دیہاتوں میں جائیں وهاں عورتوں کو تعلیم دیں ، ان کے حقوق کا خیال کریں ، ان کی ترقی اور تعلیم کی کوشش کریں ، شہری کچّی بستیوں اور غریبوں کی آبادی میں خواتین کے لیے چھوٹے چھوٹے انڈسٹریل ہومز ، چھوٹے کارخانے مثلاً بال پوائنٹ بنانے کے کارخانے یا گھریلو صنعتوں کے جال پھیلا دیں تو یہ کام اتنے بڑے نتائج پیدا کرے گا جس کا توڑ بھی نہیں کیا جاسکتا اوّر جو خواتین ملازمت کرتی ھیں تو یہ ملازمت سادگی ، ایمانداری اور محنت سے کریں ۔ محنت سے جو رقم حاصل ھوتی ھے خواتین معیار زندگی کی ھوس میں ایسے گنوا دیتی ھیں ، ضائع کر دیتی ھیں ان کا محنت سے کمایا ھوا پیسہ بچت کی اسکیموں میں لگ کر ملک کو خوش حال کر سکتا ھے ۔

خواتین جہاں بھی ھیں ، جس جگہ بھی ھیں رزق حلال کا خیال ان کے سامنے ضرور ھونا چاھئیے بحیثیت مسلمان عورت کے وہ اس بات سے واقف ھیں کہ اصل زندگی تو آخرت کی ھے جو کچھ یہاں ھے وہ یہاں رہ جائے گا صرف اعمال ساتھ جائیں گے ۔ تھوڑی تکلیف سے دائمی آرام حاصل کرنے کا خیال اور قناعت کا تصوّر کیوں ذھن میں نہیں آتا ۔

خواتین آپ اس معاشرہ کی آخری امید ھیں آپ ھی آئندہ نسلوں کے استحکام کی امین ھیں ، آپ محاذ جنگ پر ھیں خود ایمرجنسی نافذ کر لیجئے کہ آپ اس وقت

Marfat.com

تک چین سے نہیں بیٹھیں گی جب تک اس ملک میں محبّت کی فضا عام نہ کر لیں ۔ آپس میں محبت اور اتفاق صرف آپ کے دم سے ہو سکتا ہے ۔ اگر آپ اپنے بچّوں اور شوہروں کو سمجھا لیں (عورت نام ہی محبّت اور قربانی کا ہے) ان میں اللہ تعالیٰ کے سامنے جانے اور حشر کا خوف پیدا کردیں ۔ بھائی چارہ پیدا کریں ۔ بچوں کو عیش اور آرام طلبی کا عادی نہ بنائیں ۔ ماں کی گود سے انہیں سادگی اور کفایت کا درس ملے تو سچے اور پکے مسلمان ہوں گے ۔ ہمارا معاشرہ اسلامی کہلا سکے گا اور ہم اس ک ساری دنیا کے سامنے بطور نمونہ پیش کر سکیں گے ۔ ہمیں زبانی دعوؤں کی بجائے عملی تفسیر ہی دنیا کو دکھانی ہوگی ۔

مسلمان عورت کا کردار تعلیماتِ نبوؐی کی روشنی میں آپ سے کیا طلب کرتا ہے ۔ یہی کہ آپ کے پاس نمونۂ کردار موجود ہے اور اس معاشرہ کو اسی کی ضرورت ہے ۔

آپ سے ہی اسلامی اور فلاحی انقلاب آئے گا ۔ آپ عورت ہیں ، عورت سراپا محبّت و شفقت ہے وہ ہمیشہ قربانیاں دیتی ہے ۔ یہ اس کی سرشت ہے اس وقت اس ملک و قوم کو آپ کی خواہشات آسائشات کی قربانی کی ضرورت ہے ۔ آپ کی بے مثال اور مخلصانہ صلاحیتوں کی ، آپ کی کوششوں سے یہ ملک امن و آشتی کا اور ترقی کا گہوارہ بن سکتا ہے ۔ آپ امید کا آخری چراغ ہیں اگر آج آپ نے قدم نہیں اٹھایا تو پھر سمجھ لیجئے گا کہ آپ کی داستان بھی نہ ہوگی داستانوں میں ۔

حوالہ جات

۱ ۔ قرآن پاک کلام اللہ

۲ ۔ صحیح بخاری شریف امام بخاریؒ

۳ ۔ حجۃ البالغہ شاہ ولیؒ اللہ

۴ ۔ کیمیائے سعادت امام غزالیؒ

۵ ۔ سیرت حضرت عائشہ صدّیقہؓ سید سلیمان ندوؒی

Marfat.com

بیگم راحت آغا

اصلاح معاشرہ میں عورت کا کردار
سیرتِ النبی کی روشنی میں

' اے لوگو ! اپنے پرورد گار سے تقویٰ اختیار کرو جس نے تم کو ایک ھی جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور دونوں سے بکثرت مرد اور عورتیں پھیل گئیں ۔ '

یہ آغاز ہے سورۂ نساء کا ، اس میں واضح کیا گیا کہ شرفِ انسانیت کے اعتبار سے مرد ارو عورت دونوں کی یکساں اھمیت ہے ، دونوں اپنی اپنی جگہ فضیلت رکھتے ھیں ، ساری کائنات وحدت کے اصول پر چل رہی ہے ، فخر موجودات ، سرور کائنات ﷺ کی تعلیمات نے نظری اور عملی ھر دو لحاظ سے ایک قابل نظام حیات پیش کیا ہے ، اس نظام کے اندر روح بدن سے اور بدن روح سے وابستہ ھو کر زندہ رھتا ہے ، اس نظام میں اخلاق قانون پر اور قانون اخلاق پر مبنی ہے ، فرد ملّت سے اور ملّت فرد سے قائم ہے ، مرد اور عورت ایک ہی اللہ کی ایک جیسی مخلوق ھیں --- اسلامی نقطہ نظر سے جب انسان کے دل میں وحدتِ حیات کا احساس پیدا ھو جائے تو اس کی ذھنی اور جسمانی صلاحیتیں ھم آھنگ ھو جاتی ھیں ، فکری انتشار معدوم ھو جاتا ہے اور انسان کو خود شناسی بھی ۔ جس نے اپنے آپ کو پالیا خدا کو پالیا اور اُسے

آدمیت احترام آدمی
باخبر شو از مقام آدمی

کی دولت ھاتھ آگئی ۔ دور حاضر کی چکا چوند اور نام نہاد تہذیب نے ھمیں دیا تو کیا دیا ؟ مسائل ھی مسائل دئیے ، انسان ستاروں پر کمندیں پھینکنے لگا ، سمندر کی

Marfat.com

وسعتوں کو ناپنے لگا لیکن یہ بھول گیا کہ میں خود کیا ہوں ؟ ــــ میرا مقصد تخلیق کیا ہے ؟ ــــ میں کہاں سے آیا ہوں ؟ اور مجھے کہاں لوٹ کے جانا ہے ؟

معاشرے کی اصلاح کون نہیں چاھتا ؟ ــ جنگوں اور خونریزیوں سے کس کا ناک میں دم نہیں ؟ ــ فتنہ و فساد سے کون اُکتایا ہوا نہیں ؟ ــ کون ہے جو روئے زمین پر امن وامان کا دور دورہ دیکھنا پسند نہیں کرتا ؟ لیکن معاشرے کی اصلاح کے لئے نکلنے سے پہلے ھم نام نہاد جدت پسند ذھنوں کو دعوت دیتے ھیں کہ آئیے اور دیکھئے کہ آفتابِ ھدایت تو نور افشاں ہے ـ ھماری آنکھیں ہی کام نہ کریں تو کیا کیا جائے ــــ قرآن مجید تو صاف کہے دیتا ہے کہ کائنات کی تخلیق بے مقصد نہیں ، انسانی معاشرے کا قیام تو ایک اعلی اور ارفع مقصد کے لئے ھے اور وہ یہ ہے کہ انسان اللہ کا جانشین ، نائب یا ' خلیفة اللہ فی الارض ' ہے ، اللہ نے اسے عقل اور سمجھ دی ہے کہ وہ اپنے مقام و مقصد کو پہچانے اور اپنے علم کی روشنی میں کائنات کی تسخیر کرے ، قرآن مجید کی رو سے تمام انسان نفسِ واحدہ سے پیدا ہوئے ھیں اس لئے سب برابر ھیں ـ یہ جو شعوب و قبائل کی تقسیم ہے اس کا مقصد صرف جان پہچان کی سہولت ہے ـ رنگ اور نسل مختلف ھیں ، جغرافیائی مسکن الگ الگ ھیں ، بولیاں جدا جدا ھیں ، رھن سہن کے طریقوں میں اختلاف ہے لیکن اس کے باوجود انسانی وحدت وہی ہے کہ ھم سب آدم اور حوّا کی اولاد ھیں ـ اسلام نے ھمیں جو دولت عطا کی ہے وہ ایمان کی دولت ہے ، دنیا بھر کے مسلمان ایمانی وحدت میں منسلک ھیں ـ ایک اللہ کی عبادت کرتے ھیں ـ ایک رسول ﷺ کے طریق کار پر چلتے ھیں ـ ھمارا قبلہ ایک ، قرآن ایک اور مقصد حیات ایک ہے ـ ایمان ھماری قدر مشترک ہے ـ ایمان کا تعلق باطن سے ہے ، باطن منور ھو تو ساری دنیا روشن اور اجلی نظر آتی ہے اور باطن تاریک ھو تو دنیا اندھیر ھو جاتی ھے ، کچھ سجھائی نہیں دیتا ـ

آج ایمان سے بے بہرہ لوگوں نے انسانی ذھنوں کو پراگندہ کر رکھا ہے ، ' مرد عورت کا استحصال کر رہا ہے ' ــ ' عورت مظلوم ہے ' ــ ' عورت کو آزادی حاصل نہیں ' ــ ' عورتوں کے حقوق پامال ھورہے ھیں ' ــ ' عورت سیاسی برابری چاھتی ھے ' ، کے نعرے چاروں طرف سے سننے میں آتے ہیں یہ نعرے ذھنوں کو ماؤف کرنے اور معاشرے میں انارکی پھیلانے کے سوا بنی نوع انسان کی اور خصوصاً مسلمان

Marfat.com

عورت کی کوئی خدمت بجا نہیں لا رہے ، قرآن مجید ان مسئلوں کو بڑی عمدگی سے اور بڑے مؤثر پیرایہ میں حل کرتا ہے ، میں نے سورۂ نساء سے بات کا آغاز کیا ہے صرف اسی ایک سورت کو لے لیجئے ، اس کا مرکزی مضمون ھی اصلاحِ معاشرہ ہے ، گھر معاشرے کی اکائی ہے ، گھریلو زندگی خوشگوار اور پر سکون ہوگی تو سارے انسانی معاشرے میں ترقی اور خوشحالی کی لہر دوڑ جائے گی — عورت گھر کی مالکہ ہے ، عورت گھرانے کی خوشحالی میں اہم کردار ادا کرتی ہے ، ماں کی گود بچے کا پہلا مکتب ہے ، بچہ ماں ھی سے اچھی عادتیں سیکھے گا ۔ نیکی سے محبت اور برائی سے نفرت اسے ورثے میں ملے گی اور اس کی شخصیت کی بنیاد بن جائے گی ۔ آج کا بچہ کل کا باپ ہو گا ، مستقبل کا معاشرہ تبھی مضبوط و مستحکم اور بہتر ہو گا ۔ جب آج کے بچے کی تربیت اسلامی خطوط پر ہو ، اور اس اسلامی تربیت و تعلیم میں سب سے اہم کردار ادا کرنے والی ہستی عورت ھی تو ہے — پھر معلم پھر مربی کی شخصیت جتنی ارفع او اعلیٰ ، جتنی پاکیزہ اور جتنی مخلص اور سنجیدہ ہو ، اس کے اثرات بچے اور شاگرد پر اتنے ھی مؤثر اور دیرپا ہوتے ھیں ، اسلام اس اعتبار سے ایک عظیم رحمت ہے ۔ جس نے آج سے سینکڑوں سال پہلے عورت کو ایک بلند و بالا مقام بخشا ، عرب کے معاشرے میں جہاں لڑکی کو پیدا ہوتے ھی زمین میں زندہ گاڑ دیا جاتا ، جہاں عورت کو محض ایک کھلونا اور ذاتی ملکیت سمجھا جاتا ، جہاں باپ کے مرتے ھی بیٹا اپنی سوتیلی ماں سے ازدواجی تعلقات قائم کر لیتا تھا ۔ جہاں بدکاری اور ھوس رانی کو قانونی حیثیت حاصل تھی ۔ بلکہ جہاں عورت کا اپنا نام اور اپنی پہچان تک نہ ہوتی تھی ۔ عورت کو ایک نہایت ہی قابلِ تعظیم اور اور قابل رشک مقام دیا ۔ حدیث میں یہاں تک کہا گیا کہ «جنت ماں کے قدموں کے نیچے ھے»

ایک دفعہ ایک صحابی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا میرے حسنِ سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے ؟ ' فرمایا ' تمھاری ماں ' سائل نے پھر پوچھا — حضور نے فرمایا تمہاری ماں — اُس نے پھر سوال دھرایا — جواب تیسری بار بھی وھی تھا ، تمہاری ماں — اُس نے پھر پوچھا تو فرمایا تمہارا باپ اور اس کے بعد درجہ بدرجہ قرابت دار '

حضرت عائشہؓ کہتی ھیں کہ ایک عورت میرے پاس آئی جس کے ساتھ اس کی

Marfat.com

دو بیٹیاں بھی تھیں ، اس نے مجھ سے کھانے کو کچھ مانگا ۔ میرے پاس اس وقت صرف ایک کھجور تھی ۔ میں نے وہی اسی کو دے دی ۔ اُس عورت نے آدھی آدھی کھجور دونوں بیٹیوں کو دے دی اور خود کچھ بھی نہ کھایا ، جب وہ اُٹھ کر باہر چلی گئی تو کچھ دیر بعد نبی اکرم ﷺ تشریف لائے ۔ میں نے وہ واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا جو شخص بیٹیوں کے ساتھ حسن سلوک کرے تو وہ بیٹیاں دوزخ میں آگ کے سامنے دیوار بن جائیں گی ، یعنی اسے دوزخ سے بچائیں گی ۔

صنفِ نازک کا احترام جتنا محمد مصطفیٰ ﷺ فرماتے تھے کوئی دوسرا اس کی نظیر کیا پیش کرے گا ۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا ' جو شخص دو بیٹیوں یا بہنوں کی پرورش کرے ، یہاں تک کہ ان سے فارغ ہو جائے ، یعنی ان کی شادی ہو جائے وہ میرے ساتھ جنت میں یوں ہو گا جیسے دو انگلیاں ' ۔

رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیّبہ میں بیسیوں مثالیں ایسی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضوؐر عورت کی کتنی عزّت اور تعظیم کیا کرتے تھے ۔ اُمّ ایمن ایک کنیز تھی جس نے بچپن میں آپ کی خدمت کی تھی ، آپ اس کی بے حد عزّت کرتے ، امّی کہہ کر بُلاتے ۔ حضرت حلیمہ سعدیہؓ نے بچپن میں آپ کو دودھ پلایا تھا ، وہ آتیں تو آپ اپنی چادر بچھا دیتے اور اسے بٹھاتے — اپنی دودھ شریک بہنوں کی بھی انتہائی قدر افزائی فرماتے — حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد بھی ان کی سہیلیوں اور رشتہ دار خواتین کو تحفے تحائف بھیجتے رہتے ۔

تاریخِ اسلام کے اوراق گواہ ہیں کہ اسلامی معاشرے کے قیام اور اس کی ترقی و استحکام میں مسلمان خواتین نے کتنی ناقابل فراموش خدمات انجام دی ہیں ، یہ کتنی قابلِ فخر بات ہے کہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت اور نبوّت پر سب سے پہلے ایمان لانے کی سعادت ایک نیک بخت خاتون حضرت خدیجہ ہی کو حاصل ہوئی ۔ حضرت خدیجہؓ ہی کا مال و دولت اسلام کی تبلیغ کی راہ میں خرچ ہوا — آپ اکثر حضرت خدیجہؓ کا احسان یاد کیا کرتے تھے کہ جس وقت مجھے کوئی تسلّی دینے والا نہ تھا ، حضرت خدیجہؓ نے میری ڈھارس بندھائی ، مجھے سہارا دیا — اسی طرح یہ حضرت عائشہ صدیقہؓ ہی تھیں جن کا علم وفضل ساری امّت کے کام آیا اور انہیں کی بدولت وہ حدیثیں ہم تک پہنچیں جن کا تعلق حضور ﷺ کی گھریلو اور نجی

Marfat.com

زندگی سے تھا ـــ جنگِ احد کا میدان کارزار گرم تھا ، ایک خاتون بے تابی سے صورت حال معلوم کرنے گئیں ، کسی نے کہا تمہارے شوہر شہید ہو گئے ھیں ، دوسرے نے کہا ' تمہارے بھائی جان بحق ہو چکے ھیں ' ـــ کسی نے ان کے بیٹے کی موت کی خبر سنائی ـــ لیکن اس کا کہنا تھا اگر رسول اللہ ﷺ زندہ ھیں تو مجھے اور کچھ فکر نہیں ـــ اسلام کی خاطر سب سے پہلی شہادت حضرت سُمیّہؓ کی ہوئی ، جنہیں اسلام لانے کی پاداش میں سارا سارا دن دھوپ میں کنکریوں پر لٹایا جاتا اور باالاخر ابوجہل نے نیزہ مار کر انہیں شہید کردیا ـــ حضرت عمرؓ جیسے جابر انسان کو دائرہ اسلام میں داخل کرنے والی ان کی بہن فاطمہؓ بنت خطاب ھی تھیں ۔ مسلمان عورت اس اعتبار سے کتنی خوش قسمت ہے کہ بیٹی بن کر جنم لیتی ہے تو ماں باپ کے لئے جنت کی دلیل بن جاتی ہے ۔ جوان ہو کر شوھر کے گھر پہنچتی ہے تو خود جنّتی بن جاتی ہے اور جب صاحب اولاد ھوتی ہے تو اولاد کے لئے جنت کی دلیل بن جاتی ہے ، اللہ تعالی نے یہ مرتبہ عورتوں کو بخشا ، مردوں کو نہیں ۔

کیا ان روشن مثالوں کی موجودگی میں کوئی کہہ سکتا ہے کہ عورت محض عضوِ معطّل ہے ، عورت کو آزدی فکر و عمل نہیں ، مسلمان عورتوں نے میدان جنگ میں مجاھدوں کی خدمت کی ، ان کے زخموں کو دھویا ۔ علمی تحقیق و تدقیق میں دلچسپی کا اظہار کیا ۔ زہد و تقوٰی میں اپنی فضیلت منوائی ۔ معاشرے کی اصلاح اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں مردوں کے شانہ بشانہ کام کیا ۔ یہاں تک کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں مسلمان مردوں اور عورتورں کا ذکر پہلو بہ پہلو کر کے ان کی مساوات صاف ظاہر فرمائی ۔ سورۂ احزاب میں ہے :

' مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ، مومن مرد اور مومن عورتیں ، فرمانبرداری کرنے والے مرد اور فرمانبرداری کرنے والی عورتیں ، سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتیں ، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں ، خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں ، روزے رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں ، بدکاری سے بچنے والے مرد اور بدکاری سے بچنے والی عورتیں ، اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور اللہ کا ذکر کرنے والی عورتیں ، ان سب کے لئے اللہ تعالی نے وسیع مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے ۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی عبادت ہو ، خلق خدا کی خدمت ہو یا معاشرے کی اصلاح ، عورت اور مرد دونوں کی ذمہ داریاں یکساں ہیں ۔ دونوں مکافاتِ عمل کے قانون کے تابع ہیں ۔ جو کچھ وہ کریں گے اس کی جزاء و سزا اُنہیں ملے گی ۔۔ آج کل یورپ اور امریکہ کی مادّہ پرست قوموں سے متاثر ہو کر ہماری بعض بہنیں اپنا منصب اور مقام فراموش کر بیٹھی ہیں ۔۔ وہ عورت کی آزادی کا مطالبہ کرتی ہیں لیکن مطلق آزادی کی تو اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ۔ ہمارے ہاں مذہب محض انفرادی معاملہ نہیں ۔ ہمارا دین تو زندگی کے ہر شعبے پر محیط ہے ۔ اسلام ہمیں ایک ذمہ دارانہ زندگی گذارنے کی ہدایت کرتا ہے ۔ اللہ اور اللہ تعالیٰ کے رسول مقبول ﷺ کی طرف سے عائد شدہ فرائض ہمیں ہر حال میں پورے کرنے ہیں ۔ اس ضمن میں کوئی رو رعایت ہر گز نہیں ۔۔ اسلام تو کردار کی پاکیزگی پر انتہائی زور دیتا ہے ۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

' نبی کی بیویو ! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو ، اگر تم اللہ سے ڈرنے والی ہو تو دبی زبان سے بات نہ کیا کرو کہ دل کی خرابی میں مبتلا کوئی شخص لالچ میں پڑ جائے بلکہ صاف سیدھی بات کرو ۔ '

اس آیت میں خطاب نبی کریم ﷺ کی بیویوں سے ہے مگر مقصود تمام مسلمان گھرانوں میں ان معاشرتی اصلاحات کو نافذ کرنا ہے ۔ ازدواجِ مطہرات کو مخاطب کرنے کی غرض فقط یہ ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کے گھر سے اس پاکیزہ زندگی کی ابتدا ہو گی تو باقی سارے مسلمان گھرانوں کی عورتیں اس کی تقلید کریں گی کیونکہ یہی گھر ان کے لئے نمونہ کی حیثیت رکھتا ہے ۔ اہل بیت کرام پر ہماری نظر مرکوز رہنی چاہئیے یہ وہ گھرانہ تھا جو روحانی عظمت کا علمبردار بھی تھا اور دنیاوی اقتدار کا مالک بھی ، لیکن تاریخ گواہ ہے کہ کئی کئی دنوں تک وہاں چولہا گرم نہ ہوتا تھا ، چند کھجوروں پر بسر اوقات ہوتی تھی ۔ نہ کوئی شاندار محل تھے نہ آرائش و زیبائش کا ساماں ۔۔ سرور کائنات ﷺ کی چہیتی صاحب زادی خاتونِ جنّت کے ہاتھوں پر چکی پیستے پیستے چھالے پڑ گئے تھے ۔ گھر میں کوئی کنیز تھی نہ غلام ۔۔ آسیا گردان و لب قرآن سرا ۔۔ چکی تھی اور چکی کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کی تلاوت ۔۔۔ معاشی اور معاشرتی مساوات کی اس سے روشن مثال کبھی ملی ہے

Marfat.com

اور نہ مل سکے گی ۔ زور تھا تو اللہ کی حمد پر اور نظر تھی تو مساواتِ محمّدی پر ۔ دنیا نہ ان کی نظر میں جچی ، نہ جچے گی ، لیکن ان کے شاھکار ان کے تربیّت یافتہ وہ عظیم فرزند تھے جنہیں خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے اقبال کہتے ھیں :

نقش اِلاّ اللہ بر صحرا نوشت
سطرِ عنوانِ نجات ما نوشت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اہلِ بیت کی سیرت ھمارے لئے ایک ایسا مینارۂ نور ہے جو ھمیشہ صراط مستقیم کی طرف ھماری رھنمائی کرتا رہے گا ۔ ھمارے لئے اس دنیا کے کسی دوسرے مفکر ، مُصلح ، فلسفی اور رھبر کی ضرورت نہیں ، اسلامی تعلیمات کا بنیادی مقصد انسانی معاشرے کی اصلاح کرنا ہے ۔ اصلاحِ معاشرہ کا یہ مقدس مشن ھم حضور کے نقش قدم پر چل کے ھی حاصل کر سکتے ھیں ۔ معاشرہ چونکہ افراد کے مجموعے کا نام ہے ، اس لئے فرد کی اصلاح ھی سے اس مہم کا آغاز ھو سکتا ہے ۔ باطن روشنی ھو تو باھر کی دنیا میں بھی اجالا نظر آجائے گا ۔ حضور ﷺ نے اپنی بعثت کا مقصد یہی بتایا ہے کہ اخلاق کی تکیمل کے لئے بھیجا گیا ھوں ، اخلاقی تربیّت میں مائیں ، بہنیں بڑا مؤثر کردار بجا لاسکتی ھیں ، اگر وہ بچّوں کے ذھن پر شروع ھی سے اخلاقی خوبیوں کا نقش ثبت کر دیں ، تو بڑے ھو کر یہ بچے قوم کے مفید شہری بن سکتے ھیں ۔ اس وقت ایک دنیا بچّوں کی بے راہروی سے نالاں ہے ، عام شکایت ھے کہ بچے باغی بنتے جارہے ھیں لیکن اگر خواتین شروع ھی سے بچّوں کی ذھنی اور اخلاقی تربیت شروع کردیں ، اُن میں اسلامی جذبہ پیدا کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ بچّے غلط راہ پر چلیں ۔ بچّپن میں بچّہ موم کی گڑیا ھوتا ہے ، مائیں بہنیں انہیں جدھر موڑنا چاہیں موڑ سکتی ھیں ۔ لیکن ایک بات یاد رکھنی ضروری ہے کہ جب تک ھماری اپنی زندگی اسلام کے سچے اصولوں کے مطابق نہ ھو گی ، ھم خود بچّوں کے سامنے سیرت و کردار کا عملی نمونہ پیش نہ کریں گے ، بچّہ کوئی خوشگوار اثر قبول نہیں کرے گا ۔

اصلاحِ معاشرہ کے ضمن میں عورت ایک اور نہایت ہی مفید کام انجام دے سکتی ہے اور وہ بچّوں کو تعلیم دینا ہے ، یہ بات مسلّمہ ہے کہ خواتین مردوں کی نسبت بچّوں کی نفسیات سے بہتر آگاہی رکھتی ھیں ، وہ مردوں کی نسبت زیادہ

Marfat.com

شفیق اور ہمدرد ہوتی ہیں ـــ ان میں قوّت برداشت کا مادہ بھی زیادہ ہوتا ہے ، ماں کی گود ہی بچّوں کا پہلا مکتب ہوتا ہے ۔ اس لئے اگر خواتین رضاکارانہ طور پر گلی محلے کے بچّوں کو تعلیم دینا شروع کردیں تو بڑے روشن نتائج سامنے آسکتے ہیں ۔ اسلام میں پڑھنا اور پڑھانا مرد اور عورت کا یکساں فریضہ ہے ۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ تم میں سے بہترین وہ شخص ہے جو قرآن پڑھتا اور پڑھاتا ہے ۔ ایک اور حدیث ہے کہ بچّے کا جو قدم مکتب کی طرف اٹھتا ہے وہ جنّت کی طرف اٹھتا ہے ۔ عورت محبت کا مجسّمہ ہوتی ہے ، وہ بچّوں کو پیار ، محبّت اور نرمی سے پڑھائے گی تو یقیناً بچہ شوق سے تعلیم کی طرف راغب ہو جائے گا ۔ اگر بچے میں شروع ہی سے سچائی ، نیکی اور دوسروں کی خدمت کے جذبات راسخ ہو جائیں گے تو بڑے ہو کر وہ معاشرے کے بہتر اور مفید تر رکن بن سکیں گے اور ان میں اچھی عادتیں پختہ ہو جائیں گی ۔ بچپن ہی سے اگر بچّہ نماز کا عادی ہو جائے گا اور اپنے دین کے احکام کا پابند ہو گا تو رفتہ رفتہ سارا معاشرہ اسلامی رنگ میں رنگا جائے گا ۔

یہی وہ عمر ہے جس میں بچّے کو صاف رہنے ، اچھے بچّوں کے ساتھ بیٹھنے ، اٹھنے اور کھیلنے کے اوصاف پیدا کئے جا سکتے ہیں ، اگر ہر عورت اپنے ارد گرد کے بچّوں میں صفائی ستھرائی اور حفظانِ صحت کا احساس پیدا کر دے تو اس سے بڑھ کر اور قومی خدمت بھلا کیا ہو سکتی ہے ۔ تاہم یہ کام پورے خلوص ، دلسوزی ، محنت اور اسلامی سپرٹ سے ہونا چاہئے ـــ نمود و نمائش اور ظاہرداری کے تحت جو کام بھی ہوگا وہ فائدے کی بجائے الٹا نقصان پہنچانے کا باعث گا ۔

گھر معاشرے کی بنیادی اکائی ہے ، عورت کا بنیادی فرض گھریلو زندگی کو خوشگوار بنانا ہے ۔ پیغمبرِ اسلام ﷺ کا فرمان ہے کہ بہترین بیوی وہ ہے کہ جب تم اسے دیکھو تو تمہارا جی خوش ہو جائے ۔ جب تم اسے کسی بات کا حکم دو تو وہ تمہاری اطاعت کرے اور جب تم گھر پر نہ ہو تو وہ تمہارے پیچھے تمہارے مال اور اپنے نفس کی حفاظت کرے '

یہاں یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ مسلمان عورت پر اپنے شوہر کی اطاعت سے زیادہ اہم بات اپنے خالق کی اطاعت ہے ، اگر کوئی شوہر خدا کی معصیّت

Marfat.com

کا حکم دے یا خدا کے نافذ کئے ہوئے کسی فرض سے باز رکھنے کی کوشش کرے تو اس کا حکم ماننا ضروری نہیں ۔ اگر معصیّت میں اطاعت کرے گی تو گناہ گار ہو گی ۔ اس کے برعکس اگر شوھر اپنی بیوی کو نفل نماز یا نفل روزہ ترک کرنے کے لئے کہے تو بیوی کو چاھئے کہ میاں کی اطاعت کرے ، خاوند کا حکم ٹال اگر بیوی نوافل ادا کرے گی تو وہ مقبول نہ ہوں گے ۔

معاشرے کی اصلاح گھر ھی سے شروع ھوتی ہے اور ہر گھر کی مالکہ ہونے کی حیثیت سے گھریلو زندگی کو پاکیزہ اور خوشحال بنانے میں عورت بہتر کردار ادا کرسکتی ہے ، فرمان باری تعالی ہے کہ ' تم اپنے اہل و عیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ ۔ ' اس کا واضح مطلب یہی ہے کہ بچّوں کی صحیح خطوط پر اسلامی اور اخلاقی تربیّت کرو ، یہ اہم کام تبھی ممکن ھے جب خود عورت پاکیزہ اسلامی زندگی کو اپنائے ، ماں کو دیکھ کر بچّے خود اسی رنگ میں رنگے جائیں گے ، بچّوں کو اچھی گفتگو سکھانا ، ان میں سادگی اور محنت کا جذبہ پیدا کرنا ، ان کے دلوں میں اپنے دین اور اپنی قوم سے محبت کرنا یہ سب باتیں عورت کے فرائض میں شامل ھیں اور یہ فرائض اصلاح معاشرہ کے اعتبار سے بھی اہم ھیں اور دینی اعتبار سے بھی عورت کے فرائض کا حصّہ ھیں ۔

ایک اور اھم خدمت جو عورت معاشرے کی بجا لا سکتی ہے اور جس کی مثال پیغمبرِ اسلام ﷺ کی سیرت طیبہ میں بھی ملتی ہے وہ سادگی اور کفایت شعاری کی عادات کو اپنانا ہے ۔ اسلام ھمیں ہر قسم کے اسراف اور نمودونمائش سے روکتا ہے اور بے حد سادگی اور سخت کوشی کی تعلیم دیتا ہے ۔ انہی خصوصیات کو یورپ کے حکماء نے بعد میں SIMPLE LIVING & HIGH THINKING کانام دیا ۔ لیکن آج دوسروں کی دیکھا دیکھی مسلمان عورت نے معیارِ زندگی بلند کرنے کے دھوکہ میں زندگی کو عذاب بنا لیا ہے ۔ فضول خرچی اور نمود و نمائش کی عادت کی وجہ سے نہ مرد کو سکون ہے نہ عورت کو چین ـــ اگر عورت سادہ زندگی اپنائے تو یہ معاشرے کی بہت بڑی خدمت ھوگی ۔ اگر امہات المومنین ایک سادہ کھانے پر اکتفا کرتی تھیں تو ھمارے ھاں فضول خرچی کیوں ھو ؟ اگر خاتون جنّت چکّی پیس کر گذارہ کرتی تھیں تو ھمیں

Marfat.com

عیش و عشرت کا کیا حق پہنچتا ہے ۔ آج کے حالات میں مسلمان ممالک اور بالخصوص پاکستان کو جو عادت مالدار ملکوں کے تسلّط سے نجات دلا سکتی ہے وہ سادگی اور جفا کشی ہے ۔ ہمیں اپنے وسائل کے اندر رہ کر زندگی گذارنی ہے ورنہ ہم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے غیروں کے دست نگر بن کر رہ جائیں گے ۔

ایک اور خدمت جو عورت اصلاح معاشرہ کے ضمن میں بجا لاسکتی ہے ، بیماروں اور ضعیفوں کی خدمت ہے ، اللہ تعالی نے تیمار داری کی صلاحیّت عورت کو بہتر طور پر عطا کی ہے ۔ وہ بچّوں کو پالنے ، ان کی نگہداشت ، اپنے بیمار عزیزوں کی دیکھ بھال کی ذمہ داری مردوں سے کہیں بہتر طور پر پوری کر سکتی ہے ۔ اس ضمن میں پڑھی لکھی اور باھمت خواتین کو آگے بڑھنا چاھئیے اور علاقے کے لوگوں کے تعاون سے ھر محلّہ اور ھر قریہ میں چھوٹی چھوٹی ڈسپنسریاں قائم کرنی چاھئیں تا کہ جو کوئی بیمار ھو ، اسے فوری طبی امداد مل سکے ۔ یہ خدمتِ خلق کا ذریعہ بھی ہے ، لوگوں کی تالیف قلوب کا بھی اور اللہ تعالی کی خوشنودی کا سامان بھی ۔

آخر میں مَیں یہ توقع کرتی ھوں کہ اس فرسودہ اور پامال بحث کو نہ چھیڑا جائے کہ عورت افضل ہے یا مرد ؟ ۔ کون ظالم ہے اور کون مظلوم ۔ بلکہ اس حقیقت کو مدّنظر رکھا جائے کہ ہر ایک کا اپنا اپنا دائرہ کار ہے کہ دنیا کی ساری چہل پہل تقسیم کار ھی کی بدولت ہے ، ھر طبقہ اگر اپنے اپنے فرائض احسن طریق سے انجام دے ، تو دنیا جنّت کا نمونہ بن جائے ۔ اسلامی نقطہ نظر سے گھر ایک سلطنت ہے جس کا سربراہ مرد ہے اور وزیر عورت ، دونوں کے حقوق و فرائض متعیّن ھیں ، دونوں کے اشتراک عمل ھی سے معاشرے میں کامل امن و سکون ، مُسَرّت و راحت اور ترقی و خوشحالی کا دور دورہ ھو سکتا ہے ، اگر اللہ سے تقویٰ اور اپنے فرائض کا احساس ھو تو ھر فرد اطمینان و آرام کی دولت سے ھمکنار ھو سکتا ہے اور ھمارا معاشرہ جنّت کا سماں پیش کر سکتا ہے کیونکہ :

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد
کسے را باکسے کارے نباشد !

Marfat.com

سلمیٰ ہاشمی

اصلاحِ معاشرہ میں خواتین کا کردار
تعلیماتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں

تمام تعریفیں اسی قادر مطلق کے لئے ھیں ـ جس نے کل کائنات کو پیدا کیا ـ انسان کو پیدا کیا اور اسے تمام حسیّات ، عقل و شعور اور دوسری کلی نعمتیں عطا فرمائیں ـ اسے اشرف المخلوقات کا رتبہ عطا فرمایا ـ پھر اپنے نیک بندوں میں سے ایک گروہ کو منتخب کیا کہ وہ دنیا والوں تک پروردگار کا پیغام پہنچائے ـ ہر زمانے کو اس کے مزاج کے مطابق انبیاء عطا فرمائے اور پھر نبی آخرالزماں ۱۲ ربیع الاول بروز پیر ۵۷۰ عیسوی کو رحمت دو عالم بنا کر مکہ مکرمہ میں پیدا فرمائے ـ اشرف الانبیاء آپ ﷺ کو بنایا اور نبوت کا سلسلہ آپ ﷺ پر مکمل اور ختم کر دیا

قرآنی احکام اور سنت رسول اللہ ﷺ عالم انسانیت کے لئے مشعلِ راہ ھیں ـ یہ دونوں الگ لگ نہیں ھیں بلکہ جو قرآن ھے ، اس کی عملی تفسیر سیرت نبوی ھے ـ احادیث ھیں ـ سنت محمدی ﷺ ھے ـ

موضوع زیر بحث ایک خاصا جامع اور موجودہ دور کے تقاضوں کے مطابق نہایت اھم موضوع ھے ـ یہاں ھم سب سے پہلے تعلیماتِ نبویؐ کے ان پہلوؤں کا مختصراً جائزہ لیتے ھیں ، جو خواتین سے معلق ھیں ـ تاکہ پھر انہیں مدنظر رکھتے ھوئے اصلاح معاشرہ میں خواتین کا کردار واضح کیا جا سکے ـ

تعلیماتِ نبوی ﷺ وہ بالا تر قانون ھے جو کہ حاکم اعلیٰ کی مرضی کی نمائندگی کرتا ھے ـ یہ قانون پیغمبر اسلام ﷺ سے ھمیں دو صورتوں میں ملا ھے ـ ایک تو قرآن کریم ھے جس کا ھر لفظ اللہ تعالیٰ کے احکامات و ھدایات ھیں ـ دوسرا حضرت محمد ﷺ کا اسوۂ حسنہ ــ یعنی سنتِ محمّدی ﷺ جو صریحاً قرآنی منشا کی توضیح و

Marfat.com

تشریح ہے ۔ رسولِ خدا ﷺ محض نامہ بر ہی نہ تھے ، بلکہ خدا تعالیٰ کے مقرر کئے ہوئے رہنما ۔ حاکم اور معلم بھی تھے ۔ ان کے فرائض میں یہ بھی شامل تھا کہ اپنے قول و عمل سے قانونِ الٰہی کی تشریح امّت کے سامنے پیش کریں اور اس کا صحیح منشا سمجھائیں اور پھر اس کے مکمل منشا کے مطابق ایک جماعت کی تربیّت کریں تاکہ یہ منظم جماعت پھر اصلاح معاشرہ کا کام کر سکے اور یوں صحیح مسلم ریاست کی تشکیل ہو سکے ۔

ہم نے سنّت کو ماخذ قانون تسلیم کیا ہے ۔ اب یہ واضح کرنا بھی ضروری ہے کہ اس کے معلوم کرنے کے ذرائع کیا ہیں ۔ جو معاشرہ قرآنی تعلیمات اور حضور ﷺ کی سنت پر اسلام کے آغاز میں قائم ہوا تھا وہ اس وقت سے آج تک مسلسل اس طرح زندہ ہے کہ ہر دور میں چند ایسے لوگوں کی جماعت موجود رہی ہے ، جنہوں نے اسلام کی اصل روح اور اصل طریق کو قائم و دائم رکھنے کی پوری سعی کی ہے اور اس میں کامیاب بھی رہے ہیں ۔ تو تب سے اب تک ایک مکمل تسلسل قائم ہے ۔ اس کے تمام ادارے اس ساری مدت میں لگاتار کام کرتے رہے ہیں ۔ چنانچہ آج جو دنیا کے تمام مسلمانوں میں عقائد و عبادات ، اخلاق و اقدار ، طرز فکر و نظریہ حیات کے اعتبار سے اتنی گہری مماثلت موجود ہے ۔ تمام روئے زمیں پر ایک امّت کی حیثیت سے موجود ہے ۔ تو یہ اس امر کا بین ثبوت ہے کہ اس تمام معاشرہ کی بنیاد کسی ایک اور مکمل سنت پر تھی جو ان طویل صدیوں کے دوران جاری و ساری رہی ہے ۔

بنی کریم ﷺ اپنے عہدِ نبوّت میں نہ صرف یہ کہ پیغامات الٰہیہ کے پیغامبر تھے واعظ تھے ، بلکہ عملاً اپنی تربیّت کردہ جماعت کے قائد ، رہنما ، حاکم ، قاضی شارع ، مربّی ، معلّم سبھی کچھ تھے ۔ مسلم سوسائٹی کے کل گوشوں کی مکمل تشکیل آپ ﷺ ہی کے بتائے ہوئے طریقوں اور سکھائے اور مقرر کئے ہوئے اصولوں پر ہوتی تھی ۔ آپ ﷺ کی تعلیمات صرف سننے تک ہی محدود نہ رہتی تھیں بلکہ فوراً رائج ہو جاتی تھیں ۔ مثلاً نماز کا طریق کار جو آپ نے سکھایا ، مسجدوں میں گھروں میں فوراً رائج ہوا ۔ شادی بیاہ طلاق و وراثت اور رہن سہن کے قوانین جو آپ ﷺ نے دئیے مسلم خاندانوں میں فوراً قلبی اور ذہنی طور پر تسلیم کئے گئے اور مکمل طور پر رائج ہوئے ۔ لین دین کے ضابطے ، مقدمات کے فیصلوں کا طریق کار ،

Marfat.com

مفتوح علاقوں کی آبادی کے ساتھ فاتح اقوام کا سلوک یعنی کہ اسلامی معاشرہ اور اس کا نظام حیات کلی طور پر اپنے تمام پہلوؤں کے ساتھ آپ ﷺ کے جاری کردہ قوانین اور تعلیمات کے مطابق رائج ہوا ۔ اس وقت کی معاشرت اور دستور آپ ﷺ کے بتائے گئے قوانین اور تعلیمات سے قطعی مختلف اور برعکس تھی ۔ اس کے باوجود تعلیماتِ نبویؐ کی اتنی جلدی اور مکمل قبولیت ہی اس کی درستگی ، سچائی اور مکمل ہونے کی واضح دلیل ہے ۔

تعلیماتِ نبویؐ کل عالم کے بارے میں تھیں ۔ معاشرتی طور پر مرد ، عورت ، بچے ، بوڑھے ، سبھی اس احاطہ میں آتے ہیں ۔ ہر کے پر حقوق و فرائض مکمل تفصیل کے ساتھ بتائے گئے ہیں ۔ اچھا کیا ہے؟ برا کیا ہے؟ حقوق کیا ہیں؟ فرائض کیا ہیں؟ حلال کیا ہے؟ حرام کیا ہے؟ کن کاموں کاکیا بدلہ ہے؟ کن نیکیوں کی کیا جزا ہے؟ دنیا اور آخرت کے تمام معاملات کی تفصیل ہر پہلو سے تعلیماتِ نبویؐ میں موجود ہے ۔ جو احکام اس وقت کے حد سے بگڑے ہوئے اور ہر پہلو سے تباہ حال معاشرہ کی یوں اصلاح کر سکتے ہیں کہ کفارِ مکّہ برتری کے احساس سے چور ، سرکش قریش اور غیر مہذب بدّو ، یہ تمام دنیا کی ایک بہترین قوم بن گئے ۔ ایک ایسی منظم ، مہذب اور فعال جماعت کی صورت میں دنیا پر پھیلے کہ دین و دنیا میں بہتری کی ایک مثال بن کر رہ گئے ۔ وہی تعلیمات آج بھی بے اثر نہیں ہیں ۔ صرف فرق ان کے لاگو ہونے اور قبول کرنے کا ہے ۔

معاشرے کی اساس ماں ہے ۔ ماں جو ایک عورت ہے ۔ اگر یہ اپنی گود میں جن لڑکے اور لڑکیوں یعنی بچّوں کو پروان چڑھاتی ہے ۔ ان کی تربیت میں کوتاہی نہ کرے ۔ خود اپنی زندگی کا بہترین نمونۂ عمل پیش کرے ، تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ بچّے بڑے ہو کر ایک صالح معاشرے کے فرد نہ بنیں اور قوموں کی تقدیر بدلنے میں اہم کردار ادا نہ کریں ۔ چنانچہ آج کے اس موضوع میں بھی معاشرے کی اصلاح کے سلسلے میں بنیادی کردار یعنی عورتوں کے فرائض کا ذکر ہے کہ تعلیماتِ نبویؐ کی روشنی میں انہیں کیا کرنا چاہئیے ۔ یہ نیا موضوع نہیں ہے ۔ لیکن بہرحال عورت کو یاد دھانی کرانی مقصود ہے کہ اس کا مقام ، کردار اور فرائض کیا ہیں اور ان کی بجاآوری سے ہی معاشرہ درست ہو سکتا ہے ۔ آج ہم تباہی کے جس مقام پر کھڑے

Marfat.com

ھیں ۔ اسے یہاں تک جس نے پہنچایا ھے وھی اس کی درستگی کا سزاوار بھی ھے ۔

سوال یہ پیدا ہوتا ھے کہ یہ ذمّہ داری عورت پر کیوں عائد ھوتی؟ اور کس نے عائد کی؟ جب کہ ھر معاملے میں خدا تعالیٰ نے مرد کو برتر قرار دیا ھے تو یہ کام جو اتنا اھم اور نازک ھے ۔ جس پر قوموں کے عروج و زوال کا اور اخلاقی پستی و بلندی کا دار و مدار ھے ۔ یہ مردوں کے ذمّہ کیوں نہ کیا گیا؟

اس کا جواب ذرا طویل ھے ۔ عورت گرچہ صنفِ نازک ھے مگر کائنات کی بنیادی کڑی ھے ۔ قدرت نے اسے فطرت سلیمہ پر خلق کیا ھے ۔ اس کے خمیر میں خدمت ، محبت ، شفقت ، قربانی اور عفو و درگزر جیسے اوصاف رکھے ھیں ۔ قوت برداشت کا بے پناہ عنصر عطا کیا ھے ۔ ماں کی محبت میں خدا کا نور نظر آتا ھے ۔ یہ فطرت کی سب سے بڑی اور سب سے خوبصورت حقیقت ھے ۔ بچّہ کے عدم سے وجود میں آنے کے لئے قدرت نے اسی کا انتخاب کیا ھے ۔ یہ ان ذمہ داریوں کی مکمل طور پر اھل ھے ۔ پورے ۹ مہینے بچّہ اس کے وجود کے اندر پرورش پاتا ھے ۔ اس کے جسم سے غذا حاصل کرتا ھے ۔ اس کے جسم کا حصّہ بن جاتا ھے ۔ ماں اور بچے کا قریبی تعلق یوں ازل سے قائم ھے ۔ پیدائش کے بعد ماں کی گود بچے کا اولین مکتب ھے ۔ اس کی پرورش کرنا ، اسے تعلیم و تربیت دینا ، اسی کا کام ھے ۔ پیدائش کے وقت کوئی بچہ برا نہیں ھوتا اس پر پہلے گھر کا ماحول اور پھر گھر سے باھر کا ماحول اثر انداز ھوتا ھے بلکہ اگر گھر کا ماحول اسے مکمل اور بہتر ملا ھے تو باھر کی بادِ سموم بھی اس پر اثر انداز نہیں ھوتی ۔ ماں کو خود بھی تعلیم یافتہ ھونا چاھئیے ۔ اگر وہ دنیوی تعلیم سے آراستہ ھے تو اور بھی اچھی بات ھے لیکن اسے دینی و مذھبی علوم سے پوری واقفیت ھونی چاھئیے اور اپنے فرائض جو قدرت کاملہ نے بحیثیت بیوی اور ماں کے اس کے ذمہ کئے ھیں پوری طرح آگاہ ھونا چاھئیے اور انہیں پوری محنت سے ادا کرنا چاھئیے ۔

یوں تو عورت روزِ ازل سے ھی ماں ھے ، بیٹی ھے ، بیوی ھے ، بہن ھے ، وہ روزِ ازل سے جس مقصد کے لئے تخلیق کی گئی ھے ۔ وہ پورا کرتی ھے یعنی بنی نوع انسان کی افزائش ، لیکن اسلامی تعلیمات میں اھل کے جن فرائض کا تعیّن کیا گیا ھے وہ اسے اس کی اھمیت اور مقام سے آگاہ کرنے کے بعد دیا گیا ھے ۔

Marfat.com

تاریخِ عالم کا مطالعه کیا جائے تو بہت شروع کے ادوار میں هندو عہد میں عورت ایک کمتر هستی نه تھی بلکه کسی حد تک اهمیت کی حامل تھی ۔ لیکن آهسته آهسته معاشرہ کے ٹھیکیداروں نے اسے احساس دلایا که وہ برائی هے ۔ اس سے بچنا چاهئیے ۔ وہ بچّے جن تو سکتی هے لیکن اس کی کوئی اهمیت اور کوئی مقام نہیں هے ۔ خاص طور پر زمانه قبل از اسلام میں تمام دنیا خاص طور پر عرب میں هم جو انتشار ، بدنظمی اور بداخلاقی معاشرہ کی دیکھتے هیں وہ اپنے طور پر بے مثال تھی ۔ وہ معاشرہ صرف مردوں کا تھا جنہیں خود بھی کوئی اخلاقی شعور نه تھا ۔ هوتا بھی کیسے ۔ شعور دینے والی هستی تو ان کے نزدیک ایک روندی هوئی شے تھی ۔ عورت سے بچّے پیدا کرواتے تھے کیونکه اس قانون کو تبدیل کرنا ان کے بس میں نه تھا ، اور کوئی افزائش نسل کا راسته نه تھا لیکن لڑکی کو پیدا هوتے هی دفن کر دینا بڑائی اور غیرت کی نشانی تھی ۔ عورت محض معاشرہ کے مردوں کی دل لگی کی چیز تھی اس کے حقوق نه تھے ، اس کی اهمیت نه تھی ۔

رسول اللہ ﷺ نے جو حق مذهب لائے اس وقت کے معاشرہ کی خرابیوں پر کاری ضرب لگائی ۔ جہاں تعلیماتِ محمّدی ﷺ نے معاشرہ کی اصلاح کا کام کیا ۔ وهیں عورت کو اس کا جائز مقام ملنے ، اس کے حقوق و فرائض کا تعیّن کرنے سے معاشرتی اصلاح کا بنیادی کام شروع هوا ۔ عورت بن سنور کر بازاروں میں پھرنے کی بجائے پردے میں پابند هوئی ۔ ایک محترم خاتون بن گئی ۔ ایک قابلِ عزّت مقام کی اهل هوئی ۔ اس کے ذمّے قرآن نے خاوند کے حقوق کئے ۔ مرد راہِ راست پر آیا ۔ اس ضمن میں میں آنحضور ﷺ کی چند احادیث کا حواله دیتی هوں ۔

۱ ۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ' عورت کے لیے دو پردے هیں ۔ اول خاوند ، دوسرے قبر ، اور دونوں میں زیادہ پردے والی چیز قبر هے '

۲ ۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ ' جس عورت نے پانچوں وقت کی نماز پڑھی اور رمضان شریف کے روزے رکھے اور اپنے کو بُرے کام سے بچایا یعنی بدکاری نہیں کی ، اپنے شوهر کی اطاعت کی اور اس کا کہا مانا اسے اختیار هے که جس دروازے سے چاهے جنت میں داخل هوجائے

۳ ۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو عورت خوشبو لگا کر مردوں کے پاس سے گزرتی هے ، ایسی عورت بدکار هے

Marfat.com

یوں مختلف احادیث مروی ہیں ، جن میں عورت کو مرد کی فرمانبرداری اور اطاعت کا حکم ہے ۔ گھر کے اندر رہنے ، بلا ضرورت گھر سے باہر نہ نکلنے اور مذہبی احکام پر چلنے کے احکام ہیں ۔ دراصل بنیادی مقصد تو اس سے یہی تھا کہ جب عورت گھر کے اندر رہے گی مردوں کی نظریں اس پر نہ پڑیں گی تو معاشرے سے فحاشی کا رجحان ختم ہوگا ۔ گھر کے اندر وہ مکمل انتظام کرے گی ، خاوند کی اطاعت اور خدا تعالیٰ کے احکام پورے کرے گی ، گھر کا ماحول صاف ستھرا اورخوشگوار ہوگا ، مرد بھی باہر جاکر برائیوں سے بچے گا اور گھر کے اچھے اور صاف ماحول میں اچھی نسل پروان چڑھ سکے گی ۔ جو بچّے گھر میں ماں اور باپ کا ادب کریں گے ، ان کا کہنا مانیں گے وہ ہر بڑے کی عزّت کرنے کے عادی ہوں گے ۔ جن بچّوں کو گھر میں بچپن سے نماز روزہ کی عادت ڈالی جائے گی ، حرام چیزوں اور حرام کاموں سے بچایا جائے گا اور اچھائی اور برائی کی مکمل تمیز عطا کی جائے گی وہ گھر سے باہر اگر برائی دیکھیں گے بھی تو اس کی طرف مائل نہ ہوں گے ۔ گھر میں عورت انہیں مقدّس اور محترم روپ میں ملے گی ۔ وہ کسی عورت کی طرف نگاہِ غلط انداز نہیں ڈالیں گے ۔ اولاد اگر خدانخواستہ کسی موڑ پر نافرمان ہو جائے اور غلط راستے پر چل نکلے تو نیک ماں کی دعائیں اسے راہ راست پر لے آتی ہیں کہ خدا تعالیٰ اس محترم رشتے کی دعائیں خاص طور پر اولاد کے حق میں بہت جلد قبول فرماتے ہیں ۔ قطعی واضح ہے کہ اگر ہر گھر کا ایسا ماحول ہو ، ایسی تربیّت ہو ، زیادہ تعداد میں اچھی مائیں ہوں ، اچھے گھرانے ہوں ، تو اگر ان میں چند بیج برائی کے ہوں گے بھی تو وہ بھی پنپ نہ پائیں گے ۔ حق کی اکثریت کے آگے خود بخود ختم ہو جائیں گے ۔ جب معاشرہ میں صالح اور باکردار مائیں موجود تھیں جنہوں نے مرد کی غلط کاریوں (اگر مرد کبھی غلط راستے پر ہوا بھی) کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا تھا اور خدائی احکام اور تعلیماتِ نبویؐ پر چلنے میں اپنی نجات سمجھی تھی ۔ اس وقت قوم میں ایسے عظیم المرتبت اور گراں قدر فرزندانِ توحید بھی پیدا ہوئے جنہوں نے کل عالم میں اسلام کا بول بالا کیا اور مخالف طاقتوں قیصر و کسریٰ جیسے ایوانوں کو بھی جھکا دیا ۔

اسلام دشمن طاقتیں ایسے فرزندانِ توحید سے ہمیشہ خوفزدہ ہیں ۔ انہوں نے مسلمانوں کو کمزور کرنے کے لئے ہمیشہ ہر حربہ استعمال کیا ۔ جب تک راسخ

Marfat.com

العقیدہ مسلمان مائیں موجود رهیں ان کے حربے پوری طرح کامیاب نہ تھے ۔ سرسید ، علامہ اقبال ، شاہ ولی اللہ ، شاہ عبدالعزیز ، قائداعظم جیسے فرزند پیدا ہوتے رہے ۔ لیکن برطانوی استعمار نے کچھ اس دل کشی سے معاشرہ کی بنیاد میں خرابی پیدا کی ۔ (جو کہ خرابی همیں آج تک محسوس نہیں ہوتی بلکہ محض موجودہ دور میں دنیا کے تقاضوں کا ساتھ دینا محسوس ہوتا ہے) کہ جدید تقاضوں کو نبھاتے ہوئے ہم ان راہوں پر چل نکلے ہیں کہ جن کا انجام بھی انہی جیسا ہے ۔ جو ان راہوں کے مسافر ہیں ۔ مغربی معاشرہ میں عدمِ تحفّظ کا احساس ، اور جواں نسل کی بے راہ روی اور بے اطمینانی اور پرانی نسل کا عدمِ تحفّظ کا احساس ، عورتوں سے مردوں کی طرح کام لے کر اور انہیں جنس بازار بنا کر انہیں یہ یقین دلانا کہ تم ہمارے برابر حقوق رکھتی ہو اور بہت آزاد ہو ، یہ تمام احساسات مغربی افکار کے بے پناہ زور اور ریلے کے ساتھ ہمارے معاشرے میں بھی آموجود ہوئے ہیں اور ویسے ہی نتائج کے حامل ہیں ۔ ملک و قوم سے غدّاری ، دولت حاصل کرنے کی دوڑ میں جائز و ناجائز کی پرواہ نہ کرنا ، مسائل کو نشے کے دھوئیں میں چھپانے کی کوشش اور دہشت پسندی یہ تمام اندازِ کسی میں اس وقت پیدا ہوتے ہیں ۔ جب وہ آس پاس سے گرد و پیش سے خوفزدہ ہوں ۔ عدمِ تحفّظ کا شکار ہوں اور خود کو غیر اہم سمجھتے ہوں تو یوں وہ اپنی اس سوچ کی اس احساس کی نفی کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ اور اس طرح باغیانہ سوچ ان کے ذہن میں در آتی ہے ۔ ذرا خود فراموشی کے عالم سے نکل کر سوچیں کہ وہ کونسا دورتھا ۔ جب انہیں یہ سوچنے پر مجبور ہونا پڑا ۔ ان کے اندر یہ احساسات کس وقت در آئے کہ ' ہم غیر محفوظ ہیں ہماری کوئی اہمیت نہیں ، کوئی ہماری ذہنی اذیّت کا اندازہ کرنے والا نہیں ، کوئی ہماری جائز خواہشوں کو پورا کرنے والا نہیں ، صرف دولت حاصل کرنے کی دوڑ اور طاقت حاصل کرنے کی خواہش ہی سب کچھ ہے ' ۔ نوجوان نسل کے یہ احساسات والدین کے لئے لمحہ فکریہ ہیں ۔

عورت کا فرض ، مقام ، مرتبہ اور اہمیت یہی ہے کہ وہ قدرت کی طرف سے دی گئی ذمہ داری کو بطریقِ احسن نبھانے کی پوری سعی کرے ۔ یہی بہت بڑی ذمّہ داری ہے ۔ اسے پوری طرح ادا کرناخاصا مشکل کام ہے ۔ اسے خود کو وزیرِ اعظم کی کرسی پر دیکھنے کی بجائے یہ دیکھنا چاہئے کہ آیا اس کا جگر گوشہ اس قابل

Marfat.com

بن رہا ہے کہ وہ کسی اعلیٰ مقام پر فائز ہو سکے ۔

اصلاح معاشرہ کے ضمن میں عورت کا رول ایک ہی ہے ، نہایت واضح ، نہایت مدلّل اور فطرت سے قریب تر کہ وہ سب سے پہلے اچھی بیوی بنے ، اچھی ماں بنے ۔ عورت فطرتاً ماں ہے ، قدرتاً ماں ہے ، اس کے قدموں کے نیچے جنت اسی وقت کہی جاتی ہے جب وہ خود کو اس جنّت کا اہل ثابت کرتی ہے اور اگر وہ اپنی عظیم تر ذمہ داریوں سے بطریقِ احسن عہدہ برآ ہوتی ہے تو وہ اس سے بھی کہیں گراں مایہ ہے ۔ ہمارے ہاں کی عورت نے جن کی پیروی میں گھر سے قدم باہر نکالے ہیں اور مردوں کی برابری کرنے کے شوق میں اپنی ہمت سے زیادہ ذمّہ داریاں خود پر لاد لی ہیں وہی خواتین اب اس بات کی شدید طور پر خواہشمند ہیں کہ مرد ان پر روزگار کی ذمہ داریاں نہ ڈالیں ۔ اسی شوق میں وہ پاکستانی مردوں سے شادیاں کرتی ہیں کہ وہ انہیں صرف گھر کی ذمہ داریوں کے لئے رکھیں گے ۔

جن اقدام کو آج کی عورت آزادی کی راہ میں رکاوٹ اور اپنے لئے پابندی تصوّر کرتی ہے وہی دراصل اس کی آزادی اور عزّت کے سزاوار ہیں ۔ جن مردوں کو خود ہی پیدا کر کے بغیر تربیّت کے خادار جھاڑیوں کی طرح پلنے دیتی ہے وہی اسے عورت اور ماں جیسے بلند و بالا مقام سے نیچے دھکیل دیتے ہیں ۔ معاشرے کے یہ ناسور خود عورت نے اپنے لئے پیدا کئے ہیں ۔ شکوہ وہ کس سے کرے ؟ خود ہی تو اس تمام تباہی کی ذمہ دار ہے ۔

یہ مکافاتِ عمل ہے ۔ کہ انسان کی غلطی کی سزا اسے دنیا میں مل جائے ۔ اس کا ازالہ خود اسے ہی کرنا ہے ۔ کفّارہ یوں ادا کرنا ہے کہ تعلیماتِ نبوؐی پر مکمل طور پر عمل پیرا ہو کر گھر کا ماحول اس قابل بنائے کہ گھر کے افراد گھر کے اندر سکون اور خوشی محسوس کریں ۔ اپنے مسائل کے لئے خدا سے مدد مانگیں ۔ نہ یہ کہ بے زار ہونے اور باہر دل بہلانے نکل گئے ۔ کیا گھر سے باہر ماں سے زیادہ مہربان ہستیاں ہیں ، جو خوشی اور سکون دے سکتی ہیں؟ باہر کا ماحول بہت شدید ہوتا ہے ۔ اس کی شدت انسان کے حواس پر طاری ہو کر اسے گمراہ کر دیتی ہے ۔

مسائل تکلیفوں اور پریشانیوں کے وقت میں اگر ماں خدا سے رجوع کرنے کی

Marfat.com

عادی ھے تو بچّے بھی چرس اور افیون کے دھوئیں میں اپنی پریشانیوں کا حل تلاش نہیں کریں گے ۔

بچّپن بہت معصوم زمانہ ھوتا ھے ۔ بہت بے پرواھی کا شاھی دور ھوتا ھے ۔ نہ کوئی فکر نہ کوئی پریشانی لیکن اگر اسی دور میں بچوں کی معصوم آنکھوں کو منتظر رکھا جائے کہ کب والدہ محترمہ باھر سے تشریف لاتی ھیں ۔ ان کے نازک اور معصوم دلوں کو ایسی اذیت دی جائے کہ وہ بول نہ سکنے کے وجہ سے نوکروں کی زیادتیوں کی شکایت نہ کر سکیں ۔ اپنی اداسی اور بے چینی کااظہار نہ کر سکیں ۔ شروع ھی میں انہیں زندگی کی تلخ حقیقتوں سے آگاہ کر دیا جائے تو کیا ھم کل ان بچوں کے بڑے ھونے پر یہ توقع کر سکتے ھیں کہ وہ ھماری آواز پر لبیک کہیں گے ۔ والدین کا کہنا مانیں گے ۔ اس وقت ان کی آنکھوں میں وھی غیریت ، بے حسی اور سرد مہری نظر آئے گی جو ان کے بچپن نے والدین کی آنکھوں میں دیکھی تھی ۔ ذرا گرد و پیش نگاہ دوڑائیں ، ذرا آج کل کے بچّوں کی آنکھوں میں جھانک کر دیکھیں کیا یہی کچھ ان کے چہروں پر ان کی آنکھوں میں نظر نہیں آتا؟ تو کون ذمہ دار ھوا اس سب کچھ کا؟ ھم اس نسل پر الزام تراشی کر کے کہیں انہیں مزید خود سر اور باغی تو نہیں کر رھے ھیں؟ ھمیں نہایت فراخدلی سے یہ حقیقت تسلیم کر لینی چاھئیے کہ ان معصوم چہروں پر جو کچھ لکھا ھے اس کے ذمّہ دار ھم ھیں ۔ ھم نے انہیں اتنا اکیلا بچپن سے ھی کر رکھا ھے کہ وہ ماں کے پاس آکر اپنا دکھ ، اپنا مسئلہ کہنے کی بجائے نشے میں سکون تلاش کر لیتے ھیں ۔ ھم نے انہیں عادت ھی نہیں ڈالی کہ وہ ھماری بات مان لیں ۔ یہ بدبختی اس معاشرے کو ماں کی ھی عطا کردہ ھے ۔

لیکن بات پھر وھیں آ جاتی ھے کہ جن تعلیمات نے زمانہ قبل از اسلام کے بد ترین معاشرہ کی بے مثال اصلاح اور تربیّت کی وھی تعلیمات آج بھی رواج دینے اور ان پر عمل پیرا ھونے سے معاشرے کی اصلاح کر سکتی ہیں ۔ جو کردار اور طریقے اس وقت خواتین نے اسلام قبول کرنے کے بعد اپنائے تھے وھی آج بھی اپنانے ھوں گے ۔

کائنات،کا نظام فی الواقع جس اصول پر قائم ھے انسان کی زندگی کا نظام بھی

Marfat.com

اسی کے مطابق ہونا چاہئیے ۔ کیونکہ انسان اس کائنات کا ایک جزو ہے اور جز کی حرکت کا کل کے خلاف ہونا ہی ہی خرابی اور بدبختی کا موجب ہے ۔ انسان کی خدا سے بغاوت ، خدا کے احکام سے بغاوت ، تمام خرابیوں کی جڑ ہے ۔ اسی بغاوت کرنے کے چکر میں عورت نے جو اپنی متاع گنوائی وہ ہی اس کی متاع گراں مایہ ہے یعنی اس کے اپنے جگر گوشے جو اس نے اپنے ہاتھوں اندھیری راہوں میں گم کر دئیے ہیں ۔ کتنی سنگ دلی ہے یہ!

ماں اتنی گراں بہا ہے ۔ اتنی مکمل بنیاد ہے کہ اگر وہ اپنے حقیقی فطری فرائض سے صحیح معنوں میں آگاہ ہو جائے ، انہیں پورا کرے ، تو جہاں وہ خدا کی بارگاہ میں سرخرو ہوسکتی ہے وہیں وہ قوموں کی تقدیر بدل سکتی ہے ۔ وہ مسلمان جن کی یاد میں ہمارے حکیم الامت روئے ۔ ویسے ہی فرزندانِ توحید پھر پیدا کر سکتی ہے ۔ اس کے فرائض مرد ادا نہیں کر سکتا ۔ اس کا مزاج ہی خدا نے مختلف بنایا ہے ۔ اسے اپنے فرئض خود ہی ادا کرنے ہیں ۔ مرد کے فرائض اسی کے ذمے رہنے دے ۔ مرد گھر کے باہر کی ذمہ داریوں کیلئے فارغ کر دے ۔ یہی قدرت کی موزوں ترین ، مناسب ترین تقسیم ہے ۔

اسے معاشرے کی تعمیر ہی کرنا ہے ۔ انسان سازی ہی کرنا ہے ۔ زمانہ اپنا طبعی چکر پورا کر رہا ہے ۔ سب چیزوں کو لوٹ کر اپنے فطری محور پر واپس آنا ہے ۔ قدرت کے فیصلے اور قانون اٹل ہیں ۔ جو بویا ہے اس کی کچھ فصل سامنے آئی ہے ۔ کچھ مزید سامنے آئے گی اور جب احساس ہوگا کہ اس برابری کی دوڑ میں کیا پایا ، تو پتہ چلے گا کہ صرف کھویا ہے اور خسارہ ہی پایا ہے ۔ مرد یہ چاہتا ہے کہ عورت بھی سامانِ معاش کے حصول کے لئے باہر نکلے ، محنت کرے ۔ یہ تو مجازی خدا کی خواهش ہے ۔ عورت پوری کرے ۔ اور گھر کی ذمہ داریوں میں مرد حصّہ دار نہیں ہے کیونکہ اس کا کہنا ہے کہ قدرت نے یہ ذمہ داریاں عورت کے سپرد کی ہیں ۔ مرد کے نہیں ۔ یوں دراصل کونین پر چینی کا آمیزہ چڑھا کر کھلایا ہے کہ عورت دوہری ذمہ داریوں میں پس رہی ہے ، نبھا نہیں کر رہی اور مرد صرف اپنی ہی ذمہ داری نبھاتا ہے ۔ دراصل یہاں آزادی کا لفظ استعمال کر کے عورتوں کو غلامی ہی دی گئی ہے ۔

Marfat.com

ماں کے معنی ھیں ـ مرد اور عورت دونوں کی سردار ـــ کیا خوب سردار بنی بیٹھی ھے وہ مردوں کے اس معاشرہ میں ـ تعلیماتِ نبویؐ سے انحراف کر کے ـ مغربی افکار کی پیروی کر کے ' ماں ' نے پانا کیا تھا؟ وہ تو اپنی سرداری کا عہدہ بھی کھو بیٹھی ھے ـ صرف اور صرف محنت کرتی ھے ـ تھک اتنی جاتی ھے کہ دو منٹ آرام اس کی قسمت میں نہیں ـ گھر کی خوبصورتی بنانے کے لیے اسے وقت نہیں ـ خاوند کو مسکرا کر خوش آمدید کہنے اور بچّوں کو پیار اور شفقت سے بلانے کی اس میں سکت نہیں ـ کیونکہ شدید تھکی ھوئی ھے اور پھر مرد کا یہ شکوہ کہ گھر کا ماحول تلخ ھے ـ بیوی کی مسکراھٹ بھی نہیں ملتی ـ اپنی جگہ بجا نظر آتا ھے ـ

حالانکہ ارشاد رسول اللہ ﷺ کے مطابق برابری تو اسی وقت ھی ھوگئی جب عورت نے اپنی ذمہ داری نبھائی یعنی نیک اور لائق مرد کی تعمیر کی اور اولاد کی اچھی تربیت کی، اور مرد نے عورت اور اس کے بال بچوں کے لئے ھر قسم کا سامان زیست مہیاّ کیا ـ ویسے بھی جب مرد عورت کی دل جوئی کرتا ھے ، اس کی جائز خواہشات کی تکمیل اپنے وسائل کے مطابق کرتا ھے تو عورت کے لئے باھر نکل کر روزگار کمانے کا جواز از خود ختم ھو جاتا ھے ـ

ارشاد باری تعالیٰ ھے ـ سورۃ الاحزاب میں پروردگار فرماتا ھے ' بالیقین جو مرد اور عورتیں مسلم ھیں ، مومن ھیں ، مطیع ھیں ، راست باز ھیں ، صابر ھیں ، اللہ کے آگے جھکنے والے ھیں ، صدقہ دینے والے ھیں ، روزے رکھنے والے ھیں ، اپنی شرم گاھوں کی حفاظت کرنے والے ھیں اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنے والے ھیں ـ اللہ نے ان کے لئے مغفرت اور بڑا اجر مہیا کر رکھا ھے ' ـ

یہ بات بخوبی ذھن نشین کر لینی چاھئیے کہ عورت کا مقام اول و آخر اس کا گھر ھے اور اصلاح معاشرہ کے لئے اس کا رول بھی ایک ھی ھے کہ ایسی نسل تعمیر کرے ـ جو اپنے عقائد میں انتہائی راسخ ھو اور جسے فہم و ذکاء اور عقل و دانش کا شعور گھر سے ماں کی گود سے ملا ھو ـ یہی نسل صالح معاشرہ ھوگا اور موجودہ معاشرہ کی اصلاح کا ذمہ دار بھی ـ

اب ایسا ھرگز بھی نہیں ھے کہ اسلام نے عورت کے لئے گھر سے باھر نکلنا یا

Marfat.com

باهر جا کر کام کرنا حرام قرار دے دیا ہو ۔ یہ دراصل ضرورت اور حالات کے تحت ھے ۔ اگر ضرورت ھے ، مجبوری ھے ، مثلاً جیسے آج کل مہنگائی کے دور میں خاوند اگر کم تنخواہ دار ملازم ھے ، بچوں کے اخراجات وغیرہ بھی تعلیم کی وجہ سے زیادہ ھیں ، انہیں پورا کرنا ھے تو ظاھر ھے ، پہلو تہی کرنا غلط ھے ۔ لیکن یہ ایک استثنائی صورت ھے ۔ حقیقت یہ ھے کہ گھر کی مکمل ذمہ داریوں کے ساتھ یہ اضافی بوجھ عورت کے لئے ناقابل برداشت ھوتا ھے ۔ جس کا اثر اس کے بنیادی فرائض کی کارکردگی پر بھی پڑتا ھے اور مزاج پر بھی ۔

اصلاح معاشرہ میں عورت کا رول اھم ھے ، بنیادی ھے، عورت کو یہ ادا کرنا بھی لازم ھے ۔ لیکن میری مردوں سے اس سلسلے میں یہ درخواست ھے کہ وہ استثنائی صورتوں کے علاوہ محض اس لئے عورتوں کو گھر سے باھر نکلنے پر مجبور نہ کریں کہ ان کی تعلیمی قابلیت سے فائدہ اٹھایا جا سکے ۔ آفیسروں سے انہیں متعارف کروا کر دفتر میں فوائد حاصل کر سکیں ۔ ان کے چھوٹے چھوٹے جائز مطالبات اپنے حالات کے مطابق پوری کر دیا کریں ۔ اسی میں اپنی برتری سمجھیں تاکہ وہ اپنی ضروریات کے لئے باھر نکلنے پر مجبور نہ ھوں ۔ انہیں وہ فطری فرائض بحسن و خوبی اور سکون سے ادا کرنے دیں ، جو پروردگار اور اس کے رسول ﷺ نے ان کے ذمے کئے ھیں ۔ اپنی طرف سے انہیں نمائش کی چیز بننے کی دعوت نہ دیں بلکہ اگر وہ خود شمعِ محفل بننے کی خواہش مند ھو تو ذرا اپنے ذھن کو تکلیف دے کر یہ جاننے کی کوشش کریں کہ کس نا آسودگی نے اسے اس سوچ پر مجبور کیا ھے ۔ اسے ماں رھنے دیں ، اسے بیگم رھنے دیں ۔ صحیح سوچ اور صحیح اقدار رکھنے والی عورتوں کی عزت کریں ، ان کی حوصلہ افزائی کریں تاکہ وہ اپنا حقیقی مشن پورا کرنے میں خوشی اور اطمینان محسوس کریں ۔

یوں مرد خاندان کے دائرہ سے بار اپنی استعداد اور صلاحیت بڑہانے کے مواقع سے بھرپور فائدہ اٹھا سکے گا ۔ اور عورت خارجی دنیا کے امور سے فارغ ھو کر خاندان کے دائرہ کے اندر اپنی ذمہ داریاں ادا کر سکے گی ۔ معاشرہ کی اصلاح کا کام سوشل ورکر بن کر گھر سے باھر گھومنے اور مسائل حل کرنے سے نہیں ھوتا بلکہ اس کا آغاز گھر سے ھوتا ھے ۔ آج ھر ماں کو یہ سوچنا چاھئیے کہ وہ کم از کم اپنے بچّوں کو اتنی

Marfat.com

مستند تربیت دے دے جو وہ معاشرے کے بگاڑ کے اس سیل تند و تیز میں بہہ نہ جائیں بلکہ بہہ جانے والوں کو ، بچانے والوں میں سے ہو جائیں ، تو ہر گھر سے اصلاح کا کام شروع ہو جائے گا اور فرد واحد کی اصلاح دراصل معاشرہ کی اصلاح ہے ۔ کیونکہ معاشرہ انہی افراد کے مجموعہ کا نام ہے ۔

امّتِ مسلمہ عورت کی ہاتھ میں قدرت کی امانت ہے ۔ اس میں خیانت کی مرتکب ہونے سے وہ سزا کی حق دار ہے لیکن ایسی عورت جن کا دین اور ذمہ داریاں اس کے لئے اہم ہوں اس سے یہ سوال کرتی ہوں کہ آج جو عالم اسلام اتنا شکست خوردہ ہے ، اتنا کمزور ہے ، اغیار کا غلام ہے ، مسلمان چاروں طرف سے گھبرا کر چرس کے دھوئیں میں منہ چھپاتا ہے ۔ اس کا ذمہ دار کون ہے ؟ ہمارے بیٹوں نے چار ذانگ عالم اسلام کا نام بلند کیا ہے ۔ یہ ماضی تھا جو گزر چکا ہے ۔

دشت تو دشت دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحرِ ظلمات میں دوڑا دئیے گھوڑے ہم نے

ایسے سپوتوں کی مائیں کون تھیں؟ کیسی تھیں؟ کیسے انہوں نے ایسے جوہرِ قابل پیدا کئے؟

آج جو مہم عورت کو درپیش ہے ۔ بلکہ امّتِ مسلمہ کو درپیش ہے اس کی ذمہ داری عورت پر عائد ہوتی ہے ۔ جو انتہائی مشکل اور نازک ہے ۔ اسے ایسے کام کا بیڑا اٹھانا ہے جس کے نتیجے میں مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق قائم ہو ۔ مسلمان لاالہ الااللہ کے سائے تلے جمع ہو جائیں ۔ تعلیمات نبوؐی پر عمل پیرا ہوں ۔ قرآن پاک کو اپنا رہبر بنا لیں ۔ عورت ' ماں ' کے مفہوم میں سردار ہے ۔ سردار جب راہ راست پر آجائے گا تو پوری قوم بھی اس کی اطاعت کرے گی ۔ یہ مسلمان عورت کا معاشرہ کی اصلاح کے لئے وہ کردار ہے جسے بہرطور ادا کرنا ہے تاکہ آنے والا وقت اس سے جواب طلبی کرے تو وہ سرخرو ہو سکے ۔ سر اٹھا کر کہہ سکے کہ اس مضبوط اسلامی مملکت کا فلاں فرزند میرا بیٹا ہے جو میرے ہاتھوں کو صبح بوسہ دیتا ہے ۔ جو احکام الٰہی کا پابند ہے ۔ معاشرے کا عزّت دار فرد ہے ۔ صحیح اقدار کا محافظ و امین ہے ۔ خدا تعالیٰ ہمیں اس قابل بنائے کہ ہم اپنی اس ذمہ داری سے بحسن و خوبی عہدہ برآ ہو سکیں ۔ (آمین ثُمّ آمین)

Marfat.com

بیگم آفتاب مسرور عالم خان

اصلاح معاشرہ میں خواتین کا کردار
تعلیماتِ نبوی کی روشنی میں

تمام تعریفیں اس خدائے بزرگ برتر کے لئے سزاوار ھیں جس نے لفظ 'کن' سے دونوں عالم پیدا فرمائے اور انسان کو قوت گویائی عطا فرما کر حیوان ناطق بنایا ۔ عقل و شعور عطا فرما کر اشرف الخلائق کا رتبہ بخشا ، علم و آگاہی عنایت فرما کر اس خاکی مخلوق کو خلیفۃ اللہ مقرر فرمایا اور حضور اقدس رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی امّت میں داخل فرما کر بہترین امّت کے خطاب سے سرفراز فرمایا لاکھوں درود و سلام نازل ھوں ان درِ یتیم امی اللقّب رحمت عالم ، نور مجسم ، محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر جن کو رب العالمین نے رحمۃ اللعالمین بنا کر ھم گناہ گاروں سیاہ کاروں کے لے دنیا میں رشد و ہدایت کا اور آخرت میں بخشش ونجات کا ذریعہ مقرر فرمایا ۔ جن کی بدولت ھم نے اپنے خالق ومالک کو پہچانا اور مانا جن کی ضیا پاشیوں نے ھم سیاہ بختوں کو ظلم و کفر و شرک کی تاریکیوں سے باہر نکالا ۔ مخلوق کو خالق سے ملایا اور مالک کی رحمتوں کا مرکز بنا دیا ۔

ذرا چشم تصور سے دیکھیے کہ عالم امکان کالی گھٹاؤں سے گھرا ھوا لوگ طلوع سحر سے ، رحم و کرم ، حرام و حلال کے علم سے محروم سلسلہ در سلسلہ لوگ لڑائی مار کٹائی دھوکہ دہی ، لوٹ مار حسد و حرام کاری سے سروکار رکھے ھوئے ۔ الغرض ھر سو گمراہی گھر کیے ھوئے کہ اللہ کا رحم و کرم در حرم سے اٹھا اور رسولوں کے رسول دوعالم کے سردار مولائے کل ، کامل واکمل اسلام کے داعی سد رہ کے راھی اسریٰ کے دولہا محمد رسول اللہ علیہ وسلم ، رحم وکرم کا ماہ کامل ھو کر طلوع ھوئے ۔ آمد رسول سے سارا عالم مہک اٹھا ۔ دادا کے رکھے ھوئے اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ کے وحی کردہ نام احمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سارا عالم دمک اٹھا ۔

Marfat.com

هر روح مسرور ہو گئی ۔ رسول مکرم کی آمد سے کرم کے پھول کھل گئے ، رحم کے در کھل گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ درِ یتیم ، یہ اُمّی جس نے دنیا کے کسی معلم و استاد کے سامنے کبھی زانوئے تلمذ تہہ نہ کیا ، ایک ایسا صحرا نشین جسے کبھی کسی بادشاہ کے دربار میں رہ کر آداب شہنشاہی سیکھنے یا کسی فلسفی و عالم کی خدمت میں رہ کر علم و دانش ، تہذیب و تمدن اور منطق وفلسفہ سے آشنا ہونے کا موقعہ نہ ملا ۔ مگر مدبر عظیم ثابت ہوا اور رہبرِ اعظم و سرور دو عالم کہلایا اس نے سب دلوں میں ایسی لگن لگا دی جس نے دیکھتے ہی دیکھتے سرزمین عرب کی کایا پلٹ دی ۔ وحشی و بربر مہذب و شائستہ ہو گئے ۔ اصنام پرستی کا نام و نشان مٹ گیا اور دشت و جبل نام حق سے گونجنے لگے اور یہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کا سب سے بڑا معجزہ ہے کہ آپ نے امی یتیم ہونے کے باوجود عرب کی اس جاہل وحشی اور ان پڑھ قوم کو جو صدیوں سے جہل و گمراہی میں بھٹک رہی تھی نور ایمان کی روشنی عطا فرمائی ۔ خدائے وحدہ لاشریک کی ذات و صفات کا صحیح تصور ، حقانیت ، وحدانیت کی حقیقت اور رسالت و عبادت کے اصلی مقصد سے روشناس کرایا ۔ آپ نے اپنے اخلاق و کردار اور قول و عمل سے لوگوں کے خیالات و نظریات کی ایسی اصلاح فرمائی کہ باطل کو حق میں ، نافرمانی کو فرمانبرداری میں سرکشی کو اطاعت میں بدل دیا ۔ وحشت کی دلدادہ قوم کی ایسی تالیف قلب فرمائی کہ اسے جذبۂ ایمانی سے بڑھ کر کوئی چیز عزیز نہ رہی جو کچھ فرمایا اس پر عمل بھی کیا ۔ اور یوں ذات گرامی حسنِ اخلاق ، حسن کردار کا ایک اعلیٰ نمونہ بن گئی ۔ بیماروں کی تیمارداری ہمسایوں کے حقوق کا لحاظ ، چھوٹوں پر شفقت و رحمت بزرگوں کی عزت و حرمت یتیموں اور بیواؤں کی خبر گیری ، ضعیفوں اور مظلوموں کی دستگیری فرمائی ۔ آنحضرت صلعم کی اس دل نشین و دلنواز شخصیت اور اصولوں کی ہمہ گیر صدات نے ہر طبقہ کو اپنی طرف کھینچ لیا تھا اور چاروں طرف عقیدت کے بے مثال جذبات پیدا کر دئیے ۔

عرب کے اس معاشرے میں جہاں شراب ، جوّا ، قتل و غارتگری ، بت پرستی زنا و بدکاری عام تھی وہیں عورت کا عورت ہونا بھی ایک جرم تھا عورت کی حیثیت ناگفتہ بہ تھی ۔ اس معاشرے میں مظلومیت اس کا مقدر اور حقارت کی نگاہ اس کا

Marfat.com

نصیب تھی ۔ اس کی تذلیل و تحقیر کے لئے ہر انسانیت سوز طریقہ جائز تھا ۔ اھل عرب کی مذھبی سماجی اور اخلاقی پستیوں کا یہ عالم تھا کہ ایک آدمی جتنی عورتیں چاھتا رکھ سکتا تھا ۔ باپ کے مرنے کے بعد اس کی بیویوں کو بھی داؤ پر لگا دیتے ۔ عریانی اور بے پردگی عام تھی ۔ جھگڑے کی صورت میں حاملہ بیوی کا پیٹ چاک کر دیا جاتا ۔ بیواؤں پر زیادتی یتیم اور لاوارث لڑکیوں کی اپنی سرپرستی میں لے کر ظلم کرنا ان کا مال ھڑپ کرنا ، سوتیلی ماؤں سے نکاح کرنا ، مہر ادا نہ کرنا عورتوں کو سرعام ننگا کرنا اور دختر کشی اھل عرب کے شب و روز کے معمولات تھے ۔ اس گمراھی ور اخلاقی انحطاط کے دور میں ایسا اسلامی انقلاب رونما ھوا جس نے کفر کی ظلم اور بے رحم زنجیروں کو پاش پاش کر دیا اور زمانے کی تقدیر بدل دی اور عورت کی مظلوم ، بے بس اور لاچار ھستی کو اس کا جائز مقام دیا جو اس سے پہلے کسی دور میں نصیب نہیں ھوا تھا ۔ عورت کو اُمّ انبیاء ، لڑکی کی پیدائش کو آفات و مصائب کی خبر کی بجائے باعث رحمت قرار دیا یہاں تک کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ

'مجھے دنیا کی چیزوں میں نیک عورت اور خوشبو پسند ھے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ھے'

غرض محمد رسول اللہ صلعم کی بعثت کے بعد عورت کو اتنی عظمت عطا کی گئی کہ اسے فرش سے اٹھا کر عرش تک پہنچا دیا اور اسلامی معاشرے میں ان حقوق کو حاصل کرنے والی عورت نے بھی معاشرے کو مایوس نہیں کیا بلکہ اس عورت کا فیض کبھی فاران کی چوٹیوں پر تھا کبھی وادی ایمن میں اور کبھی غار حرا میں کبھی اس کی تربیت فاروقؓ بن کر سامنے آئی کبھی اس نے صدیق کا جامہ پہنا کبھی صلاح الدین ایوبی کا نام پایا اور کبھی محمود بت شکن کا وہ عورت کا سوز قرأت ھی ھے جس نے عمر جیسے جابر و قاھر شخص کے دل کو موم کر دیا اور اس کی تقدیر یکسر منقلب ھو گئی ۔ اور یوں اسلام کے خورشید کے طلوع ھوتے ھی اسے وہ مقام عطا ھوا جس کا کسی سابق تہذیب و تمدن اور کسی دستور مملکت میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ۔ اسلام نے اسے گندگی و نجاست کے دلدل سے نکال کر ام انبیاء اور معمار انسانیت جیسے بلند عہدے پر فائز کیا اور جس دن دین کی تکمیل کی

Marfat.com

بشارت دی گئی جس روز میدان عرفہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا معرکۃ الآرا خطبۂ حجۃ الوداع ارشاد فرمایا جس میں دور جاہلیت کے تمام قوانین کالعدم قرار دیے گئے اور ببانگ دھل اعلان فرمایا کہ 'دیکھو ! تمہارے اوپر تمہاری عورتوں کے کچھ حقوق اسی طرح ان پر تمہارے حقوق واجب ہیں اور یہ کہ 'عورتوں سے بہتر سلوک کرو کیونکہ وہ تمہاری پابند ہیں اور خود اپنے لئے کچھ نہیں کر سکتیں چنانچہ ان کے بارے میں خدا کا لحاظ رکھو کہ تم نے انہیں خدا کے نام پر حاصل کیا اور اسی کے نام پر وہ تمہارے لئے حلال ہوئیں ۔ لوگو ! میری بات سمجھ لو ، میں نے حق تبلیغ ادا کر دیا' گویا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو گھر کی ملکہ اور مرد کو بادشہ قرار دیا ۔

یہ قانون فطرت ہے کہ جب کوئی معاشرہ یا قوم بے راہ روی بدکاری گمراہی اور تباہی و معاشی عدم استحکام کا شکار ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے نیک برگزیدہ بندوں کو اصلاح معاشرہ کے لئے بھیجتا ہے ایسا ہی واقع آج سے چودہ سو سال پہلے رونما ہوا جب محسن انسانیب پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایسا لائحہ عمل پیش کیا جو رہتی دنیا تک انسانوں کے لئے مشعل راہ ہو گا اور ہمارا راسخ عقیدہ ہے کہ حضور صلعم خاتم النبیّین ہیں اور اب کوئی پیغمبر یا نبی جہالت اور گمراہی کے اندھیروں سے نکالنے والا پیدا نہیں ہو گا صراط مستقیم پر چلنے کے لئے صرف دو چیزوں کا سہارا لینا ہے حس پر عمل کر کے ہمیں اپنی دنیا و عاقبت سنوارنی ہے اور وہ نایاب و کیمیا نسخے ہیں قرآنی ہدایات اور حدیث وسنت کی پیروی ۔ قرآنی ہدایات اور تعلیمات کو رسول اکرم سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا جاتا ہے کہ رسولِ اکرمؐ کا اخلاق کیسا ہے تو جواب ملتا ہے کہ 'کان خلقہ القرآن' اس میں یہ لطیف نکتہ پوشیدہ تھا کہ آپ کا اخلاق ، اخلاق ربانی تھا ۔ اس کی وجہ ہے کہ جس طرح قرآنی علوم و معارف غیر متناہی ہیں اسی طرح آپ کے انوار و اوصاف جلیلہ غیر متناہی ہیں ۔ چنانچہ موضوع پر بات آگے بڑھانے سے پیشتر ضروری ہے کہ اس حدیث مبارکہ کا ذکر کروں جس میں خود رسول اللہ صلعم نے اپنی تعلیمات کا خلاصہ پیش کیا ہے جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے اخذ کی گئی ہے کہ ایک روز ایک اعرابی نے

Marfat.com

رسول اللہ سے دریافت کیا 'ایمان کیا ھے' رسول اکرمؐ نے جواب دیا کہ ایک اللہ ، اس کے فرشتوں اس کی کتابوں ، اس کے رسولوں ، یوم آخرت ، اور اس حقیقت پر ایمان کہ اچھائی اور برائی سب اللہ کی طرف سے ھے'

پھر اس اجنبی نے پوچھا 'اسلام کیا ھے' رسول نے جواب دیا نماز قائم کرنا ، رمضان میں روزے رکھنا ، بشرط استطاعت حج کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا ۔ اجنبی نے پھر سوال کیا 'احسان کیا ھے' جواب ملا 'تم اس طرح نماز ادا کروں کہ گویا تم اللہ تعالی کو دیکھ رھے ھو اگر یہ نہ ھو سکے تو پھر اتنا خیال رکھو کہ وہ تمھیں دیکھ رھا ھے'

گویا اسلام ایک عظیم الشان عمارت کی مانند ھے جس کی چھت ھمارا ایمان ، نماز روزہ ، حج ، زکوۃ اس کے ستون ھیں اور اس عمارت کی تزئین اور آرائش اسلامی اخـلاق سے کی گئـی ھےـ محمـــد صلی اللہ علیہ وسلّم کی تعلیمات کی نمایاں خصوصیات یہ ھیں کہ ان کا رشتہ زندگی کے ھر شعبہ سے قائم ھےـ وہ انسان کی روحانی زندگی کے ساتھ ساتھ دینوی زندگی کے لئے بھی اصول و قواعد مرتب کرتے ھیں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ راوی ھیں کہ حضور اکرم نے فرمایا 'دوسروں کے متعلق بدگمانی نہ کرو ـ کیونکہ یہ سب سے جھوٹی بات ھے اور کمزوریوں کی تلاش میں نہ رھا کرو ـ اور معاملات میں زیادتی نہ کرو اور کسی سے بحث نہ کرو ـ اور آپس میں بغض و کینہ نہ رکھو ـ اور ایک دوسرے سے منہ نہ پھیرو ـ اللہ کے بندو آپس میں بھائی بھائی بن کر رھو'

گویا حدیث مبارکہ نے ایسی سات معاشرتی برائیوں کی نشاندھی کر کے مومن مرد وعورتوں کو روکا ھے جس کے باعث معاشرے میں افراتفری اور بے چینی پھیلتی ھے اور ان تعلیمات کا مقصد یہ ھے کہ معاشرہ افراط و تفریط کا شکار نہ ھو اور راہ ھدایت کے لئے بھٹکنا نہ پڑےـ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی روشنی میں جب ھم خواتین کی بات کرتے ھیں تو اصلاح معاشرہ میں ان کے کردار سے پہلے ھمیں اسلامی معاشرہ میں ان کی حیثیت کا تعیّن کرنا پڑے گا کہ وہ کیا دائرہ ھے کیونکہ زندگی کے کسی شعبہ کی اس وقت تک بحث مکمل نہیں ھو سکتی جب تک عورت کا تذکـرہ نہ کیا جائے عالم اخلاق کا کوئی پہلو عورت سے جُدا نہیں کیا جا سکتا

Marfat.com

چنانچه قرآن حکیم کی روشنی میں عورت کے مرتبہ اور حقوق و فرائض پر نظر ڈالنا بھی ضروری ہے تاکہ اصلاح معاشرہ میں ان کے کردار کا تعیّن کیا جا سکے۔ قرآن حکیم کی سورۃ النساء میں ارشاد فرمایا گیا کہ

'مرد، عورتوں پر قوام ہیں اس بنا پر کہ اللہ نے ان میں سے ایک دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس بنا پر مرد اپنا مال خرچ کرتے ہیں پس جو صالح عورتیں ہیں وہ اطاعت شعار ہوتی ہیں مردوں کے پیچھے اللہ کی حفاظت و نگرانی میں ان کے حقوق کی حفاظت کرتی ہیں

اس سلسلہ میں سورۃ البقرۃ میں ارشاد ہے کہ 'عورت کے لئے بھی معروف طریقہ پر ویسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے حقوق ان پرالبتہ مردوں کو ان پر ایک درجہ حاصل ہے اور سب پر اللہ غالب اقتدار رکھنے والا اور حکیم دانا موجود ہے؛

اس کے باوجود کہ مرد کو عورت پر فضیلت دی گئی انھیں معاشی استحکام بھی بخشا اور مرد کو عورت کے نان نفقہ کا ذمہ دار ٹھہرایا خواہ وہ بھائی ہو یا باپ ہو یا بیٹا ہو یا شوہر بلکہ بیوی ہونے کے ناطہ حق مہر لازم قرار دیا نیز باوقار زندگی گزارنے کے لئے قانوناً باپ اور شوہر کی جائیداد کا حصہ دار بنایا اور خود عورت کے لئے حصول معاش کی جدوجہد کو جائز قراردیاسورۃ النساء میں ہی حکم دیا کہ

'اور عورتوں کے مہر خوشدلی کے ساتھ ادا کرو' سورہ النساء میں ہی ایک اور جگہ ارشادِ ربّانی ہے 'مردوں کے لئے اس مال میں حصہ ہے جو ماں باپ اور رشتہ داروں نے چھوڑا ہو خواہ تھوڑا ہو یا بہت اور یہ حصہ اللہ کی طرف سے مقرر ہے'

سورۃ النساء ہی میں ایک اور جگہ فرمایا گیا 'اور جو فضیلت اللہ نے تم میں سے ایک دوسرے کو دی ہے اس کی تمنا نہ کرو جو کچھ مردوں نے کمایا اس کے مطابق ان کا حصہ ہے اور جو کچھ عورتوں نے کمایا اس کے مطابق ان کا حصہ ہے ہاں اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کی دعا مانگتے رہو یقیناً اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے'

ان ارشاداتِ قرآنی کی روشنی میں واضع ہو جاتا ہے کہ اسلام میں عورت کو کتنی فضیلت اور مرتبہ حاصل ہے کیا حقوق ہیں ؟ لیکن اسلام نے عورت کو حقوق

Marfat.com

دے کر یک و تنہا نہیں چھوڑا بلکہ ان حقوق کے تحفظ کا انتظام بھی کیا ھے ۔ چنانچہ خواتین کے مرتبہ اور تقدس کے انتظام و انصرام کے لئے اسلام کا قانون پردہ ھے جس سے امہات المؤمنین زوجات رسول اکرم ﷺ بھی مبرا نہیں ۔ سورۃ الاحزاب کی آیت ۳۳ میں زوجات مکرمات کو خطاب کیا گیا کہ 'اپنے گھروں میں ٹک کر رھو اور سابق دور جاھلیت کی سی سج دھج نہ دکھاتی پھرو ۔ نماز قائم کرو ۔ زکوٰۃ دو اور اللہ اس کے رسول کی اطاعت کرو ۔ اللہ تو یہ چاھتا ھے کہ تم اھلِ بیتِ نبی سے گندگی دور کرے اور تمھیں پوری طرح پاک کر دے'

جب امّت کی مائیں قانونِ آلہی کی پابند بنا دی گئیں تو مومن عورتوں کے لئے کوئی گنجائش باقی نہیں رھتی کہ وہ ان احکام خداوندی سے گریز کریں یہاں پردہ کے ضمن میں سورۃ النور کی آیت ۳۱ کا حوالہ دینا چاھوں گی کہ جس سے ظاھر ھوتا ھے کہ اسلام میں پردہ رکاوٹ نہیں بلکہ عورت کے احترام میں اضافہ کا باعث ھے

اور اے نبی ، مومن عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاھوں کی حفاظت کریں اور بناؤ سنگھار نہ دکھائیں بجز اس کے جو خود بخود ظاھر ھو جائے ۔ اور اپنی سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رھیں ۔ وہ اپنا بناؤ سنگھار نہ ظاہر کریں ۔ مگر ان لوگوں کے سامنے شوھر ، باپ ، شوھروں کے باپ ، اپنے بیٹے ، شوھروں کے بیٹے ، بھائی ، بھائیوں کے بیٹے ، بھنوں کے بیٹے ، اپنے میل جول کی عورتیں اپنے مملوک وہ زیر دست مرد جو کسی قسم کی غرض نہ رکھتے ھوں اور وہ بچے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے ابھی واقف نہ ھوئے ھوں وہ اپنے پاؤں زمین پر مارتی ھوئی نہ چلا کریں کہ اپنی جو زینت انہوں نے چھپا رکھی ھے اس کا لوگوں کو علم ھو جائے ۔ اے مومنون ، تم سب مل کر اللہ سے توبہ کرو ۔ توقع ھے کہ فلاح پاؤ گے ۔

یہ شرعی پردہ ھے جس میں کہیں عورت کو بناؤ سنگھار معاشرتی رویوں کی روک نہیں بلکہ میانہ روی اور اعتدال کے ساتھ ھر قسم کی آزادی ھے حضورِ اکرم ﷺ کا ارشاد ھے کہ عورت پوشیدہ رکھے جانے والی مخلوق ھے جب وہ گھر سے نکلتی ھے تو شیطان اس کی طرف جھانکتا ھے

Marfat.com

بحث کو آگے بڑھانے سے پہلے اس ضمن میں اتنا اور کہونگی کہ مرد اور عورت مل کر کائناتِ عشق کی تخلیق کرتے ھیں ۔ عورت زندگی کی آگ کی خازن ھے وہ انسانیت کی آگ میں اپنے آپ کو جھونکتی ھے اور اس آگ کی تپش سے ارتقاء پذیر انسان پیدا ھوتے ھیں ۔ اس عشق میں جو صلاحیت تخلیق اور ذوقِ تخلیق حیات نے عورت کو عطا کیا ھے اس کی وجہ سے خلوت لازم آتی ھے ۔ یہی حجاب کا راز ھے ۔ اور پردے کا فلسفیانہ جواز کہ خلوت اور کم آمیزی میں زندگی کی بنیادی حقیقتیں روشن ھوتی ھیں ، حیاء اسلام کے طریقوں میں سے ھے ۔ ھر مذھب کی ایک خاص خصلت ھوا کرتی ھے اور اسلام کی خصلت حیا ھے ۔ حیا خوبی ھے ۔ اور عورتوں میں اس کا ھونا زیادہ خوبی ھے حیاء عورتوں کا بہترین زیور ھے اور پردہ اس زیور کو تحفظ فراھم کرتا ھے ۔

پردے کی اس پابندی کے باوجود ھم دیکھتے ھیں کہ اسلام میں روحانیت کا رنگ سب سے پہلے عورت پر آیا ۔ حضرت خدیجة الکبریٰؓ ایمان لانے والی پہلی عورت ھیں ۔ صحابیات میں بھی تقویٰ و عبادت کا خاص رنگ محسوس ھوتا ھے کہ انہوں نے اسلام کے لئے کیسے کیسے شدائد برداشت کئے ۔ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا تو کفار نے انہیں سخت اذیتیں دیں مگر انہوں نے راہ راست سے منہ نہ موڑا ۔ حضرت امام شافعی نے حضرت سیدہ نفسیہ سے استفادہ کیا ۔ امام مالک بھی ایک خاتون کے علم سے فیضاب ھوئے ۔ حضرت عائشہ صدّیقہ کو دیکھئے کہ راویۂ حدیث بنیں ۔ جتنی حدیثیں حضرت عائشہؓ سے مروی ھیں اتنی عام مرد صحابہ سے بھی نہیں ۔ تعلیمی میدان میں خواتین نے ترقی کی ۔ لیکن اسلام نے کوئی پابندی علم کے حصول پر عائد نہیں کی بلکہ ھر مسلمان مرد اور عورت پر علم کا حاصل کرنا فرض قرار دیا ۔ خواتین نے غزوات اور جنگوں میں زخمی سپاھیوں کی مرھم پٹی کی ۔ عورت ھی نے زراعت کا آغاز کیا ۔ تجارة شروع کی ۔ اون کاتا ۔ مٹی کے برتن بنانے کو وسیلۂ معاش بنایا فلسفہ کی بانی جرھانہ جس کی مہارت علوم ریاضیہ میں اپنا نظیر نہیں رکھتی نیز فلکیات میں عورتوں کے انکشافات سے کس کو انکار ھو سکتا ہے ۔

غرض احکام پردہ کا خالص اسلامی نظریہ عورت کے رتبہ میں کمی کے لئے

Marfat.com

نہیں بلکہ تقسیم کار کے اصول کے مدنظر وضع کیا گیا ہے اور عورت کا اثبات خودی اور استحکام خودی اسی میں مضمر ھے کہ وہ فطری قوانین کے مطابق اپنے فرائض امومیت انجام دے اور اپنی عزت نفس برقرار رکھتے ہوئے نسل انسانی کی بقاء کی ذمہ داری بحسن و خوبی انجام دے اور اپنی نسوانیت کی حفاظت کرے۔

رسول اللہ صلعم کی تعلیمات کی روشنی میں خواتین کے حقوق و فرائض کی بحث کے ساتھ ہی معاشرہ میں ان کی حیثیت کا تعین بھی ضروری ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ عورت جو مقدّس اور برگزیدہ ہستی ہے ، جو اپنی پاکیزہ محبت سے عشق خداوندی کی طرف رہنمائی کرتی ہے اصلاح معاشرہ کا فریضہ کیسے انجام دے سکتی ہے۔ عورت قدرت کا بخشا ہوا وہ حسین تحفہ ہے جو اس کائنات کے تمام رنگوں کو اپنی ذات میں سموئے ہوئے ھے اس کے وجود میں پھولوں کی سی خوشبو اور نرم ہواؤں کا سا گداز پایا جاتا ھے عورت ھی وہ صدف ھے جو انسان کو گوہر بناتا ھے اسی کے توسّط سے نسلیں پروان چڑھتی ھیں یہ نسلیں آگے چل کر دنیا کو مسخّر کرتی ھیں۔ اچھی عورت اچھی نسل کو جنم دیتی ھے وہ ماضی کی امین ہے۔ حال کی مشاطہ ھے۔ اور مستقبل کی ضامن ، خوربصورت ، اور پررونق کامیاب زندگی کا تصور عورت کے وجود کے بغیر ناممکن ھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو خلافتِ ارضی کے لئے پیدا فرمایا تو حضرت حوّاؑ کو ان کے سکون کی ضمانت ، محبت و رواداری کے جذبات کا امین ٹھرایا۔ یہیں سے روئے ارضی پر عائلی زندگی کا آغاز ہوا اور ایک خاندان کی بنا پڑی۔ اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کی ازواجی زندگی میں شوھر کو بڑا مقام دیا۔ اسلامی نظریۂ حیات میں بیوی کا اپنے شوھر کو راضی رکھنے کو عبادت کہا حتیٰ کہ 'ھن لباس لکم و انتم لباس لھُنّ' یعنی 'وہ تمہارے لباس ھیں اور تم ان کے لباس' سے زیادہ پر لطف استعارہ اور بہترین تبصرہ مرد و زن کے تعلقات پر ممکن نہیں۔ اسلام نے زندگی کے نشیب و فراز میں مرد اور عورت کو ایک دوسرے کا معاون و مددگار ٹھہرایا اُس سے آگے بڑھیں تو عورت کی حیثیتِ عظیم کی دلیل یہ فرمان رسول ھے۔

'الجنة تحت اقدام الامہات'

Marfat.com

یعنی جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ھے۔

یہ صرف عورت کی اھمیت و عظمت کا اظہار ھے بلکہ فریضہ امومیت کا احساس بھی دلایا گیا ھے ماں کی مثال اس جوھری کی سی ھے جو پہاڑوں سے پتھر تلاش کر کے لاتا ھے پھر اپنی دن رات کی سخت محنت و کاوش سے انہیں تراش کر بیش بہا قیمتی کھلونے بناتا ھے۔ وہ ایک خاندان کی تعلیم و تربیت میں بنیادی کردار ادا کرتی ھے اور کسی خاندان کی اعلیٰ تعلیم اور عمدہ تربیت ھی ایک بہترین معاشرے کی تشکیل کی ضامن ھے۔ بحیثیت ماں اس کا نصب العین افلاطون کے سے مکالمات لکھ کر علم و فضل کا سکّہ جمانا نہیں بلکہ وہ ایک ایسے شخص کی ماں بنے جو شرار افلاطوں کو توڑ سکے اور اگر کسی عورت کے بطن سے ایک سچا شخص پیدا ھو جائے جو حق کی خدمت کرنا اپنی زندگی کا مقصود بنا لے تو گویا اس عورت نے اپنی زندگی کا منشا پورا کر دیا۔

عورت ماں بننے پر مقدس قرار دی گئی اور اولاد کے لئے اس کی فرمانبرداری اور تابعداری کو اولین شرط قرار دیا گیا۔ بہن کا صاف ستھرا نام دیا گیا تو اس پاکیزہ رشتہ کا احترام لازم قرار دیا گیا اور جب یہی عورت بیٹی بنی تو قابل شفقت و محبت قرار پائی۔ انہیں زندہ درگور کرنے کی نہ صرف ممانعت کی گئی بلکہ واضع اعلان کر دیا کہ جو شخص اس حق کو چھیننے کی ناپاک جسارت کرے گا روز قیامت اس سے باز پُرس ھو گی۔ ان کی پرورش کرے اور حسنِ سلوک سے پیش آنے والے کو اجر عظیم کی نوید دی گئی۔

عام طور پر عورت کی چار روپ ھوتے ھیں یعنی ماں ، بہن ، بیوی ، اور بیٹی ، جس کا عملی نمونہ سیرت فاطمۃ الزھرا ہے اگر وہ امام دوجہاں نبی الرحمت کی صاحبزادی ھیں تو حضرت علیؓ جیسے دلیر و جانباز خلیفہ کی زوجہ بھی ھیں جن کی کل جائیداد ایک تیغ آبدار اور ایک زرہ تھی پھر انہیں حسن و حسین کی والدہ ھونے کا شرف بھی حاصل ھے جس میں سے ایک نے امت میں فتنہ و فساد کا سدباب کرنے کے لئے تاج و تخت پر لات مار دی اور دوسرا حق و صداقت کی حمایت میں کربلا کی تپتی ریت پر شہید ھو گیا۔ گویا سیرتِ فاطمہ مسلمان عورت کے لئے افضل ترین اور

Marfat.com

مکمل ترین نمونہ ھے جس کے بعد کسی تقلید یا پیروی کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی۔

اب میں آتی ہوں موضوع کے آخری حصّہ کی طرف جہاں مجھے اصلاحِ معاشرہ میں خواتین کے کردار کی وضاحت کرنی ھے ۔ اب تک جن حقوق و فرائض کا ذکر اور عورت کی حیثیت پر بحث ہوئی ھے اس سے نتیجہ یہ نکلتا ھے کہ جس معاشرہ کی پہچان یہ ہے کہ اس میں عورت کو وہ تمام حقوق عطا ہوں جو اسلام کی طرف سے ودیعت کردہ ھیں یعنی گھر میں ملکہ اور مملکت میں مالکہ ۔ کیونکہ زندہ قوموں کی پہچان ان کی نیک بخت صالح ماؤں کے کردار سے ہوتی ھے مگر افسوس یہ ھے کہ جو حقوق ھادئی برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا کیئے وہ بہترین ہونے کے باوجود نافذ نہ ہو سکے ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آج عورت ان حقوق کے حصول کی جد و جہد میں آزادی کے نعرے بلند کر رہی ھے جس سے فتنہ و فساد پھیل رہا ھے ۔ مغربی چمک دمک نے اس کی نگاھوں کو خیرہ کر دیا ھے اور اس نے منفی نقطۂ نظر اپنا لیا ھے آج کی جدید دنیا میں آزادی نسواں کی خواھاں ماں اپنے لخت جگر کی آرائش و زیبائش کا تو روایتی طور پر خیال رکھتی ھے لیکن اس کی روحانی تربیت کی رتی بھر پرواہ نہیں کرتی جدید معاشرے نے عورت کی حد سے بڑھی ہوئی آزادی کی خواہش نے اُسے چراغِ خانہ سے چراغِ محفل بنا دیا ھے ۔ وہ اسلامی فلسفہ حیات کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں نہ اسے گھر کی فکر ھے ، نہ شوھر سے غرض ، نہ اولاد کی پرواہ ، وہ تو بس مرد کے مدِمقابل کھڑی ہو کر اس سے سبقت لے جانے کے لئے کوشاں ھے اور یہیں وہ مات کھا گئی ھے جس سے اس کا تقدس پامال ، سماجی تشخص کی بدنامی اور اجتماعی و انفرادی بے چینی اور عدمِ تحفظ کا شکار ہوئی ھے ۔

حالانکہ عورت پر یہ گراں ذمہ داری عائد ہوتی کہ بحیثیت فرد امّتِ مسلمہ وہ اصلاحِ معاشرہ کرے ۔ کیونکہ عورت کی فطرت میں صبر ، ھمدردی ، سادگی ، ایثار و قربانی اور وحدت فکر و عمل مرد کی نسبت زیادہ ھے ۔ مرد ایک ساز ھے جو عورت کی درد بھری مضراب سے پیدا ہوتا ھے ۔ عورت اگر ماں ھے تو اپنے بیٹوں میں ، بہن ھے تو بھائیوں میں اسلامی شعار ، ذھنی و جذباتی ھم آھنگی اور جذبۂ ملّی پیدا کر سکتی ھے ۔

Marfat.com

اس تمام بحث کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ عورت بالترتیب ماں ، بیوی ، بہن اور بیٹی کی صورت میں معاشرہ کے لیے مشعلِ راہ بن سکتی ہے ماں کے روپ میں اگر وہ اپنی اولاد کو پر اعتماد ، پرامن اور پاکیزہ ماحول میں تربیّت دے تو معاشرے میں بدقماش اور شرپسند عناصر کی کمی ہو سکتی ہے کیونکہ پُرامن ماحول کی آغوش میں پرورش پانے والا بچہ یقیناً ملک و قوم کا امن پسند اور نیک دل شہری ہو گا وہ خودی کا پیامبر ہو گا اور معاشرے پر بوجھ بننے کی بجائے معاشرت کا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھانے کی سکت اور حوصلہ رکھے گا ۔ گویا ایسا فرد معاشرے کی تعمیر و ترقی میں قیمتی ہیرے سے کم نہیں خدارا بن جائیے وہ ماں جو خالد بن ولید ، حسن و حسین ، موسیٰ بن اشعری ، بلال حبشی ، طارق بن زیاد ، محمد علی جوہر اور محمد علی جناح جیسے سپوتوں کو جنم دے ۔ قوم کو دیجیئے ایسے بچے جو ببانگ دہل اعلان کر سکیں کہ چالیس دینار میرے لباس میں سلے ہوئے ہیں ۔ نکل آئیے اس 'غفلت کوتاہی اور لاپرواہی کے اندھیروں سے کہ کہیں کوئی چنگیز خان ، ہلاکو ، میر جعفر اور میر صادق آپ کی آغوش میں پلنے نہ پائے ۔ عمل کیجیئے اس سنتِ رسُولِ پر کہ 'جب تمہارے بچے بولنا سیکھیں تو پہلے اللہ کا نام یاد کراؤ' نسل انسانی کو اس دور میں تباہ کن اخلاق سوز حرکات سے بچائیں ۔ بچے میں سادگی پیدا کریں ۔ ان کو ڈاکٹر ، انجینئر اور پائلٹ بنانے سے پہلے اسلامی شعائر ، آداب محفل ، شجاعت ، امانت ، صداقت بڑوں کے ادب اور تقویٰ کی تعلیم دیجیئے ۔ کیونکہ شریعت مطہرہ میں جہاں ماں باپ کے حقوق کو بہت زیادہ اہمیت ہے وہیں ہم پر یہ لازم کیا گیا کہ ہم اللہ تعالیٰ جلّ شانہ کی عطا کردہ نعمت اولاد کے حقوق کا بھرپور خیال رکھیں ۔

بیوی کی صورت میں اپنے شوہر کی حیثیت سے بڑھ کر مطالبات پیش نہ کریں کیونکہ شرعی نقطہ نگاہ سے صرف وہی مال مستحسن ہے جو جائز طریقہ سے کمایا جائے اور جائز طریقہ سے خرچ کیا جائے ، ناجائز تقاضے رشوت ستانی ، ذخیرہ اندوزی قتل و غارتگری اور دیگر معاشرتی جرائم جنم دیتے ہیں ۔ دنیا کا امن وامان اسی صورت میں ممکن ہے جب معاشرتی برائیوں کی روک تھام ہو اور اگر کسی ایک عورت نے کسی ایک مرد کو برائی سے بچا لیا تو وہ سمجھ لے کہ امن و سلامتی اور معاشرے کی بہتر تشکیل کی کوششوں میں اس نے اپنا حق ادا کر دیا ۔ چنانچہ اصلاح

Marfat.com

معاشرہ کے لئے اچھی ماؤں وفا شعار بیویوں نیک بہنوں اورفرمانبردار بیٹیوں کی ضرورت ھے جو ھر نئی نسل کی پرورش اورتعلیم و تربیت صحیح انسانی اور اسلامی خطوط پر کر سکیں۔

انسانی ضمیر بہترین آئینہ ھے۔ ھم سے ھر خاتون اس آئینہ میں اپنے خد و خال دیکھے۔ اپنا محاسبہ کرے۔ اپنی صلاحیتوں کی روشنی میں اپنے ضمیر باطن کو جھنجھوڑے اور ضمیر جو بھی جواب دے ، اس کی روشنی میں لائحہ عمل مرتب کرے تمام سماجی برائیوں غیر اخلاقی اور غیر شرعی رسومات کے خلاف جہاد میں عملی طور پر حصہ لے اور اس وقت تک چین سے نہ بیٹھے جب تک معاشرہ کو ان عوامل ، برائیوں اور سرگرمیوں سے آئینہ کی طرح پاک نہ کر لیں۔ اس کے لئے ضروری ھے کہ تعلیماتِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرے۔ آپ صلعم کے ھر حکم کی تعلیم کریں اور آپ صلعم کے کسی فرمان پر شکوہ و شکایت زبان پر نہ لائیں۔ اللہ تعالیٰ نور یقین سے ھماری تائید فرمائے اور مولائے کل رسالتِ مآب کے تذکرہ شریفہ سے ھمارے دل کو منور کرے۔ آمین۔

اللہ کا درود و سلام ھو محمدؐ پر۔ ھمارا درود و سلام ھو محمدؐ پر۔ آل محمدؐ پر۔ اے الٰہی ھمارا ھر کام درِ محمدؐ سے ھو۔ اے اللہ ھمارا ھر عمل محمدؐ رسول اللہ کے عمل کی طرح ھو۔ دم مرگ ھمارا سر ھو محمد کا در اور ھمارا ورد ھو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

اے کہ تیرا جمال ھے رونق محفل وجود
اے کہ تیرا وجود ھے دونوں جہان کی نمود
اے کہ تیرے قدم سے ھے نظم جہاں ھست وبود
تجھ پر درود و سلام تجھ پر سلام ودرود

Marfat.com

بیگم منوّر پرواز

اصلاحِ معاشرہ میں عورت کا کردار
سیرت نبویؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں

کائنات انسانی ظلم و عصیان کے سمندر میں ڈوبی ہوئی ہے اور دن رات بڑی تیزی کے ساتھ تباھی اور بربادی کے جہنم کی دھکتی ہوئی آگ میں اپنے آپ کو ڈالے چلی جارھی ہے ، جس سے دنیا بھر کے عقلمند ، فلسفہ دان اور مصلحین قوم دم بخود ھیں اور کسی کو کچھ سمجھ نہیں آتا کہ اس عظیم خرابی اور فساد کا علاج کیا ہے

کائنات کا ذرہ ذرہ پکار کر کہہ رہا ہے کہ 'انا المسموم ، انا المسموم مجھے زھر کھا گیا ، مجھے زھر کھا گیا ، مگر عقل سر پر کھڑی رو رھی ہے کہ اس کا نہ کوئی علاج ہے نہ کوئی تعویذ !

لیکن ملّتِ اسلامیہ کی صورت حالات دوسری ہے کہ انکے پاس اس زھر کا تریاق اور اس مہلک مرض کا شافی علاج موجود ہے بشرطیکہ کوئی فرد یا جماعت اس کو لیکر مرض کا مداوا شروع کر دے اور وہ علاج ہے قرآن حکیم کا نور اور قرآن حکیم کی ھدایت و تعلیم !

مسلمان اس شمع ھدایت کو ھاتھ میں لیکر دنیا بھر کی ظلمتیں اور مشرق و مغرب کی تاریکیاں دور کر سکتا ہے اور تمام روحانی ، معاشرتی ، سیاسی ، تمدنی ، عمرانی ، سماجی اور اخلاقی کمزوریوں اور خامیوں کو پوری شفا کامل عطا کرنے کا دعویٰ کر سکتا ہے۔

اور دوسری چیز ہے ، حاملِ قرآن اور مہبطِ وحی الٰہی حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیّبہ ! آپکی سیرت طیبہ سے تابانی اور درخشانی حاصل

Marfat.com

کرنے سے تمام کائنات کی ظلمتیں دور ہو سکتی ہیں ۔ آپکی سنت مطہرہ کے اتباع سے معاشرہ کی ہر قسم کی خرابیاں بدعنوانیاں اور بداطواریاں اور بدکرداریاں حرف غلط کی طرح مٹ سکتی ہیں ۔

سورۂ الاعراف کی آیت نمبر ۱۵۶ ، ۱۵۷ میں ارشادِ باری ہے :

ترجمہ : 'اللہ کی رحمت ان لوگوں کا حصّہ ہے جو اس پیغمبر ، نبی امّی صلی اللہ علیہ وسلم جس کا ذکر تورات اور انجیل میں لکھا ہوا ملتا ہے ، رسول کی صفات حسب ذیل ہیں'،

وہ لوگوں کو نیکی کا حکم دیتا ہے ، بدی سے روکتا ہے ، عمدہ پاک اور صاف ستھری چیزیں ، اچھی اچھی باتیں ان کے لئے جائز اور حلال قرار دیتا ہے ، بری اور ناپاک چیزیں اور بری بری باتیں ان کے لئے حرام اور ناجائز قرار دیتا ، مذہبی رہنماؤں کے خود ساختہ اصول وقواعد اور ظالم و جابر حکام کے جور و استبداد کو جس کے بوجھ کے نیچے انسانیت دبی چلی آرہی ہے ، اسکو سر سے اتار پھینکتا ہے اور ان زنجیروں کو توڑ کر رکھ دیتا ہے جن میں انسانیت جکڑی ہوئی ہے اور اس طرح انسان کو فکر و عمل کی صحیح آزادی عطا کرتا ہے کہ وہ اللہ کی حدود کا پاس رکھتے ہوئے اپنی جدوجہد سے جس مقام تک پہنچنا چاہے پہنچ سکے ، اس کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

لہذا جو لوگ اس کی نبوت پر ایمان لے آئیں اور اسکے پیش کردہ پیغام (جسمیں مندرجہ بالا دفعات شامل ہیں) کو جاری و ساری کرنے میں اسکی مدد کریں اور مخالفین کے لئے روک بن کر اسکی مدافعت کریں اور مقاصد بالا حاصل کرنے کے لئے اس روشنی کو اپنے لئے چراغ راہ بنائیں جسے اس رسول کی طرف نازل کیا گیا ہے تو یہی لوگ ہیں جو دین و دنیا میں کامیابی اور کامرانی کی منازل طے کر کے فلاح حاصل کریں گے

یہی وجہ ہے کہ اسلام نے مسلمان کا اہم‌ترین فریضہ 'اصلاح کا عمل' قرار دیا ہے جس طرح ایک ماہر اور تجربہ کار ڈاکٹر کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے مریض کی ہر تکلیف اور پریشانی دور کرے ، اسی طرح امّتِ مسلمہ کے ہر فرد، کی ڈیوٹی ہے

Marfat.com

که معاشره میں جہاں کہیں اسےخرابی یا خامی نظر آئے اسکو دور کرنے کے لئے کمر بستہ ہو جائے۔

معاشرہ کے اہم طبقات چار ہیں جن کے ہاتھ میں معاشرہ کے ہر قسم کے معاملات کی باگ ڈور ہوتی ہے۔
(۱) دانشور (۲) خداپرست اور روحانی رہنما (۳) حکومت (۴) خود معاشرہ

قرآن کریم نے ان چاروں عناصر کے ذمہ اصلاح کا فریضہ مساوی طور پر لگا دیا ہے

۱ ۔ دانشور ، خداپرست اور روحانی رہنما

لَوْ لَایَنْهَاهُمُ الرَّبَّانِیُّوْنَ وَالاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ط لَبِئْسَ مَاكَانُوْا يَصْنَعُوْنَ

'کیوں نہیں روکتے ان کو خداپرست اور دانشور لوگ ناجائزکہنے اور حرام کھانے سے ، بہت بری بات ہے جو وہ کرتے ہیں '

(المائدة ٦٣)

اَحْبَارُ ۔ اسمیں علماء فضلاء ، صحافی ، شعراء ادیب اور فلاسفر شامل ہیں ۔ قرآن حکیم نے ان کو 'احبار' کہا ہے یعنی سیاہی استعمال کرنے والے لوگ ۔

رَبَّانِیُّوْنَ ۔ خدا پرست لوگ جو خدا سے تعلق رکھتے ہیں ، روحانیت کے علمبردار ، صوفی ، دینی رہنما جو خدا اور رسول کے احکام سناتے ہیں ۔

اخلاقی درستی کی بنیاد دو چیزوں پر ہے صدق مقال اور اکل حلال ، سچ بولنا اور حلال کھانا ۔

جھوٹ بولنے اور غلط بیانی کرنے اور گفتگو ، بات چیت میں ہر قسم کے ناجائز طور طریقوں کو اختیار کرنے سے روکنا ، ناجائز طریقه سے مال حاصل کرنے ، ہر قسم کے ذرائع اور وسائل اختیار کرنے سے منع کرنا ، ان دو طبقات کی ذمہ داری ہے ۔

'اور چاہئے کہ تم میں ایک ایسی جماعت رہے جو نیک کام کی طرف بلاتی رہے اور

Marfat.com

اچھے کاموں کا حکم کرتی رہے اور برائی سے منع کرتی رہے اور یہی لوگ اپنی مراد کو پہنچنے والے ھیں'

(ال عمران ، ۱۰۴)

حکومت کی ذمّہ داری ۔

ان تین طبقات کو قوّت اور طاقت دینے کے لئے حکومت کے ذمہ بھی یہ فرض لگا دیا گیا ہے

'وہ ایسے لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو زمین میں غلبہ عطا کر دیں تو وہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں ، نیکی کا حکم کرتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں'(الحج ۴۱)

اس مضمون میں ، معاشرہ کے ایک اہم حصہ یعنی خواتین کے سپرد اصلاح معاشرہ کی ذمہ داریوں کا ذکر کرونگی

اسلام ایک علمگیر مذہب ہے اور ساری کائنات انسانی کے لئے اصلاح و ھدایت کا پیغام لے کر آیا ہے اس دین کے ماننے والوں کا فریضہ ہے کہ وہ راہ راست سے بھٹکے ہوئے انسانوں کو جیسے بھی بن پڑے ، سمجھا بجھا کر صراطِ مستقیم پر ڈالنے کی سعی کریں

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مقدس میں فرمایا ہے

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

(ال عمران ۱۱)

'تم ایک بہترین امت ہو ، لوگوں کی اصلاح کے لئے پیدا کئے گئے ہو ، نیکی کا حکم دیتے ھو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو'۔

یہ آیت مسلمانوں کی تخلیق کا مقصد جس وضاحت سے بیان کر رہی ہے وہ ہر ایک کی سمجھ میں آنے والی بات ہے اور اس امت کی عظمت اور برتری کی بنیاد جن باتوں پر رکھی گئی ہے وہ بھی اس آیت سے آشکارا ہے

اس امت کا طرۂ امتیاز ہی یہ ہے کہ سارے عالم کی رہبر اور ساری دنیا کے

Marfat.com

انسانوں کے لئے اخلاق و اعمال ، اعتقاد وکردار اور معاملات میں نمونہ ہو جسطرح محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلّم تمام نبیوں میں ممتاز ھیں اسی طرح آپ کی امت بھی ساری امتوں پر فضیلت رکھتی ہے

یہ سوچنے کا مقام ہے کہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے کیا مقام عطا کیا ہے کہ انہیں تمام اقوام پر برتری اور فضیلت دی ، اس برتری اور فضیلت کے حق دار مسلمان تب ہی رہ سکتے ھیں جبکہ وہ اپنے فرائض کو پہچانیں جو خداوند قدوس نے ان کے ذمے لگائے ہیں ۔ پہلے اپنا محاسبہ کریں ، اپنے اعمال کو درست کرین ، اپنے اقوال کو ہم رنگ بنائیں ، پھر ہی کسی دوسرے کو اچھے کام کی تلقین کریں اور برے کام سے روکیں

اچھے کام کرنے کا حکم اور برائی کی مخالفت اتنی اہم ذمہ داری اور اس قدر عظیم الشان کام ہے کہ قرآن پاک نے اس میں مردوں کے ساتھ عورتوں کو بھی برابر شریک کیا ہے امر بالمعروف ، نہی عن المنکر کا فریضہ سر انجام دینے کی ہر دو عناصر میں ذرہ بھر امتیاز روا نہیں رکھا

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (التوبة ـ ۷۱)

'ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں ایک دوسرے کی مددگار ہیں نیک بات سکھاتے ہیں اور بری بات سے منع کرتے ہیں ، نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوۃ ادا کرتے ہیں ، اللہ اور اسکے رسول کے حکم پر چلتے ہیں'

اور پھر ان راستوں پر چلنے والوں کے لئے اللہ کا انعام ہے
أُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۔ (التوبة ۷۱)

'وہی لوگ ہیں جن پر اللہ رحم کرے گا بے شک اللہ زبردست حکمت والا ہے '

معلوم ہوا ، اللہ تعالیٰ کی نوازشوں اور انعامات کا مستحق وہی مسلمان مرد یا عورت ہے جو اپنے شب و روز امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں گزارتا ہے اور اس فریضہ کو ادا کرنا ہر چیز پر مقدم گردانتا ہے ۔

Marfat.com

اس آیت کریمہ کی روشنی میں خواتین ملت کا فریضہ ہے کہ وہ قوم کو برائیوں سے چھڑا کر نیکیوں کی شاہراہ پر ڈالنے کی جدوجہد کریں ، اللہ کے حقوق کو ادا کریں ۔ خدا نے جو بندوں کے حقوق بندوں کے سپرد کیئے ہیں انہیں احسن طریق سے پورا کریں

اعلان حق مسلم کا خصوصی فرض ہے اس معاملے میں اسکو مطلق کسی کی پرواہ نہیں کرنی چاھیئے اس لیے رسول کریم ﷺ کو حکم الہی تھا

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ
(حجر ، آیت ۹۴)

'آپ کو جسکا حکم دیا گیا ہے اسے صاف کہہ دیں '

کیا ھمارا عام مشاہدہ نہیں ہے کہ جن لوگوں نے 'امر بالمعروف اور نہی عن المنکر' کو ترک کر دیا ، اور وہ برائیوں میں مبتلا ھو گئے ، حق کے راستے سے ہٹ گئے ، رب العزت نے ان کو اس دنیا میں ظاہری طور سے اور معنوی نقطۂ نظر سے ان کے اعمال کا اجر ان کے ھاتھ پر رکھ دیا ۔

بنی اسرائیل جو ایک عظیم المرتبت قوم تھی ، جب ان لوگوں نے کفر و عصیان اور جور و تعدّی کو اپنا لیا اور برائیوں سے خود رکنا اور دوسروں کو روکنا ترک کر دیا تو ربّ العزت نے ان کو تباہ و برباد کر دیا اور وہ آج تک فضلِ الٰہی سے محروم سرگرداں ہیں ۔

اہل کتاب کے ان لوگوں کو قرآن حکیم نے بہت سراہا ہے جو رب العزت کے آگے سر جھکاتے ہیں ، اسکی آیتوں کو پڑھتے ہیں ، اور اس پر اور یوم آخرت پر یقین رکھتے ہیں ، نیکیوں کا حکم کرتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں

اس کام کے لئے قرآن ہی سے معلوم ھوتا ہے کہ ایک مخصوص جماعت ایسی رہنی چاھیے جو خاص طور سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تبلیغ کرتی رہے ۔ اور اس راستے میں کسی کی کوئی پرواہ نہ کرے ۔ اس کی نگاہ ہر وقت یہ جائزہ لیتی رہے کہ امت اور انسانوں کے رجحانات کدھر ہیں اور جب کبھی احکام خداوندی میں

Marfat.com

سستی ، غفلت اور بے پروائی دیکھے تو فوراً ٹوکے اور گمراہ ہونے والوں کو صراط مستقیم کی تعلیم دیتی رہے ۔

چونکہ ہمارا موضوع سیرت نبوی کی روشنی میں اصلاح معاشرہ میں عورت کا کردار ہے ۔ اس لیے اس موضوع کی طرف رجوع کرتے ہوئے کہ سرورِ کائنات کے ارشاداتِ عالیہ اور سنت مبارکہ کے پیشِ نظر عورت کو اس سلسلہ میں کیا قدم اٹھانا چاہیئے اور ایک مسلمان عورت اس اہم اور ضروری ذمّہ داری سے کس طرح عہدہ برا ہو سکتی ہے ۔ اس مقصد کے لئے ہمیں دور جانے کی ضرورت نہیں ہمارے سامنے رسولِ خدا ﷺ کا وہ طریق عمل موجود ہے ، جو انہوں نے تزکیۂ نفس یا تربیت خودی کے لئے اختیار فرمایا اور جو قرآن حکیم کی چند آیتوں میں کلمات کے تقدم و تأخر سے یوں بیان کیا گیا ہے ۔

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیِّیْنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیَاتِه وَیُزَکِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ ۔

(الجمعة آیت ۲)

'وہی ہے جس نے امیوں کے اندر ایک رسول خود انہی میں سے اٹھایا ، جو انہیں اسکی آیات سناتا ہے ، انکی زندگی سنوارتا ہے اور انکو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے'

آپ کی تعلیم نے افراد ملت میں گناہ سے اس قدر نفرت پیدا کر دی تھی کہ گناہ کو وہ لوگ اپنے جسم پر ایک نجاست یا بدن پر ایک دردناک پھوڑا تصوّر کرنے لگے تھے اور اس سے نجات حاصل کرنے کے لئے 'جان' قربان کرنے میں بھی دریغ نہیں کرتے تھے اور آج غیر قرآنی معاشرہ میں جسطرح لوگ گناہ سے محظوظ ہوتے ہیں اور اس کے بجا لانے کے لئے ہر قسم کے وسائل اختیار کرتے ہیں ، اس کی سزا سے بچنے کے لئے زور ، زر ، زمین ہر قسم کی قوت خرچ کرنے کے لئے ایسے ایسے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں کہ شیطان بھی لرز جاتے ہیں۔اس وقت لوگ گناہ سے بچنے اور گناہ کی نجاست سے اپنے جسم پاک کرنے کے لئے ہر طرح کی جدوجہد کرتے تھے ۔ بار بار حدود نافذ کرنے والے افراد اور اداروں کے چکر لگاتے تھے اور جب تک وہ گناہ کی خباثت سے

Marfat.com

اپنے جسم و جان کو طاہر نہیں کر لیتے تھے ، چین کی نیند انکی آنکھوں پر حرام ہوتی تھی ۔ اس سلسلہ میں عہدِ نبوّی کا صرف ایک واقعہ پیش کرتی ہوں جس سے بیان کردہ بالا حقائق کی پوری شہادت حاصل ہو سکتی ہے

سلیمان بن برید نے روایت کیا کہ حضـور ﷺ کے پاس قبیلۂ غا مِد کی ایک عورت آئی اور پکار پکار کر کہنے لگی ، 'یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ طَهِّرْنِیْ ' اے رسول خدا مجھے پاک کریں ، مجھے پاک کریں ، تو رسول خدا ﷺ نے اپنا رخ مبارک دوسری جانب موڑ دیا ۔ تو وہ عورت دوسری جانب آ کر کھڑی ہو گئی اور اپنے الفاظ دہرانے لگی تو حضور نے فرمایا کہ بی بی جاؤ اگر تم سے کوئی غلطی سرزد ہوئی ہے ، تو اللہ کے حضور توبہ کرو اور اپنے گناہ کی معافی مانگ لو اللہ معاف کرنے والا ہے ۔ لیکن اس عورت کی پاکیزگئی نفس کی خواہش اور گناہ کی کدورت سے اسکی نفرت اس قدر شدید تھی کہ وہ حسرت سے کہنے لگی کہ کیا آپ مجھے اس طرح ناکام اور نامراد واپس کر دینا چاہتے ھیں جس طرح ماعز بن مالک اسلمی کو واپس کر دیا تھا (ماعز اسلمی بھی جرم زنا کا اقرار کر کے حد لگوانے کے خواہشمند تھے اور حضور نے ان کو واپس جانے کی ہدایت کی تھی) عورت کے پے در پے اصرار کے بعد حضور ﷺ نے دریافت کیا کہ بتا تیرا معاملہ کیا ہے ؟ اور کونسا جرم ہے ۔ جو تم سے سرزد ہوا ہے ۔ وہ عورت بولی حضور میں زنا سے حاملہ ہوں ! تو حضور نے فرمایا جاؤ جب تک بچّہ پیدا نہ ہو تم ادہر نہ آنا ! بچّہ پیدا ہوا اور وہ عورت فوراً حاضر ہوئی اور اپنا مطالبہ دہرایا تو حضور نے فرمایا کہ ہم تمہیں اس وقت تک سزا نہیں دے سکتے جب تک تمہارا بچّہ چھوٹا ہے اور تم اس کو دودھ پلا رہی ہو یا کوئی اور عورت دودھ پلانے والی نہ مل جائے ۔ چنانچہ وہ عورت واپس چلی گئی اور ایک دو سالوں کے بعد واپس آئی تو بچے کے ھاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا اور وہ اسے کھا رہا تھا ۔ بارگاہ نبوی میں اجرائے حد کی درخواست کی جو اس پر جاری کر دی گئی اور اس عورت نے اسے ہنسی خوشی قبول کر لیا ۔

یہ سب کیا تھا ؟ اور کیسے ہو رہا تھا ؟ اسکی یہی وجہ تھی کہ حضور ﷺ نے امت کی خودی کی تربیت کر کے ان کے باطن کو ہر طرح صاف کر دیا تھا کہ گناہ یا فسق وفجـور کی معمولی سی میل بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے اور گناہ کی

Marfat.com

کدورت کو رفع کرنے کے لئے ہر قسم کی اذیت حتیٰ کہ موت تک بھی گوارا کر لیتے تھے ۔

اگر ہم رسول خدا ﷺ کی سیرت سے واقعی مخلص ھیں تو ظاہری طور پر ہم ضرور اس کا جشن منائیں ۔ ذکرِ رسول سے دل و دماغ کو معطر کریں ۔ محفلیں سجائیں ۔ مضامین اور مقالے پڑھیں ، سنیں سنائیں ۔ لیکن اصل کام جو کرنے کا ہے اور جس سے ذات اقدس ﷺ سے ہماری عقیدت و محبت کی صداقت معلوم کی جاسکتی ہے وہ یہ ہے کہ آپ کی سیرت وسنت کا اتباع اور آپکی ہدایت و ارشاد کے سر چشموں سے بھرپور استفادہ کے لئے اپنی تمام ذھنی ، علمی ، عملی ، تعلیمی ، فکری ، جسمانی اور روحانی قوتوں کو صرف کر دیں اور جونہی ھمیں رہبر اعظم کی سنت کا معمولی اشارہ بھی مل جائے تو ہم اسکے سامنے سر تسلیم خم کریں اور اسے جان و دل سے قبول کریں

فَلَا وَرَبِّكَ لَايُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَايَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

(النساء ـ آیت ٦٥)

چنانچہ رسول پاک کی سنت کے مطابق مائیں اپنے بچوں کو ، بہنیں اپنے بھائیوں کو ، بلکہ اپنی رشتہ دار خواتین اور انکی اولاد کو اور اردگرد رہنے والی خواتین کو قرآن کی طرف بلائیں اور قرآن حکیم کے فیض عام سے دنیا کے ہر خاص و عام کو مستفید کریں اور اس سرزمین کو قرآن حکیم کی تلاوت ، تعلیم اور حکمت کا مرکز ومنبع بنا دیں ۔ جہاں سے دنیا بھر کے ملل و اقوام اپنے اپنے حصے کا نور و سرور حاصل کر سکیں ۔ جشنِ استقلال پاکستان کو جشنِ نزول قرآن کے ساتھ ملا کر اظہار مسرت کریں اور سال کے باقی دن قرآن حکیم کی ہدایات کو زندگی کے ہر شعبہ میں جاری وساری کرنے کے لئے کمر بستہ رہیں ۔

کوئی اصلاحی تحریک ، معاشرتی اصلاح کا کوئی پروگرام اس وقت تک درست اور صحیح نہیں قرار پا سکتا جب تک اس میں عورت کے کردار اور اسکے فرائض کا تعین نہ کیا جائے کیونکہ عورت کی سوسائٹی میں مختلف حیثیتیں ہیں وہ مدرس

Marfat.com

ہو سکتی ہے ، مرد کی مددگار ہو سکتی ہے ۔ زندگی کے بہت سے ایسے نشیب و فراز ہیں جہاں عورت کئی قسم کے فرائض سرانجام دے سکتی ہے۔

قرآن حکیم اور سیرتِ نبوّی کے مطالعہ سے ، معاشرہ کی مختلف کیفیات و اطوار کے مختلف پہلوؤں پر نظرِ غائر سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نسلِ انسانی کی بقاء ، اسکی تربیت ، اسکی ذہنی ، فکری ، جسمانی اور روحانی نشوونما کا انحصار سب سے زیادہ مامتا کے جذبے پر ہے ۔ اس لیئے ماں کی گود کو فرد کی تعلیم و تربیت کا گہوارہ اور اسکی ہر قسم کی نشوونما کا مدرسہ قرار دیا گیا ہے ۔

قرآن حکیم نے مرد اور عورت کے ازدواجی تعلقات کی حکمت ، گہرائی اور جمعیت کو 'لباس' کے بلیغ استعارے میں بیان فرمایا ہے

هُنَّ لِبَاس لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ

'عورتیں مردوں کا لباس ہیں اور مرد عورتوں کا لباس'

لباس زینت بھی ہے عریانی کے لئے پوشش بھی اور موسم کے مضر اثرات کے خلاف تحفظ بھی ۔عورت نہ صرف مرد کی عریانی کا پردہ اور اسکے جذبات کو افراط و تفریط سے بچانے کا ایک ذریعہ ہے بلکہ پورے معاشرہ کو بدعنوانیوں ، بدکرداریوں اور غلط رویوں سے بچانے کے لئے ایک محفوظ چادر ہے سچائی ، خلوص ، نیکی ، ایمانداری ، محبت اور رواداری کی اعلیٰ اقدار اسی لباس کی پوشش سے حاصل ہوتی ہیں

مسلمان عورت کو سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزهراء کے اسوۂ حسنہ سے سبق سیکھنا چاہیئے اور ان کے اخلاق و کردار کی پیروی کرنی چاہیئے ۔ تاریخ اور سیرت کی کتابوں سے حضرت فاطمۃ الزهرا کی زندگی پر جو روشنی پڑتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی یہ صاحبزادی ، حضرت علی کی رفیقۂ حیات اور حضرت امام حسن اور امام حسین کی والدہ ماجدہ ایک مثالی بیٹی اور مثالی بیوی اور مثالی ماں تھیں انکی سلیقہ شعاری ، دین داری اور عبادت گزاری تاریخ میں نظیر نہیں

Marfat.com

رکھتی ۔ رحمدلی کا جذبہ اس قدر تھاکہ ایک بار کسی محتاج کی امداد کی خاطر اپنے سر کی چادر ایک یھودی کے ہاتھ فروخت کر کے اس ضرورتمند کی ضرورت پوری کی ۔ حضرت علی کی زندگی بڑی سادہ اور درویشانہ تھی ۔ بعض اوقات گھر میں فاقے کی نوبت آ جاتی ۔ حضرت فاطمہ نے اس تنگی ترشی کو نہایت خندہ پیشانی سے قبول کیا اور بیوی کی حیثیت سے رفاقت اور فرمانبرداری کا ایسا حق ادا کیا کہ حضرت علی ان کے اخلاق کے گرویدہ ہو گئے ۔ وہ ان کے ایثار کے دل وجان سے قدر دان تھے ۔ ماں کی حیثیت سے حضرت فاطمہ نے جو کارنامہ انجام دیا وہ تاریخ عالم میں اپنی مثال آپ ہے ۔ حضرت امام حسین نے جو کارنامہ انجام دیا وہ تاریخ عالم میں اپنی مثال آپ ہے حضرت امام حسین نے واقعۂ کربلا میں جس عظیم کردار کا ثبوت دیا ہے ، ظاہر ہے کہ اسمیں تربیت کو بڑا دخل تھا ۔ جو حضرت امام کو اپنی والدہ سے حاصل ہوا ۔

علامہ اقبال مسلمان خواتین کو براہ راست مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں

اے ردائت پردۂ ناموس ما
تاب تو سرمایۂ فانوس ما

طینت پاکِ تو ما را رحمت است
قوت دین واساس ملت است

کودک ما چوں لب از شیر تو شست
لاالہ آموختی او رانخست

می تراشد مہر تو اطوار ما
فکر ما گفتارِ ما کردار ما

برق ما کو در سحابت آرمید
بر جبل رخشید و در صحرا تپید

اے امینِ نعمتِ آئینِ حق
درنفسہائے تو سوزِ دینِ حق

دور حاضر تر فروش و پُرفن است
کاروانش نقدِ دیں را رہزن است

کور و یزداں ناشناس ادراک او
نا کساں زنجیرئی پیچاکِ او

چشمِ او بیباک وناپرداستے
پنجۂ مژگانِ او گیراستے

صید او آزاد خواند خویش را
کشتۂ او زندہ داند خویش را

آب بندِ نخلِ جمعیت تونی
حافظِ سرمایۂ ملت تونی

از سر سود و زیاں سودامزن
گام جز بر جادۂ آبا مزن

ہوشیار از دستبردِ روزگار
گیر فرزندان خود را درکنار

ایں چمن زاداں کہ پر نکشادہ اند
ز آشیانِ خویش دور افتادہ اند

Marfat.com

فطرتِ تو جذبہ ہائے دارد بلند | چشمِ ہوش از اسوۂ زہرامبند
تا حسینے شاخ تو بار آورد | موسمِ پیشیں بگلزار آورد

کہتے ہیں اے مسلمان عورت ! تو ہماری عزّت و ناموس کی چادر ہے - تیری پاک طینت ہمارے لئے باعث رحمت ہے - تیری بدولت ہی ہمارا دین اور ہماری ملت کی بنیادیں محکم ہیں - ہمارے بچے تیری آغوش میں لَا اِلٰہَ کا سبق سیکھتے ہیں اور تیری تربیّت ہی ان کے فکر و کردار کو دین کے سانچے میں ڈھالتی ہے - در اصل قوم میں اسلام کی محبت اور دین پر فدا ہو جانے کا جذبہ تیرے ہی جذبۂ دین داری اور عفت سے پیدا ہوتا ہے - تیری ذمہ داریاں نہایت عظیم ہیں - تو دین کی محافظ ھے - لہٰذا تیرے لئے یہ جاننا از بس ضروری ہے کہ دور حاضر کی تہذیب انسانوں کے کردار و اخلاق پر کس قدر زہریلے اثرات ڈال رہی ہے - یہ حق پرستی کے لئے سم قاتل ہے - اس کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ بے باکی اور بے حیائی کادرس دیتی ہے اور جس آنکھ میں شرم و حجاب باقی نہیں رہتا ، تو دل میں پاکیزہ خیالات پیدا نہیں ہوتے - نئی تہذیب کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ اسکی آنکھ میں ایسا جادو ہے کہ جس کو یہ اپنے دام میں گرفتار کرتی ہے ، اس کو اپنی اسیری اور گرفتاری کا احساس تک نہیں ہونے دیتی - اس کے طلسم میں گرفتار ہونے والا اپنے آپ کو آزاد اور خوش نصیب خیال کرتا ہے - لہٰذا اے مسلمان عورت ! تو اس دور کی مکّاری اور فریب کاری سے دھوکا نہ کھانا ، اسکی چالوں میں نہ آنا ، اس کے اثرات سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا اور اپنے بچّوں کی تربیت ان اصولوں کے مطابق کرنا ، جوھمارے آباؤاجداد کو عزیز تھے یورپ کی نئی عورت کی پیروی کرنے کی بجائے تو حضرت فاطمہ کے نقشِ قدم پر چل تاکہ تیری شاخ سے بھی حسین جیسے پھول کھیلیں اور ہمارے گلزار میں بہار آ جائے

Marfat.com

آنسہ سلطان جہاں

اصلاحِ معاشرہ میں خواتین کا کردار
تعلیماتِ نبوی کی روشنی میں

اصلاحِ معاشرہ کسی بھی قوم اور معاشرہ میں نہایت مستحسن قدم ہو سکتا ہے اس میں اگر خلوص نیت شامل ہو ، ذاتی معیارات و مفادات کا دخل نہ ہو تو کامیابی کی راہیں بھی روشن سے روشن تر ہوتی جاتی ہیں ۔ اس حقیقت سے بھی انکار ممکن نہیں کہ ہر ایک معاشرہ میں اس قسم کی تحریکات و اقدامات کا ذکر و فکر موجود ہے ، لیکن یہاں ہمارا موضوع کچھ انفرادیت کا حاصل ہے ۔ موضوع کی مناسبت سے اسلامی معاشرہ کا ذکر کرنا اور تعلیمات نبوی کی روشنی میں خواتین کے ذریعہ اصلاح معاشرہ کا جائزہ لینا مقصود ہے ۔

معاشرہ کی اصطلاح پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ اصطلاح دور قدیم سے جدید تک ہر ایک زمان و مکاں میں اور ہر ایک ملک و قوم میں مستعمل رہی ہے ۔ کیونکہ انسان کا فطری تعلق معاشرہ سے قائم ہے ۔ وہ ایک خاندان میں آنکھ کھولتا ہے اور یہ خاندان بھی بچہ کے لیے ایک چھوٹے معاشرے کی حیثیت رکھتا ہے ۔ پھر پڑوسیوں ، دوست و احباب اور مدرسہ کے ساتھیوں سے متعارف ہوتا ہے ، تو معاشرہ کا تصور کچھ اور وسیع ہوتا ہے ۔ رفتہ رفتہ وہ ایک وسیع تر معاشرہ کا رکن بن جاتا ہے ۔ گویا چند افراد کا مجموعہ بھی ، معاشرہ کہلا سکتا ہے اور خاندانوں ، گروہوں ، جماعتوں وغیرہ کا مجموعہ بھی ایک وسیع معاشرہ کہلا سکتا ہے ۔ یہ سب ادارے ایک وسیع معاشرہ کی اکائیاں تسلیم کئے جاتے ہیں ۔

معاشرہ قدیم ہو یا جدید ، محدود ہو یا وسیع اس میں کچھ عقائد و نظریات ، خیالات و افکار ، زبان و ادب ، طرز رہن سہن ، رسم و رواج ، تعلیم ، لباس ، تجارت

Marfat.com

اور صنعت وغیرہ کے مخصوص اصول پائے جاتے ھیں ۔ معاشرہ سادہ و محدود ھوتا ھے تو معاشرہ کی ضروریات و تقاضے اور وسائل بھی سادہ و محدود ھوتے ھیں ۔ معاشرہ میں پیچیدگی بڑھتی ھے ، وسائل و ضروریات میں اضافہ ھوتا ھے ، تو معاشرہ کے افراد میں یگانگت و یک جہتی ، محبت و اخوت قائم رکھنا بھی ایک مسئلہ بن جاتا ھے اور اگر معاشرہ میں منفی تبدیلی کا رجحان پیدا ھو جائے تو انتشار و بدامنی معاشرہ کا مقدر ھو جاتی ھے ۔ اس تقدیر کو بدلنے کی تدبیر معاشرہ کے وھی افراد کر سکتے ھیں جو معاشرہ کی نبض پر ھاتھ رکھ کر اس کے مرض کی تشخیص اور علاج تجویز کر سکیں ۔

معاشرہ میں خرابی و انتشار اس وقت پیدا ھوتا ھے جب کوئی ضابطۂ اخلاق نہیں رہتا ، جب آپس کا انتشار و نفاق معاشرہ کی یگانگت پر غالب آ جاتا ھے ، جب اخلاقی انحطاط کا دور دورہ ھوتا ھے ، طبقاتی کشمکش اور دوھرے معیار معاشرہ کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ھیں ، جب قوم کے افراد اپنے فلسفہ حیات اور مقصدِ حیات سے روگردانی کرتے ھیں ، جب اخوت کا درس بھلا دیا جاتا ھے ۔ جب معاشرتی انصاف کا حصول ناممکن ھو جاتا ھے یہ ساری راھیں معاشرہ کو تباھی کی جانب لے جاتی ھیں ، ان راھوں پر چلنے والے معاشرے اپنی زندہ حیثیت بہت جلد کھو دیتے ھیں ۔

ھم اصلاح معاشرہ کا ذکر کرتے ھیں تو اس بات پر غور کرنا ھوتا ھے کہ ھمارے معاشرہ کی بنیاد کیا ھے ؟ اس کی اصل روح کیا ھے ؟ کون سی خرابیاں پیدا ھوگئی ھیں جن کی اصلاح کی ضرورت ھے ؟ اور یہ اصلاح کون کر سکتا ھے ؟ کیسے کر سکتا ھے ؟

ھمارا معاشرہ بنیادی طور پر یقیناً اسلامی معاشرہ ھے ، اس کی اصل روح دین اسلام ھے ، اس معاشرہ میں اسلامی معاشرہ کی روح اور خصوصیات کا موجود ھونا ضروری ھے ، تاکہ انفرادی اور اجتماعی کامیابی و کامرانی کا امکان پیدا ھوجائے ۔

اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ پاکستان میں اسلامی معاشرہ رفتہ رفتہ مغربی و لادینی معاشروں کی یلغار کی زد میں آیا ، غیر ملکی تقاضوں نے اس پر ضرب کاری لگائی ۔ جس کے کچھ اسباب تو یقیناً غلامی کی زندگی کا نتیجہ

Marfat.com

تھے ۔ لیکن قیام پاکستان کے بعد دوسرے مختلف ذرائع سے بھی معاشرہ خرابیوں کا شکار ہوا ، ذرائع ابلاغ عامہ اور براہ راست تجربات و مشاہدات کے مواقع میسر آئے ، تربیت کا فقدان رہا ۔ کسی طبقہ نے بھی اصلاح کی طرف توجہ نہ دی اور یوں آج ہمارا معاشرہ اخلاقی انحطاط ، انتشار اور خوف کا شکار نظر آتا ہے ، ہر ایک شخص دوسرے کے حقوق غصب کرنے کی فکر کرتا ہے اور فرائض سے غفلت برتتا ہے ، گھر ہو یا مدرسہ ، حکام ہوں یا رعایا ، تاجر ہو یا خریدار ، عورت ہو یا مرد ، بچہ ہو یا بوڑھا ہر ایک نے اخلاق و مروت کا دامن چھوڑ دیا ، ان کا کردار رواداری ، لطف و مہربانی ، فرمانبرداری و شفقت ، امانت و دیانت سے عاری ہے ، خود غرضی و بے راہ روی عام ہے ۔ اسلامی معاشرت کی اقدار فراموش کر دی گئی ہیں ۔ آج اگر ہم اصلاح چاہتے ہیں ، معاشرے کو خرابیوں کے بڑھتے ہوئے سیلاب سے بچانا چاہتے ہیں ۔ تو موثر و پائیدار بند باندھنا ہوگا ۔ انسانیت کے قافلہ کا رخ دین اسلام کے بتائے ہوئے راستہ کی جانب موڑنا ہوگا ۔ طرز معاشرت کی اصلاح اور بہتری کے لیے قرآنی عمرانیات کے اصول و ضوابط پر عمل کرنا ہوگا اس مقصد کے حصول کے لیے معاشرہ کے کسی طبقہ کو بارش کا پہلا قطرہ بننا پڑے گا تاکہ پھر اسی زرخیز زمین کو سیراب کیا جاسکے اور تاریکیوں کو دور کرنے کے لئے چراغ سے چراغ جلتا رہے ۔

معاشرے کے مختلف ادارے مثلاً خاندان و مدرسہ ، مذہب و سیاست ، معاشرت و معیشت سب میں باہمی ارتباط اور یکجہتی و اتحاد قائم کرنا ، تنظیم پیدا کرنا اور اخوت کے مضبوط رشتہ میں جکڑنا ضروری ہے کیونکہ افراد اور ادارے جب تک اتحاد کی رسی میں جکڑے رہتے ہیں معاشرہ کامیاب و کامران ہوتا ہے ۔ ربط و تعلق کی ڈوری میں کمزوری پیدا ہوتی ہے تو معاشرے کے اجزا بکھرنے لگتے ہیں ، رشتے ٹوٹ جاتے ہیں ، نفسا نفسی کا عالم ہوتا ہے ، مسائل کا انبار لگ جاتا ہے اگر یہ صورت حال سنگین ہو جائے تو بکھرے اجزا کو یکجا کرنا ، مسائل کے اس انبار سے نپٹنا کسی کے بس کا روگ نہیں رہتا چنانچہ اصلاح معاشرہ کے لئے ضروری و فوری اقدامات کی ضرورت ہوتی ہے ۔

ہم معاشرہ کی اصلاح کے لئے جدوجہد کا آغاز کریں تو پہلے ہمارے سامنے ایک واضح اور معین معاشرتی نصب العین ہونا چاہئیے اور ہم کیونکہ معاشرہ کا رخ اس

Marfat.com

کی اصل روح یعنی چودہ سو سال قبل کے اسلامی معاشرہ کی طرف موڑنا چاھتے ھیں اس لئے اسلامی معاشرہ کی بنیادی خصوصیات واضح ھونا چاھئیں ۔ ایک اسلامی معاشرہ کی اھم خصوصیات درج ذیل ھو سکتی ھیں :

۱ ۔ توحید و رسالت پر پختہ ایمان ۔
۲ ۔ عالمگیر اخوت اور عدل و مساوات ۔
۳ ۔ رنگ و نسل کی تفریق سے پاک ، رواداری اور معاشرتی عدل و انصاف کی فراھمی ۔
۴ ۔ اصراف و بخل سے بچنا ۔
۵ ۔ ایفائے عہد اور تقویٰ و پرھیزگاری کی راہ اپنانا ۔
٦ ۔ یتیمموں کے مال کا تحفظ ۔
۷ ۔ اسلامی عبادات کا نظام قائم کرنا ۔
۸ ۔ اسوہ حسنہ پر عمل کرنا ۔
۹ ۔ انفرادی و اجتماعی فلاح و بہبود کے لئے رضائے الٰہی کے مطابق جدید سائنس و ٹیکنالوجی کا استعمال ۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اسلامی معاشرہ کی چند ذمہ داریاں اس طرح بیان فرمائی ھیں :

'اگر ھم انہیں زمین پر اقتدار عطا کریں تو یہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں ، نیک باتوں کا حکم دیں اور بری باتوں سے روکیں' ۔

گویا اسلامی معاشرہ میں عبادات کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی بھی فرض کی گئی ۔
دین اسلام معاشرتی اصلاح اور معاشرتی سوجھ بوجھ کو کتنی اھمیت دیتا ھے اس کا اندازہ سورۃ بقرہ کی ان آیات سے بخوبی ھو سکتا ھے :

'کچھ سارا کمال اسی میں نہیں کہ تم اپنا منہ مشرق کو کر لو یا مغرب کو ۔ لیکن (اصل) کمال تو یہ ھے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ پر یقین رکھے ، اور قیامت کے دن پر

Marfat.com

اور فرشتوں پر اور (سب) کتب سماویہ پر اور پیغمبروں پر اور مال دیتا ہو اللہ کی محبت میں رشتہ داروں کو، یتیموں کو اور محتاجوں کو اور گردن چھڑانے میں اور نماز کی پابندی رکھتا ہو اور زکوٰۃ بھی ادا کرتا ہو'

گویا قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے معاشرتی خدمت کے ذرائع کھول کھول کر بیان کئے ہیں جن کے ذریعہ معاشرہ کی خامیوں اور ناانصافیوں کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے، ہماری مذہبی اقدار ہمیں معاشرتی اصلاح کی ترغیب دلاتی ہیں اور احادیث نبوی ﷺ سے بھی معاشرتی یکجہتی کی اہمیت واضح ہوتی ہے :

'جو شخص جماعت سے ایک بالشت جدا ہو جائے سمجھو کہ (اخوت) اسلامی کی رسی اس کے گلے سے نکل گئی'
(ابوداؤد:انتخاب صحاح ستّہ ص:۳۷)

دین اسلام عبادات کے ساتھ ساتھ نیک کام کا حکم دینے، برائی سے روکنے، یتیموں اور بیواؤں کے ساتھ ہمدردی کا سلوک کرنے، ان کے مال کا تحفظ کرنے، مسکینوں اور محتاجوں کی مدد کرنے، زکوٰۃ و صدقات کے ذریعہ دولت کی منصفانہ تقسیم کرنے اور غرباء کو اس میں حصہ دار بنانے کی ہدایت کرتا ہے۔ یہی سماجی خدمت کے ذرائع ہیں۔ جو تمام مسلمان (بلاتخصیص مرد و عورت) اختیار کر سکتے ہیں۔ خالق کائنات نے اسلام کے ضابطہ حیات کے ذریعہ سب کے لئے دائرہ فکر و عمل معین کر دیا ہے۔ لیکن ہم نے اس دائرہ عمل کو رفتہ رفتہ فراموش کر دیا۔ یکجہتی اور اخوت کا درس بھول گئے اور بقول الطاف حسین حالی :

جس دین نے تھے غیروں کے دل آکے ملائے
اس دین میں خود بھائی سے اب بھائی جدا ہے
جو دین کہ ہمدرد بنی بشر تھا!
اب جنگ و جدل چاروں طرف اس میں بپا ہے
جس دین کا تھا فقر بھی اکسیر، غنا بھی
اس دین میں اب فقر ہے باقی نہ غنا ہے

Marfat.com

گویا ہم دیکھتے ہیں کہ اسلامی معاشرہ ہونے کے باوجود ہمارے معاشرے میں اسلامی معاشرہ کی خصوصیات نہیں پائی جاتیں اور ہم نے :

۱ ـ اسلامی تعلیمات کی بنیاد کو فراموش کر دیا ہے ـ
۲ ـ اسوۂ حسنہ پر عمل ترک کر دیا ہے ـ
۳ ـ اسلام کے حقوق و فرائض کے نظام کو فراموش کر دیا ہے ـ
۴ ـ اخلاقی بحران کو دل سے قبول کر لیا ہے ـ
۵ ـ تجارت میں اسلامی اصول ترک کر دئیے ہیں اور چور بازاری ، ذخیرہ اندوزی ، ناپ تول میں عدم توازن پیدا کر لیا ہے ـ
٦ ـ سیاست کو مذہب سے جدا کر دیا اور چنگیزیّت اپنا لی ہے ، الزام تراشی ، جھوٹ ، لالچ ، عہدوں کے حصول کے لئے جدوجہد کرنے کو سیاست کا نام دے دیا ہے ـ
۷ ـ معاشرت میں اندھی تقلید کو شیوہ بنا لیا ہے ، بیہودہ رسم و رواج چوری ، ڈکیتی ، قتل و غارت ، تعصب ، نسل کشی وغیرہ کو معاشرت کا حصہ تصور کر لیا ہے ـ
۸ ـ سرکاری اداروں کو رشوت ، شفارش اور خیانت کا علمبردار بنا لیا ہے ـ
۹ ـ تعلیمی اداروں میں بے مقصد تعلیم کو شعار بنا کر تربیت سے منہ موڑ لیا ہے ـ
۱۰ ـ حفظان صحت کے اصولوں کو ترک کر دیا ہے ـ
۱۱ ـ رنگ و نسل کی حاکمیت اور لسانی گروہ بندی کو طرۂ امتیاز بنا لیا ہے ـ

معاشرہ اسلامی روایات اور اقدار کو ترک کر کے جب اس قسم کی خامیوں کا شکار ہو جائے تو معاشرہ کی اصلاح کے لئے سزا و جزا کا محرک بھی استعمال کیا جاتا ہے ، تعزیرات کے قوانین تشکیل دئے جاتے ہیں ، اخلاقی درس کے پروگرام مرتب کئے جاتے ہیں لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ معاشرہ کی اصلاح کون کرے ؟ کیسے کرے ؟ اسی کا آغاز کہاں سے کیا جائے ؟ ان سوالات کے جوابات کے لئے ہمیں دیکھنا ہوگا کہ معاشرہ میں بسنے والے افراد کی زندگی کی ابتداء کب اور کہاں سے ہوتی ہے ؟ کیا اسی کا جواب خاندان نہیں ہے ؟ اور کیا خاندان کی بنیاد وہاں نہیں ہے ؟ یقیناً کوئی اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ ماں کی آغوش ہی بچہ کی پہلی

Marfat.com

درس گاہ ہے ۔ پس ، کیا اس بنیاد اور اولین درس گاہ کو نظرانداز کر کے ہم ثانوی اور اعلیٰ درسگاہوں کی اصلاح کریں گے ؟ کیا ان لوگوں کو اصلاح کی ذمہ داری سونپی جائے جو پہلی درسگاہ سے تعلق ہی نہیں رکھتے ؟ اس کی مثال اسی طرح ہے کہ ہم ابتدائی مدارس میں بچّہ کی تربیت و اصلاح پر توجہ نہ دیں اور جامعات میں طالب علم کے کردار کی اصلاح کی کوشش کریں ۔ کیا کسی عمارت کی بنیاد پہلی منزل کو چھوڑ کر دوسری منزل پر رکھی جا سکتی ہے ؟ کیا بنیاد کو پائیدار اور خوشنما تعمیر کے لئے اچھے معمار کا انتخاب کرنے کی بجائے کسی غیر متعلق شخص سے یہ کام لیا جا سکتا ہے ؟ اگر ان سوالات کے جوابات نفی میں ہیں تو بچّوں کی تعلیم و تربیت کی ابتداء بھی آغوشِ مادر ہی سے ہو سکتی ہے ، بچہ کی پرورش کرنے والی خاتون سے ہی بچہ کی شخصیت کی بہتر تعمیر و تشکیل کی توقع کی جا سکتی ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ یہی بچے آئندہ معاشرہ کے رکن بنتے ہیں چنانچہ ابتداء ہی سے ان کی اصلاح و تربیت ہونا چاہئیے ۔ تاکہ بنیاد بہتر و مضبوط پڑ جائے اور پھر اس پر خوشنما عمارت تعمیر کی جا سکے ۔ اور یہ کہنا بھی غلط نہ ہوگا کہ اصلاح معاشرہ میں اہم و موثر کردار خواتین ہی ادا کر سکتی ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ دائرہ اسلام میں رہتے ہوئے تعلیماتِ نبوّی کی روشنی میں خواتین نے ہمیشہ اصلاح معاشرہ میں اہم کردار ادا کیا ہے اور کر سکتی ہیں ۔

عورت معاشرہ میں کئی اہم منصب رکھتی ہے اور ہر ایک منصب ایک خاندان کی اصلاح اور خاندان کی اصلاح کے ذریعہ معاشرہ کی اصلاح کا ذریعہ بنتا ہے ۔ وہ ماں ہو یا بیٹی ، بہن ہو یا بیوی ، معاشرہ کی موثر و فعال رکن ہے اور ہونا چاہئیے تاکہ وہ اسلامی معاشرہ کے قیام و اصلاح میں اپنا کردار فریضہ سمجھ کر بحسن خوبی ادا کر سکے ۔

اسلامی معاشرہ نے عورت کو گھریلو زندگی کی مالکہ اور نگران کا درجہ دیا ہے ، بچوں کی تربیت اور کردار سازی اس کا اہم و بنیادی فریضہ بتایا ہے ، عورت ہی مذہبی و ثقافتی اقدار کی امین و محافظ تصور کی جاتی ہے اس سلسلہ میں چند ماہرین و مفکرین کی آراء پیش کی جاتی ہیں :

Marfat.com

۱ ۔ 'ھم اگر تہذیب میں ترقی کرنا اور مہذب دنیا کی نگا میں وقعت حاصل کرنا چاھتے ھیں تو ھمیں اپنی عورتوں کو اسی درجہ پر پہنچا دینا چاھئیے جو پہلے ان کو حاصل تھا'

(جسٹس سید امیر علی)

۲ ۔ 'عورتوں کا اثر نہ صرف اپنے بچوں کے اخلاق اور خاوندوں کے دلوں پر ھوتا ھے بلکہ وہ قوم کی مجموعی قوت کو بہت بڑی حد تک کم یا زیادہ بھی کر سکتی ھیں'

(صاحبزادہ آفتاب احمد خاں)

۳ ۔ 'میں ان لوگوں میں سے ھوں جو خواتین کو کسی قوم کی بہترین روایات کا محافظ تصور کرتے ھیں'

(سر راس مسعود)

عورت اگر اچھے کردار کی مالکہ ، دین کی اشاعت کا مجسمہ ، مشفق و پرخلوص ھوگی تو قوم کو بنانے اور اصلاح کرنے میں مرد سے بہتر کردار ادا کر سکتی ھے ۔ مزید برآں تعلیم یافتہ خاتون یہ فریضہ زیادہ بہتر طور پر انجام دے سکتی ھے اسی لئے خواتین کی تعلیم و تربیت اھمیت رکھتی ھے ۔ ایک مرد اگر تعلیم حاصل کرتا ھے تو ایک فرد تعلیم یافتہ بن جاتا ھے لیکن ایک عورت تعلیم حاصل کرتی ھے تو ایک خاندان کی تعلیم و تربیت کا ذریعہ بن جاتی ھے ۔ چنانچہ قوم کی اخلاقی و روحانی اقدار کے تحفظ اور معاشرے کی اصلاح کے لئے خواتین خصوصاً تعلیم یافتہ خواتین آگے بڑھ کر اپنا کردار ادا کر سکتی ھیں ۔ اسلام کے ابتدائی دور میں خواتین نے یہ خدمت خوب انجام دی ھے یہاں تک کہ حق و باطل کے معرکوں میں ، میدان کارزار میں خواتین نے فعال کردار ادا کیا ھے ، مجاھدوں کے لئے کھانا تیار کرنا ، پانی پلانا ، زخمیوں کی دیکھ بھال اور مرھم پٹی کرنا ، ھتھیاروں کی مرمت کرنا وغیرہ اکثر خواتین کی ذمہ داریاں تھیں ۔ یہ باھمت اور باحوصلہ خواتین علم و عمل کے ذریعہ معاشرہ کی اصلاح اور ترقی کے لئے خدمات انجام دیتی تھیں ۔

آج بھی معاشرہ کی اصلاح کے لئے خواتین کے آگے بڑھنے کی ضرورت ھے ایک

Marfat.com

اچھی اور تعلیم یافتہ ماں ہی بچہ کی صحیح جسمانی ، ذہنی ، نفسیاتی ، جذباتی ، معاشرتی ، اخلاقی تربیت کر سکتی ہے اور یہی معاشرہ کی اصلاح کی بنیاد ڈال سکتی ہے ۔ دین اسلام بھی خواتین کی تعلیم و تربیت کا زبردست حامی ہے حصول علم عورت و مرد دونوں پر فرض کیا گیا ہے اس سلسلہ میں حضور ﷺ کا فرمان ہے :

۱ ۔ 'علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے'

(ابن ماجه)

۲ ۔ 'ہر مسلمان مرد ہو یا عورت ، آزاد ہو یا غلام ، اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ ضرور کچھ نہ کچھ قرآن جانے اور کچھ دینی مسائل سمجھے'

(تفسیر قرطبی جلد ۳ ص ۱۲۱)

اسلامی معاشرہ میں خواتین کو معاشرہ کی روایات کا امین سمجھا گیا لیکن صد افسوس آج ہماری خواتین معاشرتی خرابیوں کی اصلاح کی بجائے ان خرابیوں میں اضافہ کر رہی ہیں ، وہ بچوں کی تعلیم و تربیت سے غفلت برت رہی ہیں ۔ بچوں کو مناسب پیار محبت نہ دینا ، ملازمین کے رحم و کرم پر چھوڑ کر احساس محرومی کا شکار کر دینا یا ناجائز ذریعے سے حاصل کردہ بے اندازہ دولت میں کھیلنے کے مواقع فراہم کرنا ، تربیت سے منہ موڑنا ، معاشرتی شعور بیدار کرنے کی کوشش نہ کرنا مجرمانہ غفلت ہے ۔ خواتین اس قسم کی غفلت کبھی تو اپنی مجبوریوں اور ضروری مصروفیات کی بنا پر برتتی ہیں لیکن اکثر اپنی تفریحات و تقریبات میں شرکت کی خواہش کے تحت بچّوں کی تربیت کو نظرانداز کرتی ہیں ۔ وجوہات خواہ کچھ بھی ہوں ، تربیّت کی ذمہ دار خواتین ہیں۔ اسی ذمہ داری کی مناسب ادائیگی ہی معاشرہ کی اصلاح کی ضمانت ہو سکتی ہے ، معاشرہ سے جرائم و بے راہ روی کی بیخ کنی کی جاسکتی ہے ۔ بچہ جب پہلی مرتبہ کوئی غلط کام کرتا ہے اور ماں اس کے جرم پر پردہ ڈالتی ہے تو یہی چھوٹا سا جرم بڑے جرائم کا پیش خیمہ بن جاتا ہے اور یہی بچے آئندہ معاشرہ میں خرابیوں اور جرائم کا سبب بنتے ہیں اور رفتہ رفتہ یہ جرائم معاشرہ کو گھن کی طرح کھا جاتے ہیں ۔

Marfat.com

ہم اگر گزرے زمانے کی باتیں پڑھیں اور سنیں تو معلوم ہوتا ہے کہ مائیں او گھر کی بزرگ خواتین بچوں کی تعلیم و تربیت اپنی ذمہ داری سمجھتی تھیں ۔ رات کو سونے سے پہلے بچوں کو اخلاقی کہانیاں ، بہادری و شجاعت کے سچّے قصّے سنانا ان کا مشغلہ تھا ۔ بچّے یہ کہانیاں سنتے اور دعائیں پڑھتے سو جاتے تھے ۔ صبح سویرے بیدار ہوتے اور اپنی ، نانی ، دادی سے قرآن پاک پڑھنا سیکھتے ، نماز ادا کرتے ، لیکن افسوس آج کے بچے ماؤں کے ساتھ بیٹھ کر یا دوستوں کی محفل میں رات بھر وی سی آر پر فحش فلمیں دیکھتے ہیں ۔ صبح سویرے نماز کے وقت سو جاتے ہیں اور فخریہ بتاتے ہیں کہ ان کی صبح دوپہر بارہ ایک بجے ہوتی ہے ۔ اگر مائیں اپنا رویہ تبدیل کریں ، روز مرّہ زندگی کے معاملات کو بہتر بنائیں ، جھوٹی نمود و نمائش کو ترک کر دیں ، مردوں سے حلال روزی کا مطالبہ کریں تو گھروں ، گلیوں اور معاشرہ میں ارد گرد بکھری بے راہ روی اور گندگی کی داستانوں کو قصۂ پارینہ بنایا جا سکتا ہے اگر قرآن میں غوطہ زن ہوں تو خواتین بلند کردار شخصیّتیں پیدا کر سکتی ہیں ، اگر خودی نہ بیچیں تو غریبی میں نام پیدا کر سکتی ہیں ، ایمان و ایقان کی دولت سے معاشرہ کی اصلاح کر سکتی ہیں بے شک یہ درست ہے کہ

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمین پر آسمان نے ہم کو دے مارا

لیکن اب بھی اگر ہم ہوش میں آجائیں اور اس بات پر یقین کامل رکھیں کہ

یقین افراد کا سرمایۂ تعمیر ملت ہے
یہی قوت ہے جو صورت گر تقدیر ملت ہے

تو معاشرہ کی اصلاح ممکن ہے کیونکہ بقول علامہ اقبال

اپنے صحرا میں بہت آہو ابھی پوشیدہ ہیں
بجلیاں برسے ہوئے بادل میں بھی خوابیدہ ہیں

اسلامی معاشرہ میں خواتین اصلاح معاشرہ کی ذمہ داری تعلیماتِ نبوّی کی روشنی میں ادا کرتی رہی ہیں اور کر سکتی ہیں ، کیونکہ دین اسلام نے عورت کو

Marfat.com

وہ مقام عطا کیا ھے جو اسے نہ کسی قوم نے دیا نہ مذھب نے ، نہ ملک نے ، نہ معاشرہ نے ۔ جدید دور میں یورپ ھو یا امریکہ ، یا کمیونسٹ اور سوشلسٹ ممالک ، سب نے عورت کو صرف بچّے پیدا کرنے کی مشین سمجھا اور یا تو حکومت و ریاست کے لئے فوجیں مہیا کرنے کی ترغیب دی یا جنسی آزادی دے کر مردوں کے معاشرہ نے خواتین کو آزادی کا فریب دیا اور اپنی تسکین کی راہ نکالی ۔ یہاں تفصیل میں جانے کی گنجائش نہیں ۔

عورت اسلام میں رحمت کی مظہر ٹھرائی گئی ھے ، اس کے قدموں تلے جنت بتائی گئی ، نکاح کے وقت عورت کی مرضی ملحوظ رکھنا ، بیوہ ھونے کی صورت میں اس سے مشورہ کے بعد دوسرا نکاح کرنے کی اجازت ، وراثت میں حقدار بنانا ، شوھر کے ساتھ گزارہ نہ ھونے کی صورت میں علیحدگی کی اجازت وغیرہ ایسے انعامات ھیں جو عورت کو کسی اور معاشرہ نے نہیں دئے عورت کو دین اسلام نے بلند اور قابلِ عزّت مرتبہ عطا کیا ھے ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رض سے روایت ھے کہ حضور ﷺ نے فرمایا :

'عورت پر سب سے بڑا حق اس کے شوھر کا ھے ، مرد پر سب سے بڑا حق اس کی ماں کا ھے'

(بخاری)

خواتین کو اسلام نے جو عظیم رتبہ عطا کیا خواتین نے بھی عموماً اسے نبھانے کی کوشش کی اور دین اسلام کی توقعات پر پورا اترنے کی جدوجہد کی ۔ اصلاح معاشرہ میں ھمیشہ اھم کردار ادا کیا اور یہ حکمِ خداوندی اور تعلیمات نبوی ﷺ کے عین مطابق ھے کیونکہ قرآن پاک اور احادیث نبوی ﷺ میں معاشرہ کو برائیوں سے پاک کرنے کی بار بار ھدایت فرمائی گئی ھے

۱ ۔ 'اگر کوئی شخص کسی ممنوع کام کو عمل میں آتا دیکھے تو اسے چاھنیے کہ اسے ھاتھ سے بدل دے یعنی روک دے اور اگر یہ ممکن نہ ھو تو زبان سے اس کی برائی ظاھر کر کے اسے بند کرا دے اور اگر یہ بھی نہ ھو سکے تو اسے دل سے برا سمجھے ۔ مگر یہ آخری صورت بہت ضعیف، ایمان

Marfat.com

کی نشانی ھے'

(بخاری)

۲ ـ 'لوگ جب ظالم کو دیکھیں اور اسے ظلم کرنے سے باز نہ رکھ سکیں تو جلدی خدا ان سب پر عذاب نازل کرے گا ـ اگر کسی قوم میں کثرت سے گناہ ھوتے ھوں اور بعض لوگ یہ قدرت رکھتے ھوں کہ انہیں گناہ سے باز رکھ سکیں مگر ایسا نہ کریں تو جلد خدا ان سب کو مبتلائے عذاب کرے گا'

(ابوداؤد و ترمذی ، انتخاب صحاح ستہ: ص ۳۸)

گویا دین اسلام نے قرآن پاک و احادیث نبوی ﷺ کے ذریعہ معاشرتی خدمت و اصلاح کی ذمہ داری مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین پر بھی عائد کی ھے اور معاشرتی اصلاح کے لئے ذرائع بھی واضح طور پر بیان کئے ھیں ، بچّوں کی تربیت ، یتیموں ، بیواؤں کے ساتھ ھمدردی ان کے مال کا تحفظ ، مسکینوں ، محتاجوں کی مدد کرنا ، زکوٰۃ و صدقات کے ذریعہ دولت کی منصفانہ تقسیم کر کے غرباء کو اس میں حصہ دار بنانا ، سماجی خدمت و تربیت اصلاح کے وہ ذرائع ھیں جو یقیناً خواتین بہتر طور پر انجام دے سکتی ھیں ، کیونکہ اسلام ان پر روزگار کا بوجھ نہیں ڈالتا ، نیز خواتین محبت و شفقت ، نرم دلی و رحم دلی سے پیش آ سکتی ھیں ، یہ عفت و پاکیزگی کا نمونہ ھوتی ھیں ـ اصلاح کے لئے یہی لازمی خصوصیات و شرائط ھیں جو ایک مصلح میں ھونا چاھئیں یہ کام صبر و تحمل مانگتا ھے ـ جو مردوں کے مقابلہ میں خواتین میں پایا جاتا ھے ـ اسی لئے جدید دور میں بھی بچّوں کے ابتدائی مدارس کی تمام تر ذمہ داری خواتین کو سونپنے کی سفارش کی جاتی ھے ـ

موجودہ دور میں خواتین معاشرہ کی اصلاح صرف اسی صورت میں کر سکتی ھیں کہ وہ زیور تعلیم سے آراستہ ھوں اور دین کی اشاعت کا فریضہ بھی ادا کریں جو عین تعلیماتِ نبوّی ﷺ کے مطابق ھو ـ دین اسلام کی ابتدائی دور کی تاریخ ایسی مثالوں سے بھری پڑی ھے جس میں خواتین اور خود امہات المومنین رض نے تعلیم و تربیت کی ذمّہ داری سنبھالی ، اشاعت دین میں اھم کردار ادا کیا ، معاشرتی اصلاح اور خدمت کا فرض انجام دیا ـ

Marfat.com

حضرت عائشہ صدیقہ رض علوم قرآنی ، فقہ اور انساب عرب و طب عرب پر مہارت رکھتی تھیں اور بچّوں و لڑکوں کی تعلیم و تربیت کے لئے آپ نے مدرسہ قائم کیا تھا ، ام المومنین حضرت حفصہ رض نے بھی بچوں ، خواتین اور لڑکوں کے لئے باقاعدہ مدرسہ قائم کیا تھا ۔ رسول اللہ ﷺ نے خواتین کی تعلیم کا باقاعدہ اہتمام فرمایا تھا اور ہفتہ میں ایک دن مسجدِ نبوی ﷺ میں خواتین کی تعلیم کے لئے مخصوص تھا تاکہ خواتین تعلیم حاصل کر کے گھر اور معاشرہ کی اصلاح کا فرض انجام دے سکیں اور زمانہ نے دیکھا کہ خواتین نے یہ ذمہ داری خوب نبائی ۔ بعض خواتین کے کارنامے تاریخ کے صفحات میں سنہرے حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں ۔ خواتین نے اپنے آپ کو بہترین منتظم و مصلح اورِ گفتار و کردار کا غازی ثابت کیا ۔

۱۸۸۴ء میں خاتونانِ پنجاب کے سپاسنامہ کے جواب میں سرسید احمد خاں نے اپنی تقریر کے دوران خواتین سے کہا تھا :

'تمھارا فرض تھا کہ تم اپنے ایمان اور اسلام سے واقف ہوں اس کی نیکی اور خدا کی عبادت کی خوبی کو تم جانو ، اخلاق کی نیکی اور نیک دلی ، رحم و محبت کی قدر سمجھو اور ان سب باتوں کو اپنے برتاؤ میں لا کر گھر کا انتظام اپنے ہاتھوں میں رکھو ، اپنے گھر کی مالک ہو ، اس پر مثلِ شہزادی حکومت کرو اور مثل ایک لائق وزیر زادی کے منتظم رہو ، اپنی اولاد کی پرورش کرو ، اپنی لڑکیوں کو تعلیم دے کر اپنا سا بناؤ ۔ خدا پرستی ، خدا ترسی ، اپنے ہمسایوں کے ساتھ ہمدردی اپنا طریقہ رکھو'
(مسلم خواتین کی تعلیم محمد امین زبیری ص ۸۸۔۸۹)

گویا خوتین کا اصلاحِ معاشرہ کا فرض مسلم رہنماؤں نے بھی ہمیشہ تسلیم کیا ہے اور اسے تعلیمات نبوی ﷺ سے وابستہ رکھنے کی ہدایت فرماتی ہے ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض خواتین اور لڑکیوں کو درس دیتی تھیں

'آپ رض ہر سال حج پر تشریف لے جاتیں ۔ پہاڑوں کے درمیان حضرت عائشہ رض کا خیمہ نصب ہوتا ، تشنگان علم جوق در جوق دور دراز مقامات سے آکر حلقۂ درس میں شریک ہوتے ، مسائل پیش کرتے اور اپنے شبہات کا ازالہ چاہتے ۔ تابعین میں اسی

Marfat.com

عہدِ کے تمام علمائے حدیث جو ان کے خوشہ چیں تھے ان میں اڑتالیس عورتیں تھیں'
(سیرۃ عائشہ ص ۱۳)

حضرت عائشہ رض کا درس یقیناً صرف کتابی علم تک محدود نہ ہوتا تھا۔ اصلاح معاشرہ اس درس کا اہم پہلو ہوتا تھا اور یہ سب تعلیم و تربیّت تعلیماتِ نبوّی ﷺ کی روشنی میں دی جاتی تھی اور اسی روشنی میں امہات المومنین اپنا کردار ادا کرتی تھیں۔

زمانۂ نبوت کے بعد خلفائے راشدین ، بنو امیہ اور بنو عباس کے دور میں بھی خواتین کے نام آسمان شہرت پر جگمگاتے نظر آتے ھیں اور معاشرہ ان سے فیض اٹھاتا رہا ھے۔ سب سب بڑا فیض معاشرہ نے یہی اٹھایا کہ ان عظیم خواتین نے بچّوں کی اعلیٰ تربیّت کی اور انہیں دین و دنیا میں سرخرو ہونے کا موقع فراہم کیا اس سلسلہ میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، حضرت فاطمہ الزھرہ رضی اللہ عنہا حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور دوسری بے شمار خواتین کے نام پیش کئے جا سکتے ھیں۔

عباسی دورِ حکومت میں ھارون الرشید اور مامون الرشید کی بیگمات کے ساتھ بے شمار دوسری بیگمات اور سینکڑوں کنیزوں کے نام تاریخ کے صفحات پر محفوظ ھیں جو علوم و فنون کی ماہر تھیں اور معاشرہ کی اھم خدمات انجام دیتی تھیں۔

آٹھویں صدی کے مشہور سیاح ابن بطوطہ نے مسلمان بیگمات اور ان کی علمی فضیلت کا ذکر کیا ھے۔

برصغیر پاک و ھند میں سینکڑوں خواتین کے نام علم و فضل ، امور سلطنت کی ادائیگی اور اصلاح معاشرہ کے سلسلہ میں پیش کئے جا سکتے ھیں اور یہ تمام خواتین اپنے فرائض دائرہ اسلام میں رھتے ہوئے عین تعلیماتِ نبوّی کے مطابق ادا کرتی تھیں۔

برصغیر میں رضیہ سلطانہ کو فن خطابت میں ید طولیٰ حاصل تھا۔ کہا جاتا ھے کہ جب اس کے بھائی بہرام شاہ نے شاھی خاندان پر ظلم و ستم کئے تو رضیہ سلطانہ نے جامع مسجد میں ایک ھی تقریر سے سیاست کا پانسہ پلٹ دیا۔

Marfat.com

مغل بادشاہ جہانگیر کی بیگم نور جہاں نے علم و فن کی سرپرستی کے علاوہ امور سلطنت کی انجام دھی میں عملاً کامیاب حصہ لیا اور امور سلطنت پر چھائی رھی ۔

انیسویں صدی کی ایک خاتون قدسیہ بیگم نے متعلق ایک انگریز فوجی افسر نے اپنی کتاب میں لکھا ھے کہ ان کی تعلیم نہایت باقاعدہ ھوئی تھی اور اس قدر اعلیٰ دماغ پایا تھا کہ تھوڑے عرصہ میں ریاست کا کام سنبھالنے اور تمام امور کو خود انجام دینے کے قابل ھو گئی ۔

جو خواتین سیاست کا پانسہ پلٹ دیں ، جو امور سلطنت میں مہارت رکھتی ھوں وہ یقیناً معاشرہ کی بہترین مصلح ثابت ھو سکتی ھیں ۔

ھمارے عظیم رھنماؤں و ماھرین نے بھی خواتین کے کردار کا اعتراف کیا ھے ۔ علامہ اقبال مدراس تشریف لے گئے تو وھاں انجمن خواتین اسلام نے جنوری ۱۹۲۹ء کو آپ کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا ۔ جس کے جواب میں علامہ اقبالؒ نے تقریر فرمائی ۔ اس کا ایک اقتباس پیش کیا جاتا ھے ۔

'ایمان کی بات تو یہ ھے کہ اگر میری تحریوں نے خواتین کے دلوں میں اسلامی روایات کا احترام پیدا کیا ھے تو رب کعبہ کی قسم! میں سمجھتا ھوں کہ میں اپنی مراد کو پہنچ گیا ، میرا یہ عقیدہ رھا ھے کہ کسی قوم کی بہترین روایات کا تحفظ بہت حد تک اس قوم کی عورتیں ھی کر سکتی ھیں ۔ اگرچہ انحطاط کے دور میں عورت کے حقوق سے لاپروائی ھوئی ، مسلمان مردوں نے مسلمان عورتوں سے تغافل برتا لیکن عورت باوجود اس تغافل کے اپنا منصب پورا کرتی رھی ، کوئی شخص ایسا نہ ھوگا جو اپنی ماں کی تربیت کے اثرات اپنی طبیعت میں نہ پاتا ھو ، یا بہنوں کی محبت اس کے دل پر اپنا نشان نہ چھوڑتی ھو ، وہ خوش نصیب شوھر جن کو نیک بیویاں ملی ھیں خوب جانتے ھیں کہ عورت کی ذات مرد کی زندگی کے ارتقاء میں کس حد تک اس کی ممد و معاون ھوتی ھے'

(مقالات اقبال مرتبہ سید عبدالواحد ص ۳۱۸ ۔ ۳۱۹)

Marfat.com

عظیم رہنماؤں و مصلحین کا ذکر ان کی عظیم ماؤں کے ذکر کے بغیر ادھورا رہ جاتا ھے۔ برصغیر پاک و ھند میں علی برادران کے درجه اور عظمت سے سب واقف ھیں لیکن یقیناً 'بی اماں' نے علی برادران کو عظیم رتبه تک پہنچنے میں مدد کی۔ کون اس حقیقت سے واقف نہیں که

بولیں اماں محمد علی کی جاں بیٹا خلافت په دے دو

ایک مرتبه بی اماں نے ایک خاتون کو شوھر کا ساتھ دینے کی اس طرح نصیحت کی

'جب قوم کا کام کرنے نکلے ھیں تو سختیاں تو برداشت کرنا ھی پڑیں گی مگر تم کو تو چاھئیے که اپنے شوھر کا ساتھ دو اور تمھاری باتوں سے ان میں کم ھمتی پیدا نه ھونے پائے'

بی اماں نے ایک موقع پر کہا که پرده خواتین کے کام میں حائل نہیں ھونا چاھئیے اور انہیں خود بھی پڑھنا چاھئیے اور دیہاتوں میں جا کر لڑکیوں کی تعلیم کا مفت انتظام کرنا چاھئیے۔

علی برادران کی گرفتاری کے بعد جب بی اماں نے سنا که حکومت کے نمائندے علی برادران سے معافی نامه پر دستخط کرانا چاھتے ھیں تو آپ نے محمد علی کو پکار کر کہا

'محمد علی تم دونوں بھائی معافی نامه پر دستخط نہیں کرو گے اور اگر تم نے دستخط کر دئیے تو میں تمہارا دودھ نه بخشوں گی اور نه تمھاری شکل دیکھوں گی۔ تم کوکبھی گھر کے اندر نه گھسنے دوں گی۔ ذلت کی آزاد زندگی سے جیل کی کوٹھری ھزار درجه بہتر ھے، جہاں انسان کا وقار قائم ھے'

یه عظیم فیصله عظیم خواتین ھی سنا سکتی ھیں اور یه فیصله تاریخ ساز ثابت ھوا، اسلامی معاشره کو سربلندی نصیب ھوئی۔ بیگم محمد علی جوھر بھی تحریک خلافت میں بڑھ چڑھ کر حصّه لیتی تھیں اور خواتین مسلم لیگ کی سب کمیٹی کی پہلی صدر تھیں۔ یه ساده زندگی گزارتی تھیں اور قوم و معاشره کی خدمت کا فرض انجام دیتی تھیں۔

Marfat.com

مسلمان خواتین نے ہر ایک مسلم ملک من معاشرہ کی عظیم خدمات انجام دی ھیں ۔ اس سلسلہ میں ترک خواتین نے بھی مثالی کردار ادا کیا ھے ۔ انہوں نے جنگ بلقان اور پہلی جنگِ عظیم میں مسلمان بھائیوں اور مجاھدوں کے قدم بہ قدم ملک کے لئے عظیم خدمات انجام دی ھیں ۔ ترکی کی معروف ادیبہ خالدہ ادیب خانم کے نام سے کون واقف نہیں انہوں نے اپنی تقریروں میں بتایا کہ ترک خواتین نے زبرداست اقتصادی خدمات انجام دی ھیں ، فوج کی تمام ضرورات کی تکمیل خواتین کرتی تھیں ۔ اگر ترکی میں خواتین آگے نہ بڑھتیں ، تو شاید ترکی کا زندہ رھنا دشوار ھو جاتا ۔ خالدہ ادیب خانم نے علمی و ادبی میدان کے ساتھ ساتھ معاشرتی اصلاح کے لئے بھی اھم درجہ حاصل کیا ھے ۔ انہوں نے ترک خواتین کی معاشرتی اصلاح کے لئے تعلیم کے فروغ کی راہ اختیار کی ، خواتین کی انجمنیں قائم کیں ، ترک فوجیوں کی حوصلہ افزائی کی ۔ مصطفےٰ کمال پاشا نے ترکی میں خالدہ ادیب خانم کو ملک و معاشرہ کی اصلاح کے لئے اپنا معاون سمجھا ، اس سلسلہ میں ان خواتین کا کردار دوسری تمام خواتین کے لئے مشعل راہ ھے ۔

قیامِ پاکستان کے سلسلہ میں اور قیام پاکستان کے بعد خواتین نے اھم خدمات انجام دی ھیں ۔ محترمہ فاطمہ جناح نے قائد اعظم کے دست راست کی حیثیت سے بھی اور بعد میں بھی معاشرتی اصلاح کی کامیاب تحریکیں چلائیں ، سماجی اصلاح کے ادارے قائم کئے ، مدارس میں گرلز گائڈ کی تحریک آپ ھی کی مرھون منت ھے ۔

بیگم رعنا لیاقت علی خاں نے پاکستان میں معاشرتی خدمت و اصلاح میں اھم مقام حاصل کیا ۔ لڑکیوں میں نرسنگ کی تربیت کو مقبول بنایا ، خواتین کے حفاظتی دستوں کی تنظیم کی ، دفاع کی تربیت ، سماجی خدمت ، گھریلو مصنوعات کے فروغ اور فروخت کے مراکز کا قیام اور معاشرتی فلاح و بہبود کے لئے کل پاکستان انجمن خواتین (APWA) کی تنظیم اصلاح معاشرہ کے لئے اھم اقدامات تصور کئے جاتے ھیں ۔

غرض تاریخ کے ھر ایک دور سے ایسی بے شمار خواتین کی مثالیں پیش کی جا سکتی ھیں جو اسلام کے دائرہ میں رھتے ھوئے تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں اھم معاشرتی اصلاح کے فرائض انجام دیتی رھی ھیں اور معاشرہ ان کا احسان مند ھے ۔

Marfat.com

انہوں نے معاشرہ کو عظیم دانشور ، مفکرین ، ماہرین اور صالح شخصیتیں عطا کی هین اور یہ صرف اسی وقت ممکن ہوا جب خواتینً نے دین اسلام کی مقرر کردہ حدود پار نہیں کیں ۔ اسلامی حدود میں رهتے هوئے خواتین نے صرف بچّوں کی تعلیم و تربیت اور اصلاح معاشرہ کا فریضہ هی ادا نہیں کیا بلکہ جنگ و جہاد کے مواقع پر بھی فوجوں اور مجاهدین کے دوش بدوش داد شجاعت حاصل کی اور بہادری کے جوہر دکھائے ۔

اسلامی معاشرہ میں خواتین نے اصلاح معاشرہ کے لئے جو کردار ادا کیا وہ اس لئے ممکن ہو سکا کہ ان خواتین میں یہ خصوصیات بھی موجود تھیں ۔

۱۔ توحید و رسالت پر پختہ ایمان
۲۔ اسلامی عبادات ادا کرنا۔
۳۔ اسلامی عقائد و نظریات پر پختہ یقین ۔
۴۔ تقویٰ و پرهیزگاری ۔
۵۔ صبر و رضا ، قناعت اور طبیعت کی نیکی و پاکیزگی ۔
٦۔ سخاوت ۔
۷۔ فرمانبردار و اطاعت گزاری ۔

عظیم خواتین نے ان حدود میں رهتے هوئے تعلیماتِ نبوی ﷺ کے مطابق بچوں کی تعلیم و تربیت اور اصلاح معاشرہ کا فرض انجام دیا ۔ آج بھی خواتین اصلاح معاشرہ میں مردوں کے دوش بدوش کام کر کے معاشرتی اصلاح میں اپنا کردار ادا کر سکتی هیں ۔

بلکہ بعض رهنماؤں نے خواتین کو مردوں سے زیادہ قومی زندگی کا امین سمجھا هے ۔

پروفیسر حمید احمد خاں نے هوم اکنامکس کالج لاهور میں ایک خطبہ میں فرمایا کہ 'عورت مرد کے مقابلہ میں اپنی روایات کی زیادہ امین رهی هے' ۔ آپ نے کہا 'اس فرق کا ادنیٰ مگر بالکل نمایاں ثبوت اپنے معاشرہ میں عورت اور مرد کے لباس کے درمیان دیکھ لیجئے ۔ تہذیب میں مغرب کا سیلاب اگر اب تک بہا کر نہیں لے جا

Marfat.com

سکا تو فقط عورت کی شلوار ، قمیض اور دوپٹہ کو ۔ ورنہ ہم مردوں نے تو ٹانگوں میں فرنگی دو شاخہ اڑس لیا ، بدن پر ایک دم کٹی سی قبا ڈال لی اور حد یہ کر دی کہ گلے کی پھانسی کو بھی نہ چھوڑا'

مدرسة البنات جالندھر میں ۴ نومبر ۱۹۴۰ء کو قائد اعظم نے خطاب کے دوران فرمایا :

'یاد رکھئے کہ کوئی قوم زندہ نہیں رہ سکتی اور اپنے اصل نصب العین کو حاصل نہیں کر سکتی جب تک قوم کے مرد اور عورتیں متحد ہو کر اس کی طرف نہ بڑھیں پس زندگی کے ہر شعبہ میں عورتیں کام کر سکتی ہیں مگر بعض کام ایسے بھی ہیں جو عورتیں ہی کر سکتی ہیں اور بعض کام مرد ہی کر سکتے ہیں لیکن اگر مرد و عورت متحد ہو کر کام کریں تو سب کام کر سکتے ہیں'
(مسلم خواتین کی تعلیم ۔ محمد امین زبیری ص ۱۲۹)

آج بھی پاکستان میں خواتین اصلاح معاشرہ میں اہم کردار ادا کر رہی ہیں ۔ ملکی و بین الاقوامی اداروں کے تعاون سے خواتین یہ ذمّہ داری بخوبی نبھا رہی ہیں مثلاً تعلیم بالغاں ، گھریلو صنعتوں کے فروغ ، منشیات اور جرائم کی روک تھام کے لئے ، بچوں کے تربیت کے لئے اور یہ خدمات اسلامی تعلیمات کی روشنی ہی میں ادا کی جا رہی ہیں ۔ دائرہ اسلام میں رہتے ہوئے اور تعلیمات نبوی ﷺ کے مطابق اگر تمام خواتین اصلاح معاشرہ کا تہیہ کر لیں تو یہ کام مشکل نہ ہوگا اس سلسلہ میں ایک مثال پیش کرنا چاہوں گی ۔ کراچی میں یونیسکو کے تعاون سے بستی پروجیکٹ شروع کئے گئے ہیں جن میں خواتین بھر پور کردار ادا کر رہی ہیں اور محلوں میں 'ہوم اسکولز' قائم کر کے تعلیم و تربیت کا سلسلہ شروع کیا ہے ان تربیتی اداروں میں طالبات بھی اہم کردار ادا کر رہی ہیں ۔ ایک طالبہ پس ماندہ بستی سے اپنے مدارس کا معائنہ کر کے واپس آ رہی تھی کہ اس نے دیکھا گلی میں لڑکوں کی ایک ٹولی بیٹھی ہے جن میں سے بعض نشہ کے عادی معلوم ہوتے تھے اور گولیوں کے ساتھ جوا کھیل رہے تھے ۔ اس طالبہ نے گاڑی روک کر ان کی جانب دیکھا تو ایک لڑکے نے کہا باجی کیا دیکھ رہی ہیں ؟ آپ بھی آجائیں اور ہمارے ساتھ کھیلیں ۔ اس طالبہ

Marfat.com

نے ان لڑکوں کو بہت پیار محبت سے سمجھایا کہ یہ کھیل تمہارے شایان شان نہیں ھے ۔ اگر تم ھاکی کھیلو ، فٹ بال کھیلو تو میں تمہارے ساتھ کھیلوں گی اور محلہ میں تمھاری ٹیمیں بنا کر تمھیں کھیل کی سہولت دلاؤں گی ۔ وہ لڑکے کچھ دیر ایک دوسرے کا منہ دیکھتے رہے پھر بولے ٹھیک ھے ھم تیار ھیں یہ کھیل چھوڑ دیں گے اور دوسرے ھی دن وہ لڑکے اس طالبہ کے پاس پہنچے کہ ھم نے خراب کھیل چھوڑ دئے ھیں ۔ اب آپ ھماری مدد کریں اور کھیل کی ٹیمیں بنوا کر کھیل کی سہولت فراھم کریں چنانچہ دوسرے ھی دن یہ بچے ھاکی اور فٹ بال کی ٹیمیں تشکیل دے رہے تھے یہ ھے کردار ان عظیم خواتین کا جو خاموشی سے اصلاح معاشرہ کا فریضہ انجام دے رھی ھیں اور معاشرہ کو تعلیمات نبوی ﷺ کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کر رھی ھیں یہ وہ خواتین ھیں جنھیں معاشرہ جانتا بھی نہیں اور یہ صلہ کی پرواہ کئے بغیر اپنا اصلاحی عمل جاری رکھے ھوئے ھیں ۔

معاشرہ کی اصلاح بے شک خواتین کی ذمہ داری اور فرض ھے لیکن یہ مقصد حاصل کرنے کے لئے پہلے خود خواتین کو سادگی اپنانا چاھئیے ۔ اپنی ضروریات محدود کرنا چاھئیے ۔ مردوں کو پرتعیش زندگی گزارنے کے لئے وسائل حاصل کرنے کی ترغیب نہیں دینا چاھئیے ۔ تصنع و بناوٹ کا خاتمہ کرنا چاھئیے ۔ خود بھی سادگی اپنائیں ، بچوں کو بھی سادہ زندگی گزارنے کے لئے تیار کریں تو اس طرح رفتہ رفتہ سارا معاشرہ نیک و صالح بن سکتا ھے اور اسلامی معاشرہ کی اصل روح واپس آسکتی ھے ۔ اس سلسلہ میں چند تجاویز پیش کی جاتی ھیں ۔

۱ ۔ خواتین خود دینی تعلیم حاصل کریں نیز قرآن پاک اور احادیث کا عملی درس حاصل کرنے کی کوشش کریں۔
۲ ۔ خواتین دینی تعلیم کے مدارس قائم کریں ۔
۳ ۔ تعلیم بالغاں کے مراکز قائم کریں ۔
۴ ۔ خواتین گھروں پر بچّوں کی صحیح تعلیم و تربیت پر توجّہ دیں ۔
۵ ۔ اصلاحِ معاشرہ کے لئے امداد باھمی کی کمیٹیاں تشکیل دیں ۔
۶ ۔ معاشرہ سے بیروزگاری کے خاتمہ کے لئے تربیت و ھنر کے مراکز قائم کریں ۔

Marfat.com

۷ ۔ بچّوں کی اصلاح کے لئے مذہبی اقدار بالواسطہ اور بلاواسطہ بچوں کو بتانی چاہیں ۔

۸ ۔ معاشرہ سے غیر ضروری رسم و رواج ختم کرنے میں خواتین اپنا کردار ادا کریں ۔

۹ ۔ خواتین نمود و نمائش سے احتراز کریں اور سادگی اپنائیں ۔

۱۰ ۔ بچوں کے لئے اصلاحی اور سبق آموز ادب تشکیل دیں ۔

۱۱ ۔ خواتین کانفرنسیں منعقد کی جائیں ۔

یہ اور اس قسم کی دوسری بہت سی تجاویز خواتین اصلاحِ معاشرہ میں اپنا کردار ادا کرنے کے لئے تیار کر سکتی ہیں کیونکہ بقول الطاف حسین حالی خواتین اس کی اہل ہیں ۔

نیکی کی ہو تصویر تم ، عفّت کی ہو تدبیر تم
ہو دین کی تم پاسباں ، ایمان سلامت تم سے ہے

Marfat.com

آنسه غلام خاتون یوسف زئی

اصلاح معاشرہ میں عورت کا کردار
سیرت طیبہ کی روشنی میں

ہر دور اور ہر قوم میں معاشرہ میں عورت کے مقام اور اس کے کردار کے تعین کا مسئلہ زیر بحث رہا ھے لیکن یہ فضیلت صرف اسلام ہی کو حاصل ہے کہ اس نے دین فطرت ہونے کے ناطے سے دیگر مسائل کے ساتھ ساتھ اس مسئلے کا بہت واضح حل پیغمبر اعظم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث و تعلیمات کی روشنی میں مرحمت فرمایا ھے ۔

آج کے دور میں جبکہ معاشرتی اقدار نہایت تیزی سے تغیر پزیر ہیں ، اس امر کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے کہ اولا سیرت طیبہ اور اہل بیت رسول کی تعلیمات کی روشنی میں اور ثانیاً عقلی نقطہ نگاہ سے یہ دیکھا جائے کہ اسلامی معاشرے میں عورت کا کردار کیا ہونا ھاہئے ۔

سب سے پہلے ھم عقلی نقطہ نگاہ سے معاشرے میں عورت کے فرائض منصبی کا تعین کرتے ھیں تاکہ موضوع کی افادیت میں اضافہ ھو جائے خالق ارض و سمانے انسان کی تخلیق ایک جوڑے کی صورت میں کی تاکہ نظام زندگی چل سکے ۔ اور نسل انسانی کی بقا ھو سکے ۔ عورت کو اندرون خانہ ذمہ داریاں اور مرد کو بیرون خانہ ذمہ داریاں سونپی گئیں ۔ یہ تقسیم انداز فطرت کے عین مطابق ہے ۔ کیونکہ ھم دیکھتے ہیں کہ مرد بعض خدا داد صلاحیتوں مثلا جسمانی ذھنی اور عضلاتی قوت کے لحاظ سے عورت پر فائق ہے ۔ جیسا کہ جدید سائنسی تحقیقات نے ثابت کر دیا ھے کہ عورت اور مرد کے دماغ میں مادۃً اور شکلاً اختلاف ھوتا ہے ۔ مرد کے دماغ کا وزن عورت کی نسبت زیادہ ھوتا ھے ۔ نیز مرد کے حواس خمسہ عورت کے حواس خمسہ کی نسبت قوی ھوتے ھیں ۔ ماحصل یہ ہے کہ مرد عورت کی نسبت جسمانی ،

Marfat.com

ذھنی اور عضلاتی لحاظ سے قوی ھوتے ھیں لیکن اس کے باوجود بھی اسلام نے ان دونوں اصناف کو مساوی حقوق عطا کئے ھیں ۔ جو اسلام کے منصف مزاج ھونے کا بین ثبوت ھے ۔

جہاں تک اس معاملے میں اسلامی نقطہ نظر کا تعلق ہے وہ بالکل واضح ہے دین فطرت ھونے کی وجہ سے عورت اور مرد کے دائرہ ہائے عمل کی تقسیم کے متعلق اسلام کا نقطہ نظر وہی ھے جس کا تقاضہ خود عقل سلیم کرتی ھے ۔ اسلام نے مرد و زن کو ایک ایسا معاشرتی رتبہ دینے کے ساتھ ساتھ دونوں کے دائرہ ہائے عمل میں ایک واضح حد فاصل قائم کر دی ھے ۔ گھریلو ذمہ داریاں عورت کے اور بیرون خانہ ذمہ داریاں مرد کے سپرد کی گئی ہیں قرآن مجید میں سورہ النساء آیت نمبر ۳۴ میں ارشاد ربانی ھے ۔

ترجمہ:۔ 'مرد عورت پر قوام (حاکم و نگران) ہیں اس فضیلت کی بناء پر اللہ نے ان میں ایک کو دوسرے پر عطا کی ھے ۔ اور اس بناء پر کہ وہ ان پر (مہر و نان نفقہ کی صورت میں) اپنا مال خرچ کرتے ھیں پس صالح شوہر کی اطاعت گذار اور اللہ کی توفیق سے ، شوہروں کی غیر موجودگی میں ان کی ناموس کی محافظ ھیں' اس آیۃ مبارکہ کی رو سے مرد کی حیثیت خاندان کے حاکم اور معاشی کفالت کے ذمہ دار کی ھے ۔ اور عورت کے لئے شوہر کی اطاعت ، اسکی آبرو اور مال و اولاد کی حفاظت اس کے اخلاقی اور معاشی فرائض قرار پاتے ھیں یہ ایک فطری تقسیم کار ھے ۔ جو مرد اور عورت کی فطری صلاحیتوں کے عین مطابق ہے ۔ اس میں اگرچہ عورت کی ذمہ داریوں کا دائرہ گھر کی چار دیواری کے اندر ایک چھوٹی سی دنیا تک محدود نظر آتا ھے ۔ لیکن در حقیقت اس چھوٹی سی دنیا کے نظام کی ھمواری اور استحکام پر باہر کی وسیع تر دنیا کے حالات و معاملات کی درستگی ، توازن ، اور استحکام کا انحصار ہے ۔ چنانچہ اس چھوٹی سی دنیا کی خوش گواری ہی اس بات کی ضمانت فراھم کرتی ھے کہ موجودہ نسل اپنے بعد ایک صحت مند ، توانا ، اور باصلاحیت نسل کو اپنے جانشین کے طور پر چھوڑ کر جاسکے گی ۔ گویا نئی نسل کی پیدائش ، پرورش اور تربیت بنیادی طور پر عورت ہی کا منصبی فریضہ ہے اور اس کا حقیقی مقصد وجود ہے ۔

Marfat.com

سیرت پاک کی روشنی میں اگر عورت کا کردار دیکھنا ہو تو ازواجِ مطہرات ، بنات اور اکابرِ صحابیات کی جانب نظر ڈالئیے جن کی زندگی کے مذہبی ، معاشرتی اور اخلاقی پہلو تعلیماتِ رسول کی نمائندگی کرتے ھیں پیغمبر اعظم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ جنہیں آپ اپنے جگر کا ٹکڑا کہتے تھے وہ گھر کے تمام کاموں کی انجام دہی اپنے ہاتھوں سے فرماتی تھیں حتّٰی کہ ہاتھوں میں گٹے پڑ جاتے تھے اور گھریلو کام کی انجام دہی کے باعث کپڑے میلے ہو جاتے تھے مگر وہ کبھی حرفِ شکایت زبان پر نہ لائیں ۔ ان کے صبر اور استقامت سے متأثر ہو کر آنحضور نے فرمایا ۔

' اے فاطمہ تقوٰی اختیار کرو ۔ فرائض اللہ ادا کرو اپنے کنبہ کے اعمال کو اپنا دستور بناؤ اور جب بستر خواب میں لیٹو تو ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھو یہ پورا سو ہو گیا اور یہ عمل تمہارے لئے خادم سے بہتر ھے '

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول تمام مسلم خواتین کی زندگی کا نصب الغین ہونا چاہیے گھریلو ذمہ داریوں سے عہدہ برا ہونے کے ساتھ ساتھ عورت کا دوسرا اہم فریضہ بچوں کی تربیت اور شوہر کی خدمت گزاری اور خیرخواھی ھونا چاھیئے

حضرت ام سلیم بیوہ ہوئیں تو حضرت انس بن مالک بچّے تھے اس لئے انہوں نے یہ عزم کر لیا کہ جب تک ان کی نشوونما کامل طور پر نہ ہو جائے گی وہ دوسرا نکاح نہ کریں گی چنانچہ حضرت انس خود سپاس گذارانہ لہجے میں اعتراف کرتے ھیں اے اللہ میری ماں کو جزائے خیر دے کہ اس نے میری ولایت کا حق ادا کیا ۔

(طبقات ابنِ سعد ۔ تذکرہ حضرت ام سلیم)

زن و شوھر کے معاشرتی تعلقات پر اس امر کا نہایت عمدہ اثر پڑتا ھے کہ بیوی شوھر کی خدمت گذار ھو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کمالِ طہارت کی وجہ سے مسواک کو بار بار دھلایا کرتے تھے اور اس پاک خدمت کو حضرت عائشہ ادا فرماتی تھیں اسلام نے عورت کے افعال کا دائرہ محض گھر کی چار دیواری ھی تک محدود نہیں رکھا بلکہ اسے ایک حد میں رہ کر دیگر افعال کی انجام دہی کی بھی اجازت ہے جن سے معاشی حالت سدھارنے میں مدد مل سکے مگر یہ کام اس کی گھریلو زندگی پر اثرانداز نہ ھوتے ھوں ۔ لیکن اگر ایسا ممکن نہ ھو تو اسے بیرون خانہ

Marfat.com

سرگرمیوں میں الجھانے کے بجائے خانگی زندگی کے فرائض کی بجا آوری کے لئے ان جھمیلوں سے آزاد رکھا جائے تاکہ عورت اپنے فطری دائرہ عمل میں رہتے ہوئے اپنے فرائض خوش اسلوبی سے انجام دے سکے۔

لیکن تہذیب نو پر الحادومادیت کے اثرات کے تحت ھمارے دور کی مائیں اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت پر توجہ دینے کے بجائے انہیں کنڈرگارڈن میں چھوڑ آتی ھیں اور بقیہ اوقات میں انہیں آیا کی زیر نگرانی رکھتی ھیں تاکہ وہ حصول معاش کے لئے یا آرٹ پرستی اور دیگر مصروفیات کے لئے زیادہ سے زیادہ وقت نکال سکیں اس طرز زندگی نے خاندانی نظام کو جس کے زیر اثر رہ کر بچہ بہت کچھ سیکھتا ھے بالکل درھم برھم کر دیا ھے یہی وجہ ھے کہ اب مجرموں اور فساق و فجار کی تعداد میں بہت اضافہ ھو رہا ھے اور دنیا میں ایسے افراد کی کثرت ھے جو نہ تو مضبوط سیرت کے مالک ھیں اور نہ انہیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس ھے۔

لہذا اصلاح معاشرہ کے لئے ھمیں فلسفہ اسلام اور تعلیماتِ نبّوی پر عمل پیرا ھونا ھو گا جو اس امر کی داعی ھیں کہ عورت کا بنیادی کردار بحیثیت ماں ، بہن ، بیٹی یا بیوی کے کردار سازی اور گھر داری ھے اس کا فطری مقام گھر ھے جہاں وہ اپنی چھوٹی سی ریاست کی ملکہ اور مالکہ ہے اور اپنے شوہر کی وفا شعار اور اطاعت گذار رفیقہ بھی یہی اسلامی معاشرے میں عورت کا فطری کردار ہے وہ گھر کے نظام کو درست اور خوش گوار رکھ کر پورے معاشرے کے لئے ایسے حالات پیدا کرتی ھے جن میں قومی ترقی اور پیش قدمی کی راہیں استوار ھوتی ھیں وہ زندگی کے اجتماعی معاملات کی انجام دہی کے لئے مرد کو ایک ایسی اخلاقی اور روحانی قوت فراھم کرتی ھے جس کے بغیر وہ اپنی ذھنی اور جسمانی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کے قابل نہیں ھو سکتا وہ ایسی نئی اور صحت مند نسل کی تیاری کا فریضہ انجام دیتی ہے جو اپنے بڑوں کے دوش بدوش قومی زندگی کا بوجھ اٹھانے کی تربیت حاصل کرتی ھے اور اس طرح قوم کے روشن مستقبل کی ضمانت مہیا کرتی ہے پھر وہ اپنے مخصوص دائرہ عمل میں رہتے ھوئے ایسی اعلی تعلیم و فنی تربیت بھی حاصل کر سکتی ھے ، جس کے ذریعے سے وہ نسوانی دنیا کے حالات کو بہتر بنانے کا فریضہ انجام دے سکتی ہے۔ وہ معلّمہ بن کر نئی نسل کی ذھنی تربیت کا کام کر سکتی ھے

Marfat.com

ڈاکٹر بن کر عورتوں کے امراض کا مداوا مردوں سے زیادہ بہتر طور پر کر سکتی ھیں ۔ اس طرح وہ زندگی کے دوسرے بہت سے دائروں میں اپنی خداداد صلاحیتوں اور قابلیتوں کو بروئے کار لا کر اجتماعی فلاح کے بہت سے کام انجام دے سکتی ھیں اگر اس کا معاشرتی اور اجتماعی شعور پختہ ھو تو وہ اصلاح نسواں کے مختلف منصوبوں پر بھی کام کر سکتی ھے لیکن یہ تمام کام اسے اپنے مخصوص حد میں رہ کر اور شعائراسلامی خصوصًا پردے کا خیال رکھ کر کرنا چاھیئے ۔

Marfat.com

سعدیہ ظفر

اصلاحِ معاشرہ میں خواتین کا کردار
تعلیماتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں

نظامِ عالم کی بقاء نوع انسانی کی بقاء سے وابستہ ہے اور بنی نوعِ انسان کی بقاء مرد و زن کے باہمی تعاون و اشتراک پر منحصر ہے ۔ فاطر فطرت نے ان دونوں کے اعضاء و قویٰ کو مختلف شکل و صورت میں ڈھالنے کے باوجود ان میں جذب و انجذاب کا مادّہ اور صنفی کشش پیدا کر کے انہیں ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم بنا دیا ۔ بعض صلاحتیں مرد کو اور بعض خوبیاں عورت کو دے کر قدرت نے یہ انتظام کیا کہ زندگی کی گاڑی بخیر و خوبی چل سکے ۔

خالق قدرت نے مرد و عورت دونوں کو انسان بنا کر بھیجا مگر تاریخ انسانیت کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ عورت کو محکوم و مظلوم بنا کر اسے محض ایک حیوان کی حیثیت سے خانگی ضرورت کے سامان کی حیثیت سے گھر میں جگہ دی گئی اور اسے انسان سمجھنے سے بھی گریز کیا گیا ۔

عورت جس کے وجود سے دنیا قائم ہے ۔ جو بنی نوع انسان کی بقاء کی ضامن ہے ۔ اس کے ساتھ ماضی میں کیا سلوک ہوتا رہا اس سلسلے میں قدیم ترین تاریخ میں کسی قدر مفصّل اور مستند معلومات ہمیں یونانیوں اور رومیوں کے عہد سے ملتی ہیں ۔ ان کے ہاں علوم و فنون کی ترقی کے باوجود عورت کا مقام نہایت پست تھا اور وہ اسے انسانیت پر بار سمجھتے تھے ۔ اہل یونان اپنی معقولیت پسندی کے باوجود عورت کے بارے میں ایسے تصوّرات رکھتے تھے کہ جنہیں سن کر ہنسی آتی ہے ان کا قول تھا 'آگ سے جل جانے اور سانپ سے ڈسے جانے کا علاج ممکن ہے مگر عورت کے شر کا مداوا محال ہے' ۔

Marfat.com

لیکی اپنی کتاب 'تاریخ اخلاقِ یورپ' میں لکھتا ھے:

'بحیثیت مجموعی باعصمت یونانی بیوی کا مرتبہ نہایت پست تھا ۔ اس کی زندگی مدة العمر غلامی میں بسر ھوتی ۔ لڑکپن میں والدین کی ، جوانی میں شوھر کی اور بیوگی میں فرزندوں کی وراثت میں ۔ اس کے مقابلے میں مرد اعزہ کا حق فائق سمجھا جاتا ۔۔۔۔ افلاطون نے بلاشبہ مرد اور عورت کی مساوات کا دعویٰ کیا مگر یہ تعلیم محض زبانی رھی' ۔

یونان کی طرح روما میں بھی عورت کو پیدائش سے موت تک ایک زیر نگرانی قیدی کی طرح رکھا جاتا رھا ۔ اس کے ھاں لڑکا ھو جائے تو اسے کچھ عزّت مل جاتی ۔ وھاں کے باشندوں نے عورت کے حقوق متعیّن کرنے کے لئے ایک بھاری جلسہ کیا اور کافی بحث و تمحیص کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ 'وہ ایک بے جان قالب ھے اسی وجہ سے وہ اخّروی زندگی میں حصّہ نہ پائے گی ، وہ ناپاک ھے اس کو گوشت کھانے اور ھنسنے بولنے کی اجازت نہیں ھے ۔ اس کو اپنے تمام اوقات زھد و عبادت میں گزارنے ضروری ھیں ۔ اس کی زبان بندی کے لئے انہوں نے اس کے منہ پر تالا ڈال دیا جس کا نام انہوں نے Musellere (موزلییر) رکھا ۔ عورت خواہ اعلیٰ خاندان کی ھو یا ادنیٰ ، چلتے پھرتے گھر میں غرضیکہ ھر وقت یہ لوھے کا تالا اس کے منہ پر پڑا رہتا' ۔

فرانس میں فرانسیسی قانون کی رو سے عورت کو عہد و پیمان یا کسی معاملے کا بالکل اختیار نہ تھا جب تک وہ شوھر کی مرضی معلوم نہ کر لے ۔ انہوں نے ایک عظیم الشان جلسے میں فیصلہ کیا کہ:

'عورت انسان ھے مگر وہ محض مرد کی خدمت کے لئے پیدا کی گئی ھے'

انگلستان کے کلیسائی محکمہ نے فرانس کی پیروی میں ایسا قانون نافذ کیا جس کی رو سے خاونـد کو اختیار دیا کہ وہ اپنی عورت 'ھبہ' کر سکتا ھے ۔ شاہِ انگلستـان ھنری ھشتم نے عورت کے لئے مذھبی تعلیم قانوناً منع کر دی ۔ اس کی پارلیمنٹ نے قانون بنایا کہ :

'عورت ناپاک ھے اس لئے اس کو عہدنامہ جدید یعنی انجیل پڑھنے کی اجازت نہیں'

Marfat.com

مشہور مسیحی پیشوا ٹرٹولین اپنی کتاب 'عورت کی تعریف' میں لکھتا ھے:

'اے عورتو! کیا تم جانتی ہو کہ تم کون ہو ؟ تم حوّا کی جانشین ہو اور تمھاری ہر بہن بلحاظ خصلت حوّا ھی ھے تم میں حوّا کا جرم موجود ھے ۔ تم شیطان کا دروازہ ہو'

یہودیت کا شمار دنیا کے ان مذاہب میں ہوتا ھے جس نے چند عقیدے اور عقائد و نظریات ھی نہیں دئیے بلکہ زندگی کے مسائل سے بھی بحث کی مگر عورت کے بارے میں ان کا بھی یہی نظریہ ھے کہ حضرت آدم کو جنت سے نکالنے والی عورت ھی ھے ۔ عہد نامہ قدیم میں ھے:

'تو اس کے بعد اللہ نے کہا ، 'میں تیرے درد حمل کو بڑھاؤں گا اور تو درد کے ساتھ بچے جنے گی تیری رغبت اپنے شوھر سے ہوگی جو تجھ پر حکومت کرے گا'

ایران میں بھی عورت کے ساتھ یہی سلوک ہوتا اس کی دو حیثیتیں تھیں ۔ غلام یا سامانِ تعیّش ۔ وھاں کی زبان فارسی میں خاوند کو 'خصم' کہتے ھیں یعنی 'عورت کا دشمن' اور عورت کو 'زن' کہتے ھیں یعنی ایسی بری ھستی جسے مارتے رھنا چاھئے ۔ مرد اگر چاھتا تو اپنی بیوی کو کسی دوسرے مرد کو دے دیتا ۔ ایسے میں وہ 'خدمتگار' کہلاتی ۔ حقیقی بہن بیٹی سے نکاح کر لیتے اور اسے کارِ ثواب جانتے ۔

ھندوستان جس کو اپنی تہذیب و تمدن پر ناز ھے عورت کے ساتھ یہاں انتہائی ظالمانہ سلوک ھوتا ۔ ڈاکٹر ہیوم اپنی تالیف 'مذاھب عالم' میں لکھتے ھیں:

'جین شاستروں میں عورت کی مٹی پلید کی گئی ھے ۔ مہابیر سوامی عورت کو 'تمام برائیوں کی جڑ' کہتے ھیں ۔ ڈاکٹر مسز سٹونسن اپنی کتاب 'خلاصۂ جین دھرم' میں رقمطراز ھیں کہ:

'ڈگمبر جین لوگوں کا عقیدہ ھے کہ عورتیں موکش (نجات) حاصل نہیں کر سکتیں جب تک وہ مرد کا قالب اختیار نہ کریں'

ویدک دھرم کی چاروں ویدوں میں عورت اور مرد میں کہیں مساوات نہیں

Marfat.com

اس کی مشہور مذہبی کتاب 'منوسمرتی' میں صاف درج ھے کہ:

۱ ـ 'چنڈال مرغ ، کتا اور حیض والی عورت برھمن کو بھوجن کرتے نہ دیکھیں' (۲۳۹:۳)

۲ ـ 'جھوٹ بولنا عورتوں کا خاصہ ھے' (۱/۱۷)

مشہور سیاح البیرونی نے ویدک دھرم کی ان خصوصیات کی نشان دھی کی ھے کہ:

۱ ـ کم سن لڑکیاں ، کسبیاں اور دیوداسیاں بنانے مندروں میں لائی جاتی ھیں اور مندوں میں پجاری عورتوں اور دیوداسیوں کی اخلاقی حالت شرمناک ھے وغیرہ ـ

اسی طرح 'ستی' کی قبیح اور انسانیت سوز رسم بھی عورت کی مظلومیت کا ایک ثبوت ھے ـ

بلادِ عرب میں بھی عورت کا یہی حال تھا ـ ناجائز تعلّقات کی وجہ سے موجودہ یورپ کی طرح وھاں کا خاندانی نظام درھم برھم ھوگیا ـ حضرت عائشہ رض اس زمانے کے طرز نکاح کے بارے میں فرماتی ھیں:

'جاھلیت میں نکاح چار طریقوں سے ھوتا ـ ایک نکاح تو اسی طرح جس طرح آج کل لوگ کرتے ھیں ـ یعنی کوئی شخص کسی شخص کی لڑکی کو پیغام دے اور مہر دے کر نکاح کرے ـ دوسرا طریقہ یہ تھا کہ جب عورت ناپاکی کی حالت سے نکل آتی تو اس کا خاوند اسے کسی شخص کے پاس بھیجتا اور اس سے کہتا کہ مباشرت کرو پھر وہ خود اسے ھاتھ نہ لگاتا حتی کہ وہ حاملہ ھو جاتی اس کے بعد جب چاھتا اس سے مباشرت کرتا ـ تیسرا طریقہ یہ تھا کہ دس سے کم تعداد کے لوگ ایک عورت کے پاس جمع ھو جاتے اور ھر ایک اس سے مباشرت کرتا جب بچہ پیدا ھوتا تو عورت ان سب کو بلا بھیجتی ، ان میں سے کوئی بھی مرد آنے سے انکار نہ کر سکتا تھا ـ پھر ان سے کہتی کہ تم جانتے ھو جو کچھ ھو چکا ھے اور اے فلاں شخص یہ تمھارا بچہ ھے اور بچہ اسے سونپ دیتی ـ چوتھا طریقہ یہ تھا کہ بہت سے مرد ایک عورت کے گھر میں داخل ھو جاتے اور اس سے مباشرت کرتے ـ جب بچہ پیدا ھوتا تو سب جمع

Marfat.com

ہوتے اور قیافہ سے معلوم کرتے کہ یہ کس کا بچہ ہے اور بچہ اس کے حوالے کر دیتے'

قیس بن عاصم نے زمانہ جاہلیت میں آٹھ دس لڑکیاں دفن کیں ۔ اسی طرح نکاح و طلاق پر کوئی پابندی نہ تھی ۔ لڑکیوں کو پیدائش کے بعد زندہ دفن کر دیتے ۔

غرضیکہ یونان ہو یا روما ، عرب ہو یا عجم ، یورپ ہو یا ایشیا ہر جگہ عورت کا یہی حال تھا اس کا اثر عورت کی اجتماعی اور معاشرتی زندگی پر پڑا اور وہ ظلم و ستم کی آندھیوں میں گھر گئی ۔ جب شقاوت و بربریّت کے ہاتھوں انسانیّت دم توڑنے لگی تو رحمتِ پروردگار جوش میں آئی اور اسلام نے عورت کو اپنے دامن حمایت میں لے لیا ۔ بدکاری اور بے آبروئی کے سرچشمے بند کر دئے گئے ، جنسی میلانات کو اعتدال اور ضابطوں کا پابند کر کے اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا:

'یہ بھی اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہاری جنس سے تمہارے لئے بیبیاں بنائی تاکہ تم ان سے راحت و تسکین حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبّت اور رحم پیدا ہو' (روم ۳/۳۱)

اس اعلان کی رو سے اس قدیم نظریے کی تردید ہوئی کہ عورت شیطان یا حیوان یا عیش و عشرت کا سامان ہے ۔ حضور ﷺ نے عورت کے متعلق مردوں کے دل سے نفرت و کدورت دور کرنے کے لئے متعدد اعلانات فرمائے ۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

'جس شخص کے ہاں لڑکی پیدا ہو اور وہ خدا کی دی ہوئی نعمتوں کی اس پر بارش کرے ۔ تعلیم و تربیّت اور حسن و ادب سے اسے بہرہ ور کرے تو ایسے شخص کے لیے میں خود جہنم کی آڑ بن جاؤں گا' ۔

اللہ تعالیٰ نے عورت کو تحفّظ دینے کے لیے احکامات جاری کئے اور قانون وراثت کی رو سے عورت کو مزید تحفظ دیا ۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

'حیا ، خوشبو ، مسواک اور نکاح یہ چار چیزیں تمام انبیاء کی سنت ہیں'

عورت اس تحفّظ کے بعد اس قابل ہوئی کہ وہ معاشرے میں رہ کر تعمیری کام

Marfat.com

کر سکے اور اسے عقل و شعور کی جو نعمت عظمیٰ عطا کی گی ھے اس سے کام لے سکے ۔ اسلام نے عورت کو ماں کا مقام دے کر ایک اونچے مقام پر فائز کیا اور بچے کی تعلیم و تربیت کا فریضہ اس کے سپرد کر کے اسے اس قابل بنایا کہ وہ بچے کی ذھنی اور دماغی قوتوں کی نشو و نما کر کے اسے ایک مہذب و مفید فرد بنا کر قوم کے حوالے کر دے ۔ اسلام نے عورت کو انسان تسلیم کرتے ہوئے اجر و ثواب ، عذاب ، تقویٰ اور اعلیٰ سیرت و کردار و اخلاق کے لحاظ سے مرد کے برابر عزت و تکریم کا مستحق قرار دیا ۔ اسلام نے عورت کو اتنی تیزی سے ذلت اور رسوائی کے مقام سے اٹھایا اور حقوق و مراعات دیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رض فرماتے ھیں:

'حضور ﷺ کے زمانے میں ھم انہی عورتوں سے گفتگو اور بے تکلفی برتتے ہوئے ڈرتے تھے کہ کہیں ھمارے متعلق کوئی حکم نہ نازل ھو جائے ۔ جب آپ ﷺ کا وصال ھو گیا تو ھم ان کے ساتھ بے تکلفی سے رھنے لگے' ۔

آپ ﷺ نے فرمایا:
'میری بچّی میرا ھی گوشت پوست ھے ۔ جو چیز اس کو تکلیف دے وہ میرے لئے بھی تکلیف کا باعث ھو گی' ۔

اسلام نے زندگی کی تعمیر کا جو نقشہ پیش کیا ھے خواہ اس کا تعلق عبادات سے ھو یا معاملات سے یا خاندانی نظم سے یا معاشرتی آداب سے ، اقتصادی قوانین سے ھو یا اصول تہذیب سے ، اس نے کسی بھی گوشہ میں عورت کی اس حیثیت کو مجروح نہیں ہونے دیا ھے ۔ شریعت کی نگاہ میں اجتماعی عبادات سے میں عورت کی شرکت سے زیادہ اس بات کی اھمیت ھے کہ وہ اپنے محاذ پر جمی رھے ۔ اس کا اجتماعی پروگرام سے الگ رھنا اتنا نقصان دہ نہیں ھے جتنا اپنے مرکز کو چھوڑ دینا مثلاً نماز کو لیجئے عورت کے لئے جماعت ضروری نہین ھے ۔ حضور ﷺ کا فرمان ھے:

'عورتوں کے لئے بہترین مسجد ان کے گھروں کے اندونی حصّے ھیں'

حضرت عائشہ رض فرماتی ھیں ۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

'تم اپنے گھروں میں جمی رھو یہی تمھارا جہاد ھے'

Marfat.com

عورت کی اصل پوزیشن کو باقی رکھنے کے لئے اسے معاشی تگ و دو سے نجات دے دی گئی ۔ اگر کسی بڑی مصلحت کے تحت اسے گھر چھوڑنے کی اجازت بھی دی تو ایسی تدابیر کے ساتھ کہ اس کو احساس رہے کہ اس کا اصل مقام اس کا گھر ھی ھے ۔

اگرچه اسلام نے عورت کو خاندان اور گھر سے متعلق کیا ھے مگر اس کے فکر و عمل کی دنیا کو صرف یہیں تک محدود نہیں کیا ھے اور نه ھی اسے ان حقوق سے محروم کیا ھے جو اجتماعی زندگی بسر کرنے کے لئے ضروری ھیں ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ھیں کہ :

'انصار کی عورتیں بھی خوب تھیں دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنے کے سلسله میں شرم و حیا ان کے لئے رکاوٹ نه تھی'

جمعه اور عیدین کے خطبوں میں خواتین جا کر دین کی تعلیمات سے روشناس ھوتی تھیں مگر ان مواقع پر ان کا اجتماع تفریحی مجلس کا نہیں ھوتا تھا بلکه وہ اس سے پورا فائدہ اٹھاتین تھیں ۔ حارثه بن نعمان رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی فرماتی ھیں:

'میں نے حضور ﷺ کی زبان میں سے سن کر سورة قٓ یاد کی'

اسلامی تعلیمات سے پته چلتا ھے کہ شریعت عورت کو علم کے استفادہ و افادہ میں تمام معاشرتی سہولتیں بہم پہچاتی ھے اس لئے که اس کے فکری ارتقاء میں رکاوٹ پیدا نه ھو اس طرح عورت جس کا فکر و ادب میں کوئی وجود نه تھا آفتاب علم و ھدایت بن کر سامنے آئی ۔ حضرت عائشه رضی اللہ عنہ کے شاگرد خاص عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ھیں کہ : 'میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ قرآن اور فرائض ، حلال و حرام ، شعر و ادب ، اھل عرب کی تاریخ اور ان کے حسب نسب کو جاننے والا کسی اور کو نه پایا'

موسیٰ بن طلحه رضی اللہ عنہ فرماتے ھیں:

'میں نے حضرت عائشه رضی اللہ عنہ سے زیادہ کسی کو فصیح نہیں دیکھا'

Marfat.com

ام سلمہ رضی اللہ عنہ کی ایک باندی ام الحسن نامی تھیں وہ اتنی باصلاحیت تھیں کہ عورتوں کو باقاعدہ وعظ و تبلیغ کرتی تھیں ۔

خواتین کی ان علمی خدمات کا سوسائٹی کو بہت فائدہ ہوا ۔ زندگی کے ہر میدان میں ان کے نقوشِ فہم و بصیرت نے رہنمائی کی اور وہ مردوں کے دوش بدوش امّت کی ہدایت کا فریضہ انجام دیتی رہیں ۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

'حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے پاس ہر شہر سے لوگ آیا کرتے'

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے وفات کے پچاس برس تک زندہ رہیں اور لوگوں کے لئے سرچشمۂ نور و ہدایت بنی رہیں ۔ صحابہ رضی اللہ عنہ کے علمی اختلافات اور الجھنوں کو دور کرنے میں ازواجِ مطہرات نے بڑی مدد کی ۔ اسلام نے عورت کی جدوجہد صرف علمی میدان تک ہی نہیں رکھی بلکہ زراعت اور تجارت میں بھی اسے ترقی کا حق دیا ۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری خالہ کو ان کے شوہر نے طلاق دے دی اور طلاق کے بعد عدت کے دن ان کو اپنے گھر میں گزارنے تھے مگر اس دوران انہوں نے کھجور کے چند درخت کاٹنے اور فروخت کرنے کا ارادہ کیا تو ایک صاحب نے سختی سے منع کر دیا ۔ یہ حضور ﷺ کے پاس پوچھنے گئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

کھیت میں جاؤ اپنے کھجور کے درخت کاٹو اور فروخت کرو اس رقم سے بہت ممکن ہے کہ تم صدقہ و خیرات یا کوئی بھلائی کا کام کرسکو'

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت کو حسب ضرورت گھر سے باہر سعی کا اختیار بھی حاصل ہے ۔

عورت کو اسلام نے جو حقوق دئے ہیں ، مسلمان عورتوں میں اس کا فائدہ اٹھانے کا پورا پورا شعور تھا ۔ انہوں نے اس کی تعلیم بھی دی ۔ ایک صاحب نے بیٹی کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر کر دیا وہ حضور ﷺ کے پاس شکایت لے کر آئی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

Marfat.com

'اگر تجھ کو یہ عقد پسند نہیں تو تو آزاد ہے' اس نے کہا 'میرے والد نے جو اقدام کیا ہے میں اسے بحال کرتی ہوں مگر میں چاہتی ہوں کہ عورتوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ ان کی مرضی کے بغیر ان کے باپوں کو ان کے نکاح کا حق حاصل نہیں'

ایک انصاری صحابیہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے جنگ احد میں مردوں کی سی ثابت قدمی دکھائی ۔ حضور فرماتے ہیں:

'دائیں بائیں جس طرف میں نے رخ کیا ام عمارہ رضی اللہ عنہا کو اپنی مدافعت میں لڑتے دیکھا'

دین کی مدافعت شمشیر و سناں کے علاوہ زبان و بیان سے بھی جاری تھی ۔ حضور ﷺ کی پھوپھی عروہ بنت عبدالمطلب کے متعلق بیان ہے کہ 'وہ ایمان لانے کے بعد حضور ﷺ کی معاونت کرتی تھیں اور اپنے لڑکے کو آپ ﷺ کی مدد کرنے اور آپ کا مقصد لے کر کھڑا ہونے پر ابھارتی تھیں ۔ ابو سفیان کی بیوی ھندہ بنت عقبہ نے شہدائے احد کے خلاف اشعار لکھے تو ھند بنت اثاثہ رضی اللہ عنہا نے ان کا اشعار میں ہی ترکی بہ ترکی جواب دیا ۔ خواتین کو معاشرے میں جہاں کہیں بگاڑ نظر آیا اس کو بدلنے اور خیر و اصلاح کی کوشش کرتیں تھیں ۔ سمرا بنت نہیک رضی اللہ عنہا کے متعلق علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں:

'وہ بازاروں میں گھوم پھر کر اعلان بھلائی کرتی تھیں اور برائی سے روکتی تھیں ۔ ان کے ہاتھ میں کوڑا ہوتا تھا جس سے وہ لوگوں کو منکر کے ارتکاب پر مارتی تھیں'

مسلمان خواتین صاحبانِ حکومت کو نصیحت کیا کرتی تھیں اور اس معاملے میں ذرا بھی مرعوب نہ ہوتی تھیں ۔ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: 'مہر کی مقدار کم رکھو' ، اس پر ایک عورت نے کہا 'آپ کو اس کی تبلیغ کا حق نہیں ۔ قرآن کہتا ہے کہ تم عورتوں کو ایک ڈھیر مال بھی دو تو اس میں سے ایک بھی نہ لو' ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا 'ایک عورت نے عمر رضی اللہ عنہ سے بحث کی اور غالب رہی'

Marfat.com

گویا خواتین کو اسلام کے تحفظ و بقاء کی فکر دامن گیر تھی ـ بنو امیّہ کے آغاز خلافت کے دور میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے گورنروں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر لعن طعن کی رسم ڈالی تو کوفہ کے ایک صحابی حضرت حجر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کھلے بندوں مدح و ستائش کی ان کے گورنروں نے ان کی زبان بندی کی کوشش کی مگر ناکام رہے ـ آخرکار حضرت حجر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی گرفتار کر لئے گئے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش ہوئے ـ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پتہ چلا تو فوراً پیغام بھیجا کہ انھیں چھوڑ دیا جائے مگر بدقسمتی سے اس پیغام سے پہلے ہی حضرت حجر رضی اللہ عنہ اور ان کے سارے ساتھی شہید کر دیے گئے ـ حضرت عائشہ رض اس واقعے پر سخت ناراض ہوئیں حج کے موقع پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کی تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا:

'معاویہ ! تم نے حجر اور ان کے ساتھیوں کا قتل کیا اور وہ سب کچھ کیا جو کرنا چاہا! کیا تمھیں اس بات کا ڈر نہیں کہ میں بھی کسی شخص کو پوشیدہ طور پر تمھارے قتل پر لگا سکتی ہوں'

شریعت کی نگاہ میں زندگی کے مسائل دو طرح کے ہیں ـ بعض مسائل ایسے ہیں جن میں عورت کے فہم و عقل پر بھروسہ کیا جاسکتا ہے مگر بعض مسائل میں عورت کی فہم کے لغزش کھا جانے کا امکان ہے ـ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

'عورت اپنے گھر والوں اور اس کی اولاد کی نگران ہے اور اس سے اس بارے میں بازپرس ہوگی'

تاریخی حقیقت یہ ہے کہ مختلف دینی اور ملّی ضروریات کے تحت خواتین جمع ہوتی تھیں اور بعض اوقات اجتماعی طور پر اپنی فکری اور عملی مشکلات پیش کرتی تھیں اور حضور ﷺ ان کا حل فرماتے تھے ـ خواتین نے اسماء بنت زیدؓ خاتون کو اپنا نمائندہ بنا کر حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا اور آپ ﷺ نے وہ مسئلہ حل فرمایا ـ

'حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرض نماز میں ہماری امامت کی اور وہ وسط میں کھڑی

Marfat.com

ہوئیں' (یعنی مردوں کی طرح امامت کرنے آگے نہیں آئیں)

خیرہ بیان کرتی ہیں کہ 'اُم سلمہ رضی اللہ عنہ رمضان میں اُن کی امامت فرماتی تھیں' ۔ نماز حقیقت میں تنظیم امت کا ایک چھوٹا سا نمونہ ہے ۔ گویا شریعت خواتین کو اپنے انفرادی اور اجتماعی مسائل حل کرنے کے لئے تنظیمیں قائم کرنے سے نہیں روکتی اور نہ ہی عورتوں کی علیحدہ جماعت سازی ممنوع ہے ۔ وہ مردوں سے الگ اپنی جماعت بنا سکتی ہیں اور صحابیات رضی اللہ عنہا کا اس پر عمل بھی رہا ہے ۔ البتہ عورت کے فطری دائرے کے اندر جو معاشرتی اور سماجی ذمہ داریاں ہیں وہ صرف انہی کو ادا کرنے کی پابند ہے اور عورت معاشرے اور سماج کی جو بھی خدمت انجام دے گی وہ چند بنیادی اصولوں کو مدنظر رکھ کر دے گی ۔ ان اصولوں کو چھوڑ کر وہ کوئی جدوجہد نہیں کر سکتی ۔ اس سلسلے میں پہلا اصول یہ ہے کہ وہ اپنی اصلاً خانگی زندگی کی ذمہ دار ہے ۔ وہ گھر کی دنیا اجاڑ کر دوسرے گوشوں کی آرائش و زیبائش نہیں کر سکتی ۔ بیوی کی حیثیت میں شوہر کی اطاعت و فرمانبرداری اس کا فرض ہے ۔ حضور ﷺ سے کسی نے صالح بیوی کی صفات کے دریافت کیں تو فرمایا:

وہ شوہر کو خوش کر دے جب وہ اس کو دیکھے ، اور اس کی بات مانے جب وہ حکم دے اور اپنے نفس اور مال میں کسی ایسی حرکت سے اس کی مخالفت نہ کرے جس کو وہ ناپسند کرتا ہو'

یہ تمام تاریخی شہادتیں اور احادیث نبوی ﷺ ثابت کرتی ہیں کہ اسلامی معاشرے کے سود و زیاں اور نفع و ضرر سے مسلمان عورت کسی تماشائی کی طرح غیر متعلق نہیں رہ سکتی کیونکہ معاشرہ کے بناؤ ، بگاڑ اور اصلاح و فساد سے اس کا بہت قریبی اور گہرا تعلق ہے ۔ وہ معاشرے کو خیر کی بنیادوں پر قائم رکھنے میں مدد دے گی ، بھلائیوں کا خیر مقدم کرے گی ، تو برائیوں پر احتجاج بھی کرے گی اور وہ زندگی کے مختلف معاملات میں خواہ وہ انفرادی ہوں یا اجتماعی اپنے جذبات ، احساسات ، پسند و ناپسند ، خیال و رائے کا اظہار کر سکتی ہے اور یہ اظہار اپنی حدود کے اندر زبان و بیان ، تحریر و انشاء ، غرض جس ذریعہ سے بھی ہو اس پر کوئی قدغن نہیں اور شریعت اس کے اس حق کو تسلیم کرتی ہے ۔

Marfat.com

بیگم محمودہ نزہت عثمانی

اصلاح معاشرہ میں خواتین کا کردار
تعلیماتِ نبوی کی روشنی میں

اس عنوان کے دو اجزاء ھیں ۔ میں چاھتی ھوں کہ پہلے ھم یہ دیکھ لیں کہ تعلیماتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں معاشرے میں خواتین کا کیا مقام ھے ۔ اس سے ھمیں معاشرے کی اصلاح میں ان کا کردار متعین کرنے میں مدد ملے گی ۔ انسانیت بے شمار معاشرتی گروھوں میں بٹی ھوئی ھے اور ھر گروہ کا اپنا مخصوص مزاج ھے ۔ جو اس کے افراد کے باھمی تعلق کو منضبط کرتا ھے ۔ اسلامی معاشرے کا بھی اپنا مخصوص مزاج ھے ۔ جو اسے تعلیمات نبوی ﷺ سے ودیعت ھوا ھے اور صحیح اسلامی معاشرہ اسی وقت تشکیل پا سکتا ھے جب اس کے افراد کی زندگی اور باھمی روابط ان ابدی تعلیمات اور اس پاکیزہ نمونے پر قائم کئے جائیں جو ھمیں آپ ﷺ سے پہنچے ھیں ۔

اسلام سے پہلے دنیا میں جو معاشرے موجود تھے انہی میں عورت کا کم و بیش وھی احوال تھا جو آج کی دنیا کے غیر اسلامی معاشروں میں پایا جاتا ھے ۔ بعض ملکوں اور قوموں میں افراط کا یہ عالم تھا کہ عورت شمع محفل اور زینت بازار تھی ۔ دوسری طرف تفریط کا یہ عالم تھا کہ عورت مجبور محض اور محکوم تھی ۔

اسلام اپنے مزاج میں عدل اور میزان کا دین ھے ۔ سورۂ رحمٰن میں ارشاد ھوتا ھے : 'والسماء رفعها و وضع المیزان' ، 'اس نے آسمان کو بلند کیا اور میزان کو قائم فرمادیا' ۔

گویا کائنات کی بنیاد عدل و توازن اور میانہ روی پر ھے ۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا : 'خیر الامور اوسطھا' ہر کام میں بڑائی ان کی میانہ روی میں ھے' ۔

Marfat.com

یہی میانہ روی معاشرے میں عورت کے مقام کو متعیّن کرنے میں اختیار کی گئی ہے ۔ مسلمان معاشرے کی عورت نہ مجبور محض ہے ، نہ بے لگام ، نہ گھر کی چار دیواری میں مقیّد ہے ، نہ سرِ بازار بے باک و سرگرداں ۔

ان گزارشات کا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ میری ناچیز فہم کے مطابق ایک مسلمان عورت کن حدود میں رہ کر معاشرے کا فعال اور اہم جزو بن سکتی ہے ۔ ہمارا معاشرہ بنیادی طور پر مادری معاشرہ ہے ۔ جسے انگریزی زبان میں (Maternal Soc-iety) کہا جاتا ہے یعنی حضور پاک ﷺ کی پاکیزہ تعلیمات نے عورت کو حاکمانہ اختیارات عطا فرمائے ہیں ۔ متعصب اقوام کی بے خبری یا دشمنی نے اگرچہ دنیا میں یہ تاثر پھیلانے کی کوشش کی ہے کہ اسلامی معاشرے میں عورت کو مرد سے کم تر حیثیّت دی جاتی ہے ۔ لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے ۔ کسی بھی ملک میں چلے جائیے جہاں آپ کو مسلمان ایک مجتمع گروہ کی حیثیت سے ملیں گے وہاں آپ دیکھیں گے کہ گھر پہ حکمرانی اور اختیار عورت کا ہے خواہ ماں کی حیثیت میں خواہ بیوی کی حیثیت سے ۔ یہی صورت احوال ہمارے معاشرے میں پائی جاتی ہے ۔ لہذا اصلاح معاشرہ میں خواتین کی حیثیت اتنی ہی اہم ہوتی ہے جتنا معاشرے میں ان کا مقام اور مرتبہ اہم ہے ۔

کسی بھی معاشرے کی اکائی (یعنی یونٹ) ایک گھر یا کنبہ ہوتا ہے ۔ بہت سے کنبے یا گھرانے مل کر قبیلہ اور بہت سے قبائل مل کر قوم بنتے ہیں ۔ لہذا ایک قوم کا مزاج وہی ہوگا جو اس کے کنبوں یا گھرانوں کا مزاج ہوگا ۔ بنیادی طور پر معاشرے میں عورت کے دو ہی کردار ہیں ۔ وہ ماں ہے یا بیوی ۔ حضور ﷺ نے اسلامی معاشرے میں ماں کو وہ بلند مرتبہ عطا فرمایا ہے جس کی مثال تاریخ انسانی میں نہیں ملتی ۔ عورت کو ماں کی حیثیت سے آخرت میں وجہ نجات فرمایا ۔ اپنی ماں کی خدمت اور فرمانبرداری کو جہاد سے افضل بتایا اور ماں کے قدموں تلے جنت فرمائی ۔

ماں کا کردار بچّے کی شخصیّت کی تعمیر میں سب سے اہم عامل (Influence) ہے ۔ جس حقیقت کو نبی امی ﷺ نے آج سے چودہ سو برس پیشتر بیان فرمایا تھا ۔

Marfat.com

بیسویں صدی کی نفسیاتی تحقیقات نے اقوام یورپ پر اس کو ایک بار پھر آشکارا کر دیا ۔ اب یہ بات مسلّمہ ثبوت ہے اور فلاسفہ مغرب اس کو بار بار بیان کرتے چلے جا رہے ہیں کہ بچّے کا کردار پانچ سال کی عمر تک متعین ہو جاتا ہے اور شخصیّت کی اس تعمیر میں جتنے عوامل کارفرما ہیں ۔ ان میں‌اہم ترین عامل ماں کی ذات اور ماں کا کردار ہے ۔ کسی معاشرے میں جیسی مائیں ہوں گی ویسے ہی کردار اس معاشرے میں ڈھل کر نکلیں گیں ۔ یہ ہمارے ہوش کی بات ہے کہ ہمارے گھروں میں صبح سویرے سے فجر کی نماز اور تلاوت قرآن پاک کا اہتمام ہوا کرتا تھا ۔ بچّے کی آنکھ کھلتی تھی تو ماں کو قرآن پڑھتا ہوا دیکھتا تھا ۔ اس کے کان میں صبح سویرے جو پہلی آواز پڑتی تھی وہ خدا کے کلام کی اور اس کے محبوب کے کلمے کی تھی ۔ آج اپنے گرد و پیش پر نظر ڈال کر دیکھئے ، کتنے گھروں میں یہ ماحول اور یہ کیفیت :ظر آئے گی ۔ صبح اٹھتے اور نمازِ فجر ادا کرنے کا دستور ہی قصۂ پارینہ بن گیا ۔ بچّے کی آنکھ کھلتی ہے تو مغربی موسیقی کی سمع خراش آوازیں اس کے معصوم ذہن کو مسموم کرتی ہیں ۔ ہماری مائیں اور بزرگ خواتین بچّوں کو اللہ کے نام اور رسول کے کلمے سے بولنا سکھاتی تھیں ۔ آج کی مائیں فخر سے بیان کرتی ہیں کہ 'ممی' ، 'Dog' اور 'Pig' کہنا سیکھ گیا ہے ۔ ایسے گھروں کے ماحول اور ایسی ماؤں کی گود میں جو قوم تربیت پائے گی وہ ہمارے سامنے ہے ۔ نپولین کا مشہور مقولہ ہے 'تم مجھے اچھی مائیں دو میں تمھیں اچھی قوم دوں گا ۔ حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکات سے اس ملک میں شمع ایمان فروزاں ہوئی اور ہزارہا بت پرستوں نے ان کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا ۔ آج بھی لاکھوں معتقدین ان کے مزار مبارک، پر سکون قلب کے لئے حاضر ہوتے ہیں ۔ آپ کی والدہ ماجدہ نہائت پاک باز و پارسا خاتون تھیں ۔ فرماتی ہیں کہ 'میں نے کبھی فرید کو بغیر وضو کئے دودھ نہیں پلایا' اور جتنی دیر حضرت خواجہ اپنی ماں کی آغوش میں دودھ پیتے والدہ محترمہ کلمۂ شہادت کا ورد فرماتی رہتی تھیں ۔

شارع علیہ السلام نے اپنی مبارک تعلیمات میں رضاعت یعنی (ماں کے دودھ پلانے) کو بڑی اہمیت عطا فرمائی ہے ۔ قرآن کریم میں ماں کے حقوق کی بنیاد جن دو فرائض پر رکھی گئی ہے اس میں رضاعت نہایت اہم ہے ۔ ارشاد ہوتا ہے ۔

Marfat.com

ترجمہ : 'اور بچے کو دودھ پلانا ہے دو سال تک ہے،تاکہ وہ میرا شکر کرے اور اپنے والدین کا شکر گزار ہو'

ماں کا اپنے بچّے کو دودھ پلانا ربوبیّتِ الٰہی کا ایک اظہار ہے لیکن اب مائیں اپنے بچوں کو اس سفید رنگ کے کیمیائی پوڈر پر پرورش کرتی ہیں جسے معدنی تیل کی کثافتوں سے جاپان میں مشینوں پر تیار کیا جاتا ہے ۔

چند سال قبل مغرب کے ماہرین نفسیات (Psychologists) ماہرین سماجیات (Socialogists) اور ماہـرین عمـرانیات (Anthropologists) کا اجتماع امریکہ میں اسی بات پر غور کرنے کے لئے ہوا کہ نسلوں کا باہمی بعد جسے ان کی اصطلاح میں (Generation gap) کہتے ہیں کیونکر پیدا ہوا ؟ اور اسے کیونکر دور کیا جاسکتا ہے ؟ پوری دنیا کے لئے بالعموم اور اقوامِ مغرب کے لئے بالخصوص یہ امر انتہائی پریشانی کا باعث بن رہا ہے کہ اولاد ماں باپ سے اور نئی نسل پرانی نسل سے دور سے دور تر ہوتی جا رہی ہے ۔ دلوں میں محبتیں ختم ہو گئیں ۔ حسن تعلق اور حسن سلوک کے تمام دستور مٹ گئے ہیں ۔ بہت سی عالمانہ گفتگو اور بہت سی وجوہات پر غور کرنے کے بعد دانشور اس نتیجے پر پہنچے کہ جب بچہ ماں کی چھاتیوں سے دودھ پیتا ہے تو ایک روحانی اور نفسیاتی تعلق اس کے اور اس کی ماں کے درمیان قائم ہو جاتا ہے ۔ جو بچّے کو ماں باپ سے اور نئی نسل کو پچھلی نسل سے محبّت اور حسنِ معاشرت کے بندھن میں باندھے رکھتا ہے ۔

جب سے بچے شیشے اور پلاسٹک کی بوتلوں پر پلنے لگے ہیں یہ بندھن کمزور ہوتا جا رہا ہے ۔ یہاں تک کہ مغرب میں بالکل ٹوٹ گیا ہے اور مشرق میں ہماری نظروں کے سامنے کمزور سے کمزور تر ہوتا چلا جا رہا ہے ۔

ہماری بدنصیبی یہ ہے کہ دو سو سال سے ہم ذہنی طور پر مغرب سے اس قدر مرعوب رہے ہیں کہ ہم اپنی ہی بیش قدر تعلیمات اور روائتوں کو یورپ کے حوالے سے جانتے اور پہچانتے ہیں ۔ قرآن نے رضاعت کی اہمیت پر اس قدر زور دیا ہے کہ رضاعت کے رشتوں کو پردے اور نکاح کے قوانین میں خون کے رشتوں کے برابر رکھا

Marfat.com

ھے ۔ اگر آج ھم یقین کے ساتھ اپنی زندگی کے ہر معاملے میں اسوۂ نبوّی اور تعلیماتِ نبوی سے ھدایت حاصل کر لیں تو یہ یقین ھے کہ ھم اپنے معاشرہ کو ہر قسم کی بے چینی اور برائی سے پاک کر سکتے ھیں ۔

عورت کا دوسرا اھم کردار بیوی کا کردار ھے ۔ بیوی کی حیثیت سے حضور ﷺ نے عورت کو دنیا میں وجہ سکون و قرار ارشاد فرمایا ہے ۔ قرآن کریم عورت کو مرد کا لباس قرار دیتا ھے اور مرد کو عورت کا ۔ 'ھن لباس لکم و انتم لباس لھن'،، 'یعنی شوھر اور بیوی ایک دوسرے کے لئے مونس و ھمدرد ھیں' پردہ بھی کہیں اور وجہ سکون و آرام بھی کہیں اور وہ ایک دوسرے کے اس قدر قریب بھی کہیں جیسے جسم سے لباس ۔

جس گھر کی عورت کا دل نورِ ایمان سے منوّر ھوگا ، اس گھر میں ہر دل ایمان کا گہوارہ بن جائے گا ۔ جس گھر کی خواتین دین کی تعلیم سے آراستہ اور نیکی کے زیور سے مزیّن ھوں گی اس گھر کا کوئی فرد بھی نیکو کاری اور دین داری سے متاثر ھو نے بغیر نہیں رہ سکتا ۔ اگر خاتون خانہ اپنے گھر میں حرام کو داخل نہ ھونے دے ، تو اس گھر میں رشوت اور ناجائز آمدنی کے داخلے کے دروازے بند ھو جائیں گے ۔ جس گھر کی خواتین سادگی کو اپنا شعار بنا لیں گی ، اس گھر کے مردوں کو حلال و حرام کے بلا امتیاز حصول کی خاطر سرگرداں پھرنا نہیں پڑے گا۔

ایک ماں اور بیوی کی حیثیت سے اپنےذاتی تجربے اور پورے یقین کے ساتھ یہ عرض کرنا چاھتی ھوں کہ اگر ھم یعنی پاکستان کی خواتین آج بھی یہ تہیہ کر لیں کہ ھم اپنے آپ کو مغرب کی ہلاکت خیز نقالی سے بچا کر اپنے آقا و مولیٰ حضرت مصطفےٰ ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں اپنے گھروں کو نیکی کا گہوارہ بنا لیں گی تو کوئی وجہ نہیں کہ پاکستان صحیح معنوں میں لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی سرزمین نہ بن جائے ۔

میں دعا کرتی ھوں کہ اللہ تعالیٰ ھم سب کو شمعِ نبوت سے روشنی حاصل کرنے کی سعادت عطا فرمائے ۔ آمین

Marfat.com

بیگم شمیم رفیع خواجه

اصلاحِ معاشرہ میں خواتین کا کردار
تعلیماتِ نبوی کی روشنی میں

آج اس دور میں تمام تر معاشرتی فساد ، بے راہ روی ، عدل و انصاف کا فقدان ، رشوت ستانی ، مہنگائی ، بے روزگاری ، سودی کاروبار ، بے حیائی ، اغوا و قتل ، بے حرمتی ، دغا و فریب کاریاں ، بددیانتی ، ذخیرہ اندوزی ، جان بچانے والی ادویّہ میں ملاوٹ ، ارتکاز زر ، جُوّا ، جھگڑے ، چوری ، ڈاکہ زنی ، رقص و سرو ، عریانی ، اقربا پروری ، ناجائز طرفداری ، بے جا خوشامد ، قومی پیداوار اور دولت کا ناجائز استعمال ، فحش لٹریچر ، مخرب اخلاق فلمیں ، وی سی آر و ٹی وی کا غلط استعمال اور بموں کے دھماکوں کا دور دورہ ہے اور یہ لمحۂ فکریہ ہے کہ اصلاح معاشرہ کیسے ہو ؟

بعض احباب مسلمانوں کی موجودہ روش کو دیکھ کر ان کی اصلاح سے مایوس ہو گئے ہیں اور اصلاحی اقدامات کو بے کار سمجھتے ہیں ۔ اگرچہ بہت سے دینی ادارے اپنی بساط کے مطابق اصلاحی امور میں مصروف ہیں لیکن ان کا دائرۂ کار محدود اور ناکافی ہے ۔ بعض کے نزدیک 'تحریک اور انقلاب' کی ضرورت ہے ان سے تفصیلاً گفتگو کے نتیجے میں پتہ چلتا ہے کہ 'تحریک اور انقلاب' سے ان کا مقصد حصولِ حکومت اور قوّت ہے ۔ گزشتہ چالیس سال سے حکومتیں بنتی اور بدلتی رہیں مگر معاشرہ ذہنی و اخلاقی اور معاشی ترقی کی بجائے تنزّل و پستی کی طرف رواں دواں ہے اور یہی وجہ ہے کہ ملک کو مکمل استحکام حاصل نہیں ہوا ۔

آخر معاشرے میں اتنی زیادہ بُرائیوں کے پیدا ہونے کا سبب کیا ہے اور اس کا علاج کیا ہے ؟ اس کی وجہ تو اسلامی تعلیمِ زندگی ، یعنی تعلیمِ نبوّی ﷺ کا فقدان ہے اور اس کا علاج صرف اور صرف تعلیماتِ نبوّیٰ سے آشنا و آراستہ ہونا ہے ۔ جس

Marfat.com

سے معاشرہ میں اسلامی انقلاب آجائے اور معاشرہ قابل رشک ہو جائے ۔ ہم سب میں قدرے کم یا زیادہ ایک ہی قسم کی اخلاقی اور ذہنی خامیاں ہیں ۔ خواہ ہم حکومت کے رکن ہوں یا عوام کے ، سرکاری محکمہ ہو یا نیم سرکاری ، تاجر ہو یا پھیری والا ، پھل والا ہو یا پرچون فروش ، رکشا ڈرائیور ہو یا مزدور ، تنقید تو ان سب پر ہوتی ہے لیکن اگر حکومت کی کارکردگی کو بہتر بنانا ہے یا ملکی استحکام درکار ہے تو اس کا واحد حل معاشرے کی اصلاح ہے ۔ اگر قوم میں اسلامی اقدار نہیں ہوں گی تو ہر شعبۂ زندگی میں ناکامی کا سامنا ہوگا اور اس کا خطرناک اور سنگین اثر اقتصادی بدحالی ، سیاسی دیوالیہ پن ، بے انصافی ، بے روزگاری ، بدامنی و بے چینی ، نفرت اور عدمِ استحکام کی صورت میں رونما ہوگا ۔

ذہنی و اخلاقی وقار ، پُرامن،خوش حال اور مستحکم نظامِ حکومت کی تشکیل کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ ہم اسلامی شعور ، اسلامی تعلیم ، اسلامی قانونِ زندگی ، تعلیماتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں اصلاح معاشرہ پر بھر پور توجہ دیں اور اس کے لئے جہاں ہر فرد کو اسلام کا تعلیماتِ نبوؐی سے آشنا اور آراستہ ہونا ضروری ہے وہاں خواتین کا خاص طور پر بدرجہ اُتم تعلیماتِ نبوؐی سے آشنا ہونا بلکہ عبور حاصل کرنا اور اس پر قولاً و عملاً گامزن ہونا بے حد ضروری ہے ۔ اور اس پر پوری توجّہ دینا لازمی امر ہے کیونکہ خواتین کی گود ہی سے اعلیٰ صفات کے حامل افراد ملّت تیار ہوں گے اور قیادتِ ملّت بھی ان ہی میں سے ابھرے گی ۔ ہمارے معاشرے کے لئے مردِ مومن ہی قائد ہونا چاہئے ۔ ایسے افراد کی تعریف میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

'ان لوگوں کو اگر ہم دنیا میں حکومت دے دیں تو وہ نماز کی پابندی کریں گے اور زکوٰۃ کا نظام جاری کریں گے اور دوسروں کو نیک کام کرنے کا حکم دیں گے ۔ اور برے کاموں سے روکیں گے' (سورۃ حج)

یہ بات قابلِ غور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلامی حکومت کے استحکام کے لئے اقتصادی ترقی کو اولین اہمیت نہیں دی ۔ بلکہ ہمہ وقت باطنی اصلاح کی طرف توجہ دی ۔کیونکہ اسلامی اصولوں ، تعلیمِ نبوؐی پر مکمل عمل سے مادی ترقی لازماً

Marfat.com

ہوگی اور معاشرے کی باطنی اصلاح کے لئے حکومت اور عوام برابر کے ذمّہ دار ہیں ۔ اصلاحِ معاشرہ کے لئے اسلامی تعلیمات کو پھیلانا اور شر کے دروازے بند کرنا دونوں بے حد ضروری ہیں ۔ اور ضرورت ہے کہ خواتین احیائے اسلام اور عملی نفاذ کے لئے ایک نیا جذبہ اور ایک نئی روح بیدار کریں تاکہ وہ یہ نیا جذبہ اور نئی روح اگے اپنے بچّوں یعنی مستقل کے معماروں ، ملّت کے افراد میں منتقل کرتی چلی جائیں تاآنکہ ایک اصلاحی معاشرہ وجود میں آ جائے اور یہ سب صرف اور صرف تعلیماتِ نبوی ﷺ کے سانچے میں ڈھالنے سے ہی ممکن ہے ۔ اللہ تعالیٰ کے احکام و اصول قرآن حکیم اور رسول کریم ﷺ کے ذریعہ ہی سے ہم تک پہنچے ہیں ۔ تعلیماتِ نبوؐی ، درحقیقت تعلیم قرآن ہی ہے ۔ جو سراپا رحمت ، برکت ، ہدایت ، شفا ، خوشحالی ، امن و سکون ، شفا و نور ، قوّت و عظمت اور وقار ہے ۔ جس کے ذریعے نہ صرف فرد ، بلکہ معاشرہ کی اصلاح عبارت ہے ۔ دین کی مدد کرنے سے اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل ہوتی ہے ۔ ارشاد ربّانی ہے :

'اللہ تعالیٰ ہر اس فرد جماعت اور حکومت کی مدد کرتے ہیں جو اللہ کے دین کی مدد کرتا ہے ۔ جب اللہ کی نصرت شامل حال ہوتی ہے تو کامیابی مقدر بن جاتی ہے' ۔ ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

یا ایها الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافة: 'اے مسلمانو! تم دین اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ'

مسلمان قوم اسلام میں پوری کی پوری کس طرح داخل ہو سکے گی جب تک اس کو تمام قرآنی احکام اور تعلیماتِ نبوؐی ﷺ کا علم ہی نہ ہو ۔

عورت خالق ارض و سما کی مقدس مخلوق ہے ۔ جو دنیا میں ایک بہت ہی عظیم ذریعہ تخلیق ہے ۔ تعلیماتِ نبی کریم ﷺ نے ماؤں کی نافرمانی کو حرام قرار دیا ۔ ان کو 'نازک آبگینے' قرار دے کر ان سے حسن سلوک کی تلقین کی ، ان سے بدسلوک کرنے والے کو بدبخت قرار دیا۔اور ایسوں کے لئے دوذخ کی وعید سنائی ۔ تعلیماتِ نبوؐی کی روشنی میں تعمیر معاشرہ کی غرض سے اگرچہ مرد و عورت کی

Marfat.com

حیثیت مساوی قرار دے دی گی ھے ۔ دونوں کی اصلاح معاشرہ میں حقوق و فرائض کی ادائیگی کی ذمّہ داری مساوی حیثیت کی حامل ھے ۔ لیکن عورت کو نزاکتِ طبع اور صنفِ نازک ھونے کے باوجود بھاری ذمہ داریوں کے باعث فوقیت بخشی گئی ۔ مرد کی ذمہ داری میں اھم فریضہ رزقِ حلال کما کر اپنی بیوی بچّوں کو پالنا ھے تو عورت کے نازک کندھوں پر اولاد کی اسلامی تعلیمات کے تحت تربیّت و پرورش کرنا اور ان کی اٹھان اس نہج پر کرنا کہ وہ صحیح مومن کا نمونہ پیش کریں تاکہ صحت مند اور صالح افراد سے ملک و ملّت کو تقویت و استحکام حاصل ھو ۔ مرد اگر تہذیب انسانی کے پیچ و خم کی عقدہ کشائی کرتا ھے تو عورت خانہ نشین ھو کر بچّوں کی پرورش کر کے ملک و ملّت کے لئے صحت مند ، اعلیٰ کردار ، درخشاں اذھان ، حاملِ برھان افراد مہیا کر سکتی ھے ۔ ماں کی گود انسان کے لئے پہلی درس گاہ ھے ، جہاں آئندہ نسلوں کی تعمیر و تشکیل اور سیرت اقوام کی صورت گری ھوتی ھے ۔ سچ ھے کہ:

مرد و زن وابستۂ یک دیگر اند
کائنات شوق را صورت گر اند

اچھا یا برا معاشرہ استوار ھونے میں عورت کے کردار کا خالصةً عمل و دخل ھے ۔ ماں کی پیشانی میں اولاد کی تقدیر کے خطوط مستور ھوتے ھیں جیسا اندازِ فکر و سوچ ، زاویۂ نگاہ ، طرزِ بود و باش ، قول و فعل ماں کا ھوگا ، بچّوں کے افکار و کردار ویسے ھی ھونگے ۔ نبی اکرم ﷺ نے جنت کو ماں کے قدموں کے تلے ارشاد فرمایا ۔ لیکن اول شرط عورت کا ماں ھونا ھے ۔ خالی جنم دے دینے سے کوئی جنت کا حقدار نہیں ھو جاتا ۔ اسے حاصل کرنے کے لئے ایک کٹھن امتحان سے گزرنا ھوتا ھے ۔ اگر اس امتحان کے نتیجے میں وہ اپنی قوم اور ملک کو امن و سکون و اعتدال ، ایثار و قربانی ، ھمدردی ، غمگساری ، خلوص ، خوش معاملگی ، خدا شناسی ، حلال خوری ، وطن دوستی اور غیرت اسلامی کے حامل افراد مہیا کرتی ھے تب تو جنت اس کے قدموں تلے ھے ورنہ اس کے برعکس ۔ اسی لئے اسلام میں عورت کی تعلیم پر خاصہ زور دیا گیا ھے اور یہ تعلیم ، تعلیماتِ نبوّیٰ ھی ھے ۔ اس اعلیٰ و ارفع تعلیم کے حصول کے لئے رحمت للعالمین کی ازواج مطہرات اور ان کی دختر خاتون جنت حضرت فاطمة

Marfat.com

الزھرا کے اعلیٰ اور مثالی کردار کو نمونہ بنانا ھوگا ۔ جن کی ساری زندگی صبر و رضا ، حیا و وفا ، توکّل و قناعت ، تقویٰ و طہارت ، عفّت و عصمت اور محنت و مشقّت سے عبارت ھے ۔ آپ کی سیرت جو تعلیماتِ نبویؐ کے زیور سے مزین اور آراستہ ھے ، دورِ حاضرہ کے بیمار اور بگڑے ھوئے معاشرہ کی اصلاح و فلاح کے لئے بہترین ضامن ھے اور آج بگڑے ھوئے معاشرہ کی اصلاح کے لئے پھر سے وطن نے خواتین کو ویسے ھی پکارا ھے جیسے ۱۹۴۷ء اور اس سے قبل آزادی کے حصول کے لئے پکارا تھا۔ اور تاریخ گواہ ھے کہ آزادیٔ وطن اس وقت ھی یقینی بنی جب خواتین بھی میدان عمل میں اتریں ۔ آج پھر خواتین کا فرض ھے کہ عملی میدان میں پھر سرگرم عمل ھوں اور خود کو تعلیماتِ نبویؐ سے آراستہ کر کے بیمار معاشرہ کو ذھنی اور اخلاقی طور پر شفا بخشنے کے لئے مسیحا بن جائیں تاکہ مسلمان ھر سال قرآنی احکام سے آگاھی حاصل کر کے نئے عزم کے ساتھ عمل کریں ۔ ورنہ قوم کی تشکیل اور اصلاح معاشرہ آسان نہ ھوگا ۔ اصلاح معاشرہ کے لئے خواتین تعلیماتِ نبویؐ کی روشنی سے ھدایات لے کر بہت بڑا اور اھم کردار ادا کر سکتی ھیں ۔ تعلیماتِ نبویؐ آئی ھی اپنانے کے لئے جس نے بھی اسے اپنایا وہ اعلیٰ موقیت پر فائز ھوا ۔ یہ تعلیم تمام بنی نوع انسانی کے لئے ھے ۔ یہ کسی ایک زمانے کے لئے ھی نہیں بلکہ رھتی دنیا تک ھر زمانے کے لئے یکساں اثر آفرینی رکھتی ھے ۔ اس تعلیم کا عنوان ھی ایسا ھے جس میں ھر دکھ و کرب کا مداوا ھے ۔

اگر خواتین نے تعلیماتِ نبویؐ کو اپنا لیا تو اس بات کی یقینی سند و ضمانت ھے کہ نہ صرف اصلاح معاشرہ انتہائی قلیل مدت میں ھو جائے گا بلکہ قوم کا ھر فرد اعلیٰ اخلاق کا حامل ، پروقار ، بلند کردار اور قابل رشک بن کر ابھرے گا ۔

درد و کرب سے مجبور انسانیت غبارِ ماضی کے دُھند لکوں میں زندگی کی اعلیٰ قدروں کا مثالی نمونہ تلاش کرتی ھے ۔ امن و سکون ، تلاش حق میں سرگرداں انسان ، ایک حقیقت پسند انسان ، آج اگر تعمیرِ انسانیّت ، اور اصلاح معاشرہ کی خاطر اپنی جستجو کو کامیاب بنانا چاھتا ھے تو وہ کمال عقیدت و سعادت مندی سے خدا کے پیغامِ آخریں کی تعلیم کی روشنی میں اشرف المخلوقات اور افضل الناس کے رموز و فضیلت سے آگاھی حاصل کرے ۔ جس میں ھدایت انسانی کا عالمگیر

Marfat.com

منشور اپنی پوری ضیا گستری کے ساتھ آج بھی تاباں ہے اور قیامت تک تاباں رہے گا

نوع انسان را پیام آخریں
حامل او رحمۃ للعالمیں

دنیا میں تعلیماتِ نبوی ﷺ سے زیادہ کوئی تعلیم بھی جامع اور مستند نہیں ہے ۔ بلاشبہ احتیاجات کے بڑھتے ہوئے تقاضوں اور صفات ابلیسیہ کی فسوں کاریوں کے تحت پیدا ہونے والی ستم ناکیوں پر پابندی عائد کر کے خلق و محبت کی جلوہ آرائی کے لئے دانشوران وقت نے اخلاقیات کے آئین و ضوابط مدون کئے ۔ لاریب کہ ذھن ھندی ، ادراک یونانی ، فراست رومی ، دانش ایرانی نے دنیائے خلق کی آراستگی کا بہت کچھ نظریاتی ساز و سامان کیا تھا لیکن صحیح نمونہ عمل کے فقدان کے باعث ، نظریات ، نظریات ھی رھے ۔ عیسائیت کے تعلیم ، پاپائیت کی دارو گیر میں گھر کر صرف کتاب مقدس ھی کی زینت بن کر رہ گئی ۔ افلاطون اور ارسطو کی تعلیمات تعلیم و تعلّم کی حد سے آگے نہ بڑھ سکیں ۔ تعلیمات زرتشت کا چراغ ، بہت قلیل مدت میں خاموش ھو گیا ۔ جزیرہ نمائے عرب کے بسنے والے خلیل اللہ علیہ السلام کی تعلیمات کو بھلا بیٹھے ۔ اھلِ یہود میں کلیم اللہ علیہ السلام کے ارشادات ثواب اور صرف ثواب کی باتیں ھو کر رہ گئیں اور نتیجۃً ان اقوام کی قومی تنزّلی ، اخلاقی پستی ، مالی ابتری اور تباھی کی مُہر تاریخ کے اوراق پر ثبت ھو گئی اور یہ سب دیرپا ثابت نہ ھو سکیں ۔ یہاں تک کہ دریائے رحمت الٰہی میں جوش آیا اور نبیؐ آخرالزماں کا ظہور مبارک ھوا اور وہ پروردگارِ عالم کے احکامات اور اصول زندگی لے کر دکھی انسانیت کے پاس آئے ۔ اس تعلیم کی کتاب قرآن پاک کی حفاظت کا اس ذات نے تاقیامت وعدہ فرمایا ھے جس کی حفاظت ھی سے سب حفاظتیں ھیں ۔ اور خواتین میں صبر و استقامت کا جذبہ اور درد مندی کوٹ کوٹ کر اسی ذات نے بھر دی ھے ۔ کیونکہ خواتین نے اس تعلیم کی روشنی سے ضیائے نور حاصل کر کے ھی پُرانوار اور صالح افراد معاشرہ کے لئے مہیا کر کے جنت کے حصول کا دعویدار بننا ھے ۔ جس نے بھی اس تعلیم اور اس کے معلّم کو اپنایا ان کی عظمت و درخشانی کی مثال تا قیامت مدھم نہ ھوگی ۔

طریقۂ محمّدی نسخۂ کیمیا ھے ۔ معاشی وسائل اور اضافہ آبادی کی غیر

Marfat.com

متناسب رفتار پر غور و فکر کرنے والے اگر اس موذی مرض کا علاج چاہتے ہیں تو انہیں مصطفوی دارالشفا پر حاضری دینا ہوگی ۔ حکیم عالم ﷺ نے کس قدر ذی شان علاج تجویز فرمایا ہے 'فرزندان آدم کو ان چند چیزوں کے سوا اور کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے ۔ رہنے کو ایک جھونپڑا ، تن ڈھانپنے کو ایک کپڑا ، پیٹ بھرنے کو ایک روکھی روٹی اور پانی' ۔

قائدین شرق و غرب کے محلّات پر حیرت و استجاب سے نگاہ ڈالنے والوں سے میری التماس ہے کہ چند لمحات کے لئے اپنی قوت فکریہ کو پرواز عطا فرمائیے ، ادراک و فہم کی طاقتوں کو یکجا فرما کر کائنات ارضی و سماوی کے اس مقدس پیکر عمل ، معلم قرآن ، کرّۂ ارض کے اس عظیم انقلابی کی بارگاہ فلک وقار کا کمال عقیدت کے ساتھ تصور فرمایے:

'یہ دنیا کے اس عظیم المرتبت فرمانروا کاقصر ہے جس پر روئے زمین کے تمام محلات قربان ہیں ۔ اس قصر کی کل کائنات کچی دیواروں کا ایک کمرہ جس کی چھت کھجور کے پتوں اور اونٹ کے بالوں سے بنائی گئی ہے ' ۔ یہ ہے مطابقت تعلیم و عمل ۔

کیا ناخدایان کریملن اور خداوندان واشنگٹن کے قصر بھی ایسے ہی ہیں ؟ کیا انسانیت کی غمگساری کا لیبل لگانے والوں کے محلات بھی ایسے ہیں ؟

معلّم تعلیم آنحضور ﷺ نے اپنی تعلیم کو صرف تعلیم کی حد تک ہی رہنے کی بجائے اسے عملی جامہ پہنانے کی نہ صرف دوسروں کو تلقین فرمائی بلکہ اس کو اپنے اوپر مکمل طور پر طاری فرما کر ایک زندہ جاوید مثالی تعلیم کا درجہ بخشا ۔ اگر تفصیل سے بیان کیا جائے تو

سفینہ چاہیئے اس بحرِ بےکراں کے لئے !
انتہائی اختصار سے کام لیتے ہوئے ایک آدھ مثال ہی پیش خدمت ہے ۔

'مرض الموت کا عالم ہے 'اللھم الرفیق الاعلیٰ' کے ورد میں نطقِ محمّدی زمزمہ سنج ہے ۔ لذّتِ عشق کی تابانی ہے ۔ حبیب کا محبوب سے ملاپ ہوا چاہتا ہے ۔ اہل

Marfat.com

فلک مرحبا ! یا سیدنا مرحبا کے ترانے گا رہے ہیں ـ عشق اپنی معراج پر نازاں ہے ـ ایسے وقت میں یاد آتا ہے کہ کچھ دینار گھر میں پڑے ہوئے ہیں حکم عالی ہوا کہ انہیں خیرات کر دیا جائے ـ کیا محمد ﷺ اپنے رب سے اس طرح ملیں کہ اس کے گھر میں دینار پڑے ہوں' (بحوالہ طبقات ابن سعد)

کیا معاشی مساوات اور قناعت کا راگ الاپنے والی دنیا ایک بھی ایسی نظیر پیش کر سکتی ہے ؟

ایک دفعہ فدک سے چار اونٹ گلہ آیا ـ تقسیم کے باوجود کچھ بچ رہا اور رات ہوگئی تو خدا کے مقدس رسول ﷺ نے گھر میں آرام نہیں فرمایا اور مسجد میں رات بسر کی ـ کیا کرّہ ارض ایسی کوئی اور ہستی پیش کر سکتا ہے کہ جس نے اس وقت تک گھر کے چین و آرام کو پسند نہ کیا ہو جب تک کہ غربا اور حاجت مندوں کو ان کا حق نہ پہنچ جائے ؟

سیدہ حضرت فاطمہ رض کے گلے میں سونے کا ہار دیکھا تو آپ نے ارشاد فرمایا:
'لوگ کہیں گے محمدؐ کی بیٹی گلے میں آگ کا طوق ڈالے ہوئے ہے'

آپ نے بنی نوع انسان کو رموز اقتصادیات اور معاشرے کی افادی صورت گری سے یہ ارشاد فرما کر آگاہ کیا:

'انسان کو دنیا میں اتنا ہی کافی ہے جس قدر کہ ایک مسافر کو زاد راہ کی ضرورت ہوتی ہے'

احتیاجات کی فطری حدوں کو پامال کر کے تعیّشات کو ناگزیر احتیاجات کا درجہ دے کر ان کی تکمیل کی خاطر خون آشامیاں کرنے والی اقوام ، اصلاحِ معاشرہ ، نیز دولت کی گسترانہ تقسیم اور معاشی متوازن نظام کی خاطر سرگرداں رہنے والے قائدین عالم کو تعلیماتِ نبوؐی سے ہی اقتصادیات کے کامیاب اصول نصیب ہو سکتے ہیں ـ

کشاکش عالم کے جانگداز المیہ بربادیٔ عالم کی مسابقتی تیاریاں ، عامۃ الناس

Marfat.com

کی تڑپتی زندگیاں ، نظریاتِ لنکن کا نقشِ ناتمام ، اور لینن کی ملمع کاریوں کی عریانی نے تہذیبِ انسانی کے پہلوؤں کو بے نقاب کر دیا ۔ ان حقائق کی روشنی میں ، میں اپنے اس یقینِ کامل کا اعلان کرتی ہوں کہ وائٹ ہاؤس ، کریملن اور پیکنگ پر نگاہ رکھنے والے اگر آج بھی کمالِ عقیدت پسندانہ انداز سے گنبدِ خضریٰ کی جانب دیکھیں تو بنی نوعِ انسان کی صحیح تعمیر ، معاشرہ انسانی کی عظمت کا سامان لندن ، واشنگٹن ، ماسکو اور پیکنگ کے طواف سے نہیں بلکہ خاکِ مدینہ پر جبین نیاز جھکانے سے میسر ہوگا ۔ آج ہم پاکستان کی خواتین عہد کرتی ہیں کہ تعلیماتِ نبی ﷺ کو خود پر طاری کر کے اپنے بچوں کو اس سے آراستہ کریں گی تاآنکہ معاشرہ کی اصلاح ہو کہ نجات اسی میں ہے ۔ تعلیماتِ نبویؐ ﷺ کو عام کرنا ہی خدا اور اس کے رسولؐ سے وفا ہے ۔

کی محمدؐ سے وفا تونے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

وما علینا الا البلاغ المبین

Marfat.com

ثریا بتول علوی

مسلم معاشرہ میں خواتین کا کردار
تعلیمات نبوی کی روشنی میں

یہ آیت کریمہ ان ارید الا الاصلاح ما استطعت ' سورۃ ھود کی آیت نمبر ۸۸ کا ایک جز ہے ، جس میں حضرت شعیب علیہ السلام اپنی قوم کی کٹ حجتّیوں کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ میں جو وعظ و تبلیغ کرتا ہوں اس کا مقصد حتی المقدرو اصلاحِ معاشرہ کے سوا کچھ بھی نہیں ۔ اور میں یہ کام اللہ کی توفیق سے ہی سر انجام دے سکتا ہوں اسی پر میرا بھروسہ ہے اور میں اسی طرف رجوع کرتا ہوں ۔

اس آیت کریمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ روئے زمیں پر بسنے والے انسانوں میں جتنی بھی اصلاح و تعمیر ہوتی ہے وہ سب انبیاء و رسل علیہم السلام کی ان تھک مساعی کانتیجہ ہے ۔ اس جماعت نے دنیا کی تعمیر میں اہم اور ٹھوس کردار ادا کیا ۔ خلوصِ نیّت ، حسنِ کردار اور خیر خواہی کے ساتھ وہ خدا کی طرف سے عطا کردہ ذمّہ داری کو نبھاتے رہے ۔ خود مصائب جھیل کر اور ہر قسم کی تکالیف برداشت کرکے انسانی زندگی کو آراستہ کرتے رہے اور ان میں خدا ترسی اور اپنے بھائی بندوں کی بہتری اور بھلائی کا شعور پیدا کرتے رہے ۔

انبیاء ورسل کی جماعت میں سے ممتاز ترین اور برگزیدہ ترین حیثیت نبی آخرالزّمان صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے پہلے انبیاء کی اصلاح جزوی اور وقتی ہوتی تھی ۔ آپؐ نے ان کی اصلاح کو پایہ تکمیل تک پہنچایا ۔ قرآن کی مشعل ہاتھ میں لے کر ایک مکمل اور ھمہ گیر انقلاب بپا کیا ، ایسا انقلاب جس نے انسان کو اندر سے بدل کر رکھ دیا اور اسکے عقائد نظریات جذبات و احساسات اور اخلاق و کردار غرض ہر چیز کی اصلاح کی ۔ آپ کی زندگی قرآن کریم کے ابدی اصولوں کی عملی تفسیر ہے اور آپ کی زندگی اصلاح کے اس مقدس پیغام کی تکمیل ہے ۔ جس کا درس

Marfat.com

حضرت آدم ، حضرت نوح ، حضرت ابراهیم ، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور جملہ انبیاء علیہم السلام اپنے دور میں دیتے رہے ۔

بعثتِ نبوی کے وقت جاہلی معاشرہ کی مختصر کیفیت

آپ کا ظہور ایسے حالات میں ہوا جب دنیا میں ہر طرف شرک اور بت پرستی کا دور دورہ تھا ۔ خالص توحید بالکل معدوم ہو چکی تھی ۔ عرب معاشرہ میں غلاموں کا حال بہت برا تھا ۔ لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کر دیا جاتا تھا ۔ اور تمام کمزور طبقے طاقتوروں کے ظلم کی چکی میں پس رہے تھے ۔ ہر وقت قتل و غارت کا بازار گرم رہتا ، معمولی معمولی باتوں پر صدیوں تک لڑائیاں چلتی رہتی شراب نوشی ، قمار بازی اور بے حیائی کا عام دور دورہ تھا ۔ یہودیوں نے پورے عرب میں سود کا جال بچھا رکھا تھا ، جزیرہ نما عرب سے باہر اس دور کی دونوں بڑی سلطنتیں یعنی روم و ایران بھی زوال پزیر تھیں ۔ اس لئے رومی اور ایرانی تہذیبیں دم توڑ رہی تھیں ۔ یہاں بادشاہ جاگیردار طبقہ اور مذہبی رہنما تینوں خدا بنے ہوئے تھے اور عوام ان کے بھاری ٹیکسوں ، رشوتوں اور نذرانے کے بوجھ تلے دم توڑ رہے تھے ۔ عدل و انصاف ختم ہو چکا تھا ۔ زور آور کمزوروں کو دبا کر رکھتے تھے ۔ قرآن کریم نے اس دور کی صورت حال پر یوں تبصرہ فرمایا ہے ۔ ' ظهر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی النّاس (روم) یعنی لوگوں کے کرتوتوں کی بنا پر خشکی و تری ہر جگہ فساد رونما ہو چکا ہے ۔ الطاف حسین حالی اپنی مسدّس میں لکھتے ہیں :-

چلن ان کے جتنے تھے سب وحشیانہ — ہر اک لوٹ اور مار میں تھا یگانہ
فسادوں میں کٹتا تھا ان کا زمانہ — نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ
جوا ان کی دن رات کی دل لگی تھی — شراب ان کی گھٹی میں گویا پڑی تھی
تعیّش تھا غفلت تھی ، دیوانگی تھی — غرض ہر طرح ان کی حالت بری تھی

ان حالات میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں تشریف لائے آپ ابتدائے عمر ہی سے نہایت پاکباز اور صلح کل انسان تھے ۔ سب لوگوں کے کام آتے ۔ آپ کو کم عمری میں حلف الفضول میں شرکت فرمائی تا کہ آئندہ کے لئے اپنے ماحول میں لڑائی جھگڑے کا قلع قمع کر سکیں ۔ پینتیس (۳۵) برس کی عمر میں اپنے دست

Marfat.com

مبارک سے حجراسود خانہ کعبہ کی دیوار میں ثبت کرکے آپ نے ثابت کر دیا کہ بڑی بڑی لڑائیاں حسنِ تدبیر اور دانش مندی سے روکی جا سکتی ہیں۔

پھر آپ پر پہلی وحی نازل ہوئی اور آپؐ گھبرائے ہوئے گھر تشریف لائے تو آپؐ کی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان الفاظ میں آپکی دلجوئی کی (بیوی کی شہادت سے بڑھ کر کس کی شہادت سچی ہو سکتی ہے) ' میں دیکھتی ہوں کہ آپ اقرباء پر شفقت فرماتے ، سچ بولتے ، رانڈوں ، یتیموں اور بےکسوں کی مدد ، مہمان نوازی فرماتے اور مصیبت زدوں سے ہمدردی فرماتے ہیں۔ خدا آپکو کبھی ضائع نہیں کرے گا '

محترم قارئین خود تصور فرمائیں کہ جس انسان کی زندگی نبوّت سے قبل اتنی تعمیری اور اصلاح کن تھی۔ اس نے پیغمبری کے منصب پر فائز ہونے کے بعد جو ربّ العالمین کی توفیق اور نصرت سے کتنا عظیم الشان اصلاحی کارنامہ انجام دیا ہو گا۔

وہ دانائے سبل ، ختم الرسل ، مولائے کل جس نے
غبار راہ کو بخشا فروغ وادیٔ سینا

اصلاح کا نقطہ آغاز

آپ کی تعلیم کا نکتہ آغاز لاالٰہ الاّ اللہ محمدٌ رسولُ اللہ تھا۔ اس کلمہ کو کلمہ طیّبہ کہا جاتا ہے۔ اسکے پہلے جز سے یہ مراد ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ لہذا اسکے سوا کسی کی پوجا اور پرستش نہ کرو۔ بندگی اور بے چوں چراں عبادت بھی صرف اسی کی کرو۔ اسی کے حکم کو حکم اور اسی کے قانون کو قانون مانو۔ اور اسکے سوا کسی کا اقتدارِ اعلیٰ تسلیم نہ کرو۔ اس کلمہ کے دوسرے جز سے مراد ہے کہ انسان کی رُشد و ہدایت کا واحد ذریعہ وہ سلسلۂ نبوّت ورسالت ہے جو اللہ نے قائم فرمایا ہے۔ اور اصل علم وہی ہے ، جو اللہ نے وحی کے ذریعے اپنے پیغمبروں کے واسطے سے انسان تک پہنچایا ہے۔ اور حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلم اس سلسلہ رسالت کی تکمیل کرنے والے ہیں۔ اب زندگی میں راھنمائی صرف آپ ہی کے واسطے سے حاصل ہو سکتی ہے اور انسانیت آپ ہی کی اتباع سے راہِ ہدایت پر گامزن ہو سکتی ہے۔

Marfat.com

یہ کلمہ محض ایک مذہبی عقیدہ ہی نہین ۔ انفرادی طرز عمل کے لئے ہدایت ہی نہیں ، بلکہ اس پورے نظام و تمدّن کی بنیاد ہے جو مدینہ طیّبہ پہنچے کر آپ نے عملاً قائم کر دکھایا ۔ اس معاشرہ میں عمارت اسی نظریّہ پر اٹھائی گئی تھی کہ اللہ جلّ شانہ ہی ملک الا ملاک اور شہنشاہ ہے اور اسی کی عطا کردہ شریعت ہی ملک کا قانون ہے ۔

آپ کی بعثت کا مقصد قرآن کی روشنی میں ۔

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے ۔ هُوَ الَّزِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ : (الصف) وہی ہوتا ہے جس نے ہدایت اور نظام دے کر اپنے رسول کو بھیجا ۔ تا کہ اس ہدایت اور دین حق کو باقی تمام نظامہائے حیات پر غالب کر دے ۔ گویا آپ کی بعثت کا مقصد وحید اپنی لائی ہوئی ہدایت اور نظامِ حق کی بنیاد پر پوری انسانی زندگی کا نظام قائم کرنا اور خدا کے قوانین کو عملاً جاری کرنا تھا ۔ بلکہ وسیع معنوں میں ہم کہ سکتے ہیں کہ آپ تمدّنی اصلاح اور انسانیّت کی تعمیر نو کرنے آئے تھے ۔ اس غرض کے لئے جس قائدانہ بصیرت اور اعلیٰ درجے کی سیاسی شعور اور حسن تدبّر کی ضرورت تھی ان سب صفات سے آپ کی ﷺ بدرجۂ اُتّم مالا مال تھی ۔

ہمیں اس مقصد کا پورا عکس اس بیعت میں نظر آتا ہے ، جو آپ دوسروں کو مشرف باسلام کرتے وقت ان سے لیا کرتے تھے اس بیعت کے اہم نکات درج ذیل ہیں ۔

۱ ۔ ہم خدائے واحد کی عبادت کریں گے اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے ۔
۲ ۔ ہم چوری نہیں کریں گے ۔
۳ ۔ زنا کاری نہیں کریں گے ۔
۴ ۔ اپنے بچوں کو قتل نہیں کریں گے ۔
۵ ۔ ہم کسی پر جھوٹی تہمت نہیں لگائیں گے ۔
٦ ہر اچھی بات میں آپ کی اطاعت کیا کریں گے ۔

Marfat.com

اصلاحِ معاشرہ کے لئے راھنما اصول جو آپ نے دیئے -

اس مختصر مقالہ میں ان تمام اصولوں کا احاطہ کرنا ممکن نہیں ہے ۔ تاھم چند ایک بطور نمونہ پیش کئے جاتے ہیں -

(۱) نظام عقائد : وقضیٰ ربّک اَلّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاہُ (سورۃ نبی اسرائیل) آپ کے رب نے حکم دے دیا کہ اس کے سوا کسی اور کی بندگی نہ کرو۔ ذاتی اور ملکی - انفرادی اور اجتماعی ہر قسم کے معاملات میں اسی کا حکم ماننا اور اسی کے فرمانبردار رھنا ۔ متعدد بار قرآن پاک میں حکم دیا گیا ہے فاتقوا اللہ کہ اللہ سے ڈرتے رھنا ۔ ہر کام اس سے ڈرتے ہوئے انجام دینا ۔ اسی طرح رسولوں ، پغمبروں پر ایمان لانا اور ان کی اطاعت کرنا لازمی قرار دیا ۔ واطیعوا اللہ ورسولہ ان کنتم مومنین (انفال) اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اگر تم مومن ہو۔ پھر آخرت پر ایمان لانا ضروری ہے فرمایا وبالاخرۃ ھم یوقنون کہ اھل ایمان آخرت پر یقین رکھتے ہیں کہ ہر انسان تو اپنے اچھے برے اعمال کا روز قیامت حساب دینا ہو گا ۔ اور پھر اسکے مطابق اسے جزاء و سزا ملے گی ۔ توحید ، رسالت اور آخرت پر ایمان لانا آپ کے تمام متبعین کے لئے لازمی قرار دیا ۔ پھر آسمانی کتابوں اور فرشتوں پر ایمان لانا بھی لازمی ہے ۔ ان پانچوں عقائد کو ایمان بالغیب کہا جاتا ہے ۔ جب تک کوئی ان پانچوں عقائد پر ایمان نہ لائے وہ اسلامی معاشرہ کا فرد نہیں بن سکتا ۔ دراصل انسان کی عملی زندگی میں ایک قابل اعتماد نظم و ترتیب اس وقت ہی پیدا ہو سکتا ہے جب وہ مستقل سیرت رکھتا ہو اور سیرت سازی کا سارا انحصار اس بات پر ہے کہ اس کا ذھن پراگندہ خیال سے پاک ہو اور چند مخصوص تصوّرات اس میں رائج ہو جائیں یہ تصوّرات جتنے زیادہ گہرے اور راسخ ہو نگے ۔ اسکی سیرت اتنی مضبوط اور اسکی عملی زندگی اتنی زیادہ منظم ہو گی -

(۲) نظامِ عبادات : شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمّد صلی اللہ علیہ وسلّم اللہ کے رسول ہیں نماز پڑھنا ، رمضان کے روزے رکھنا ، زکوٰۃ دینا اور بشرط استطاعت حج ادا کرنا ۔ سب عبادات اجتماعی طور پر ادا کرنا لازم ہیں یہ نظم و ضبط کا عملی درس ہے -

Marfat.com

(۳) نظامِ اخلاق :قولو اللناس حُسْناً (بقرہ) لوگوں سے اچھی بات کہو ۔ قولوا قولا سَدِ یْداً (نساء) سیدھی بات کہو آپ کا ارشاد ہے ۔ ' بعثت لا تمّم مکارم الاخلاق : میں تو عمدہ اخلاق کی تکمیل کرنے کے لئے مبعوث ہوا ہوں ۔

(۴) نظامِ اجتماعی :وَاَصلحوا ذلت بینکم (انفال) آپس کے معاملات درست رکھو ۔ اسی لئے والدین ، رشتہ دار ، ہمسایہ مسافر وغیرہ سے حسبِ مراتب حسنِ سلوک کا حکم دیا گیا ہے ۔

(۵) اخوت :انّما المومنون اخوَۃ (حجرات) کہ سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں ۔ بلا امتیاز رنگ و نسل ، زبان و قوم جس نے کلمہ طیّبہ پڑھ لیا وہ اسلامی برادری کا رکن ہے اور بھائی ہے ۔

(٦) مساوات :ہر کلمہ گو اسلام میں داخل ہونے کے بعد مساوی حثیت رکھتا ہے اور سب یکساں سلوک کے مستحق ہیں ۔ امیر غریب ، آقا و غلام مالکؔ و مزدور ، آجر و مستاجر کارخانہ دار و مزدور ، عرب و عجم ، گورے کالے کے امتیازات باطل ہیں ۔ اللہ کا ارشاد ہوتا ہے ، جعلنٰکم شعوباً و قبائل لتعار فوا ان اکَرمکم عند اللہ اتقاکم (حجرات) ہم نے تمہارے قبیلے اور خاندان اس لئے بنائے کہ تم آپس میں تعارف حاصل کر سکو وگرنہ اللہ کے نزدیک تم میں سے معزّز ترین شخص وہ ہے جو اللہ سے زیادہ ڈرنے والا ہے ۔

(۷) عدل :اعدلوا ولوکان ذاقربیٰ ۔ (انساء) انصاف کرو اگرچہ اسکی زد اپنے رشتہ دار ہی پر کیوں نہ پڑھتی ہو اور یہ کہ تعاونوا علی البِرّ و التقوی ولا تعاو نوا علی الا ثم وا لعدوان (مائدہ) کہ نیکی اور تقوی کے کاموں میں باھمی تعاون کرو اور گناہ و نافرمانی کے کاموں میں تعاون نہ کرنا ۔

(۸) باھمی مشورہ :وشاو رھم فی الا مر ۔ (آل عمران) اپنے ساتھیوں سے معاملات میں مشورہ کیجئے سورہ شوریٰ میں ارشاد ربانی ہے وامرھم شوری بینھم ۔ مومنوں کے تمام معاملات آپس کے مشورے سے طے پاتے ہیں ۔ یہ آیات اسلام کے سیاسی نظام کی بنیاد ہیں ۔

Marfat.com

(۹) سمع واطاعت :یا ایھا الزین آمنوا اطیعوا اللہ وا طیعوا الرسول واولی الامرِ منکم (النساء) ۔ ترجمہ ۔ اے ایمان والوں اللہ کی اطاعت کرو ۔ رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حاکموں کی بھی اطاعت کرو ۔ آپ نے فرمایا جو تم پر حاکم بنایا جائے اسکی اطاعت کرو ۔ اگرچہ یہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو ۔

(۱۰) جوابدہی :ہر فرد اپنے کیئے کا خود ذمہ دار ہے ۔ لا تزر وازرۃ وز ر اُخریٰ ۔ کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائیگا ۔ بلکہ لنا اعما لنا ولکم اعمالکم ' ہمارے لیے عمل اور تمہارے لیے تمہارے عمل اور فرمایا لھا ما کسبت و علیھا ما کتَسَبَتْ ، ہر نفس نے جو اچّھے کام کیے اسکی جزا پائے گا ۔ اور جو برے کام ان کی سزا بھی خود ہی بھگتے گا ، نبی اکرم کا ارشاد ہے ، ' تم موں سے ہر کوئی نگہبان ہے اور اس سے اسکی رعایا کے بارے میں سوال کیا جائیگا ' ۔

کسی بھی معاشرے کے استحکام کا انحصار اس بات پر ہے کہ معاشرے کے تمام افراد آپس میں متّحد ہوں ۔ ایک دوسرے کے کام آئیں اور خدمتِ خلق کے جذبے سے سرشار ہوں ۔ آنحضوؐر کے لائے ہوئے نظام کا کمال یہ ہے کہ یہاں نصب العین کی وحدت نے تمام افراد معاشرہ کو کس طرح آپس مں جوڑ دیا ہے ۔ ہر فرد کی منزل مقصود رضائے الہی کا حصول ہے ۔ ہر روز ذاتی زندگی میں بھی رضائے الہی کا طالب ہے ۔ اور وہ دوسروں کے ساتھ بھی جڑنے پر اسی لیے مجبور ہے کہ اسکا خدا نے حکم دیا ہے ۔ اور معاشرہ سے کٹنے سے خدا نے منع فرمایا ہے ، یکساں عقائد ہونے کی وجہ سے سارے معاشرے میں فکر کی وحدت جاری و ساری ہے اور یکساں عبادات ہونے کی وجہ سے وحدت عمل بھی موجود ہے ۔ اسی وحدت فکر و عمل نے اسلامی معاشرہ کو بہت مضوط کر دیا ، بالکل جسد واحد بنا دیا کہ اگر جسم کے ایک حصے کو تکلیف ہو تو سازا جسم بخار اور شب خوابی میں اسکا ساتھ دیتا ہے ۔

ایک ھی صف میں کھڑے ہو گئے محمود وایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

قارئین غور کیجیے یہ راھنما اصول کس طرح فرد و معاشرہ دونوں میں بہترین انداز میں اصلاح اور سیرت سازی کر رہے ہیں

Marfat.com

اصلاح کے میدان میں قابل قدر کارنامہ وہی سر انجام دے سکتا ہے۔ جو اپنے پیش کئے گئے اصولوں پر خود عمل کرکے دکھائے۔ جو انسان صرف اصول پیش کر دے اور انکا عملی نمونہ مہیا نہ کرے وہ مفکّر اور دانشور تو ہو سکتا ہے مگر مصلح نہیں ہو سکتا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کام کا نمایاں پہلو ہی یہی ہے کہ آپ خود سب سے پہلے اپنی ہدایت پر عمل پیرا ہوتے تھے اور دوسروں کو اپنا عملی نمونہ پیش کرنے کے بعد ہدایت قبول کرنے کی دعوت دیتے۔ اسی لیے ربّ العزّت کا ارشاد ہے: لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاٰخر (احزاب) ترجمہ: تم میں سے جو کوئی اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسکے لیے رسول اللہ کی ذات میں بہترین نمونہ عمل موجود ہے۔

انسانی معاشرے کی اصلاح بہت مشکل کام ہے۔ آخر برسوں کے جمے جمائے نظریات اور عادات کو بدل کر اعلٰے درجے کے نظام فکر و عمل کا پابند بنانا کوئی آسان کام تو نہیں۔ جتنا یہ کام عظیم الشّان ہے، اتنی اس کے لیے محنت، کوشش عرق ریزی اور جانفشانی کی ضرورت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس سلسلہ میںآپ کو بہت ستایا گیا۔ آپ کے اوپر کوڑا پھینکا گیا پتھر مارے گئے۔ آوارہ بد معاش غنڈے آپ کے پیچھے لگائے گئے، مجنوں، جادوگر اور کاھن کہا گیا۔ جسم مبارک لھو لھان کیا گیا۔ شعب ابی طالب میں تین برس تک محصور رکھا گیا۔ معاشرتی و معاشی بائیکاٹ کیا گیا۔ پھر جان سے مارنے کی تدبیریں کی گئیں۔ وقتا فوقتا ہر قسم کے لالچ دے کر بھی آپ کو اس راہ سے ھٹانے کی کوشش کی گئی۔ آپ کے اپنے الفاظ میں ' جتنا مجھے ستایا گیا اتنا کسی کو نہیں ستایا گیا) مگر اس کے باوجود آپ اپنے عظیم مشن سے باز نہ آئے۔ مکّہ کی مسلسل تیرہ سالہ جدوجہد کے نتائج جب خاطر خواہ نہ نکلے تو بحکمِ الٰہی وطن کو چھوڑ کر آپؐ اور آپکے ساتھی مدینہ کی طرف ہجرت اختیار کر گئے۔ وہاں اللہ نے اپنے فضل و کرم سے آپ کو کامیابی عطا فرمائی اور پہلی اسلامی ریاست وجود میں آئی۔ مدینہ کے دس سالہ قیام کے دوران تمام دشمنوں سے مختلف محاذوں پر کشمکش ہوتی رہے۔ مگر اللہ نے ہر مقام پر آپکو سرخرو فرمایا۔ مکہ سے ہجرت کے صرف آٹھ سال بعد آپ اسی مکّہ میں فاتحانہ شان سے داخل ہوئے۔ دس ہجری میں حجّۃ الوداع کے موقعہ پر آپ نے عرفات کے میدان میں اپنی پوری تعلیم کا نچوڑ فرزندان توحید کے سامنے پیش کر دیا۔ اب آپ کا مشن

Marfat.com

مکمل ہو چکا تھا آپ بندوں کو خدا کے قریب اور قوموں کو قوموں کے قریب لا چکے تھے ۔ امیر غریب ، کالے گورے ، آقا غلام ، فاتح مفتوح کا فرق مٹا چکے تھے ۔ لہٰذا آپ بڑے اطمینان اس دارِ فانی سے کوچ فرما گئے ۔

آپ نے اپنا مشن بڑی خوش اسلوبی استقامت ، صبر اور تحمّل سے انجام دیا ۔ اور پوری عمر کی عرق ریزی اور جانفشانی سے لاکھوں انسانوں کو کفر و شرک کی تاریکیوں سے نکالا ۔ اخلاقی پستیوں سے اٹھایا ۔ رنگ ونسل اور زبان کے امتیاز کو ختم کیا ۔ جواب دھی کا احساس کو راسخ کیا ۔ عورتوں کی قدر و منزلت کو بلند فرمایا ۔ غلاموں کا درجہ آقاؤں کے مساوی بنایا ۔ حلال روزی کی تلقین کی ۔ سود ، رشوت اور نذرانوں سے روکا ۔ اور تمام مکارمِ اخلاق کی تربیت دے کر ایک خاص قسم کا کردار ان میں پیدا کیا ۔ پھر اس پوری عمارت کو سہارا دینے کے لئے شہادت ، نماز ، روزہ ، زکوۃ ، حج ، جیسی روح پرور اور اخلاق آموز عبادات کاان کو خوگر بنایا ۔

حق تو یہ ہے کہ آپ نے انسان کی اندراور باہر ، ظاہر اور باطن دونوں جہتوں کو بدلا ۔ ان میں خوفِ خدا ، حسنِ نیّت اور رضائے الٰہی کے حصول کا وہ جذبہ پیدا کیا جو مسجد ، گھر بازار ، عدالت ، تعلیم ، میدان جنگ ہر جگہ یکساں طور پر کار فرما تھا ۔ یہ ایک ہمہ گیر تعمیر اور عالمگیر اصلاح تھی ۔ جسکی مثال نہ کبھی پہلے ملی ، نہ بعد میں ملے گی ۔ تعمیر کے اس سارے کام میں رحمت ، نرم دلی اور نرم خوئی کا عنصر رہا ۔ اسی لیے اللہ نے آپ کو ' رحمت للعالمین ' کا خطاب عطا فرمایا ۔ آپ نے خود فرمایا ' میں تمہیں دوزخ کے کنارے سے کمر سے پکڑ کر باہر نکالنا چاہتا ہوں اور تم ہوکہ پروانوں کی طرح بے تحاشا اس میں گرتے چلے جاتے ہو ' یہی وجہ ہے کہ آپ نے گالیاں کھا کر بھی دعائیں دیں ۔ پتھر کھاکر بھی حسن سلوک کیا ۔ آخر وسیع اسلامی سٹیٹ قائم فرمائی ، اس تمام کام کے دوران آپ نے صرف دو قیدیوں کو ان کے سنگین جرائم کی پاداش میں قتل کروایا ، اور سب سے بڑھ کر تعجب خیز امر یہ ہے کہ آپ نے اپنے دست مبارک سے کسی کو بھی نشانہ نہ بنایا ۔ بلکہ فتحِ مکّہ کے موقع پر اس عظیم الشّان معافی نامہ کا اظہار فرمایا جسکی کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں مل سکتی ۔

Marfat.com

قرآن پاک اس اسلامی معاشرہ کی تصویر یوں کھینچتا ہے ۔ سورۃ فتح میں ارشاد ہوتا ہے ' محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول اور آپ کے ساتھی حق کی مخالفت کرنے والوں کے مقابلے میں مضبوط ہیں اور آپس میں نرم خو ، تو انہیں خدا کے حضور رکوع اور سجدہ کرتے ہوئے دیکھتا ہے ، یہ لوگ اللہ کے فضل اور اسکی خوشنودی کے خواھاں ہیں ۔ ان کی پیشانی پر سجدے کے نشان نمایاں ہیں ۔ ان کا یہی نقشہ تورات میں پیش کیا گیا ہے اور یہی نقشہ انجیل میں بھی ہے جیسے کوئی پودہ ہو وہ اپنی کونپل نکالے ۔ پھر وہ مضبوط ہو ور موٹا پھر تن آور درخت بنجائے اور کسانوں کو بھلا معلوم ہونے لگے ۔

ایک صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود بھی اس معاشرہ کی تصویر ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں ۔ ' وہ تمام لوگوں میں پاکیزہ ترین دل والے ، عمیق ترین علم رکھنے والے ، اور کم سے کم تکلّف کرنے والے تھے ۔ جب شاہِ روم ہرقل نے اپنے سپہ سالار سے اصحابِ محمّد کی صفات پوچھیں تو اس نے جواب دیا کہ وہ (لوگ رات کو شب زندہ دار عابد ہوتے ہیں اور دن کو گھوڑے کی ننگی پشت پر شہادت کے خواہاں ' یہی وجہ ہے کہ قلت تعداد اور کمی اسلحہ کے باوجود تھوڑے ہی عرصے میں انہوں نے دونوں سپر پاورز (روم اور ایران) کو نیست و نابود کر دیا ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعمیرِ انسانیّت کا کام اتنے وسیع پیمانے پر اور اتنی اعلی سطح پرانجام دیا کہ اسکی تاثیر ھمیں مقام اور زمانے کے فرق سے قطع نظر کبھی طارق بن زیاد ، موسیٰ بن نصیر ، محمد بن قاسم اور محمد فاتح کی شجاعت میں نظر آتی ہے تو کبھی امام ابو حنیفؒہ ، امام مالکؒ امام شافعیؒ اور امام احمد بن جنبؒل کی فقاہت اور استقامت میں ۔ یہ اگر کبھی نور الدین زنگی کے لطف و کرم میں نظر آتی ہے تو کبھی محمود غزنوی کے جذبہ سرفروشی اور بت شکنی میں ۔ کبھی امام غزالیؒ ۔ ابن رشد اور ابن سینا کے کمال علم و فلسفہ طرازی میں نظر آتی ہے تو کبھی امام بخاریؒ امام مسؒلم امام ترمذیؒ اور دیگر محدّثین کی خدمت حدیث و سنت کی شکل میں ۔ یہ تاثیر اگر کبھی امام مجدد الف ثانی ، شاہ ولیؒ اللہ دھلوی کی تحریک اصلاح دین کی شکل میں جلوہ گر ھوتی ہے ۔ ابن تیمیہ کا تبحر علمی ، شیر شاہ سوری کی حسن تدبیر ، اورنگ زیب عالمگیر کا آھنی عزم ، مامون الرشید کی علم

Marfat.com

پروری ، شاہجہان کا قیام عدل یہ سب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے کسب فیض کا نتیجہ ہیں ۔ غرض آپ کی تعلیم ہر دور میں بے مثال عبقری شخصیتیں پیدا کرتی رہی اور ان کے تابندہ و درخشندہ کاموں سے دامنِ انسانیّت کو مالا مال کرتی ہے بلغ العلی بکمالہ ، کشف الدجیٰ بجمالہ ، حسنت جمیع خصالہ ، صلوا علیہ وآلہ ۔

جدید تہذیب کا یہ المیّہ ہے کہ وہ انسانی معاشرہ اور انسان کی سیرت و کردار کی تشکیل میں بری طرح ناکام ہو چکی ہے اس تہذیب نے صرف مادیّت ، قوم پرستی اور مفاد پرستی کو وسیع پیمانے پر فروغ دیا ہے ۔ گو مادی لحاظ سے سائنس کی دنیا میں اس نے حیرت انگیز کارنامے انجام دیئے ہیں مگر باکردار انسان ، صالح معاشرہ ، پر امن ماحول اور پاکباز سوسائٹی قائم کرنے سے بالکل عاجز ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ آج طاقتور قومیں ، کمزور قوموں کا مختلف طریقوں سے استحصال کر رہی ہیں اور مجموعی طور پر دنیا بدامنی ، انتشار اور مایوسی کا شکار هے ۔

اس وقت بھی آپ ہی کے سرچشمہ فیض کے تربیت یافتہ افراد آگے بڑھ کر دنیا کو ھلاکت اور تباھی سے بچا سکتے ہیں اور ان کو امن کا آب حیات پلا سکتے ہیں کیونکہ اپنی زندگی کے مقصد سے آشنا اور اپنے خالق کو پہچاننے والے ہیں یہ ٹھیک ہے کہ آپ نے دنیا کو سائنس اور سائنسی ایجادات تو نہیں دی ہیں ۔ مگر آپ نے اسکے بدلے حضرت ابوبکر صدّیقؓ ، حضرت عمرؓ ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ مرتضیٰ رضوان اللہ علیہم اجمعین دیئے ہیں ۔ طارق بن زیاد اور محمد بن قاسم دیئے ہیں ۔ امام بخاریؒ وامام مسّلم دیئے ہیں ۔ امام غزالی و رازی دیئے ہیں ۔ ابن تمیمؒہ و شاہ عبدالقادرؒ جیلانی دیئے ہیں ۔ جن کا وجود پوری انسانیت کا اصل سرمایہ اور تمام بنی نوع انسان کا اصل جوہر ہے ۔ اسی لیئے دور جدید کے بگڑے ہوئے انسانی معاشرے کی فلاح و بہبود کے لئے ھمیں آج بھی اسی سرچشمہ فیض کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہے ۔

بمصطفیٰ بر سال خویش راکہ دین همه است
اگر باو نہ رسیدی تمام بولهبی است

Marfat.com

فرحانہ شفیق

اصلاحِ معاشرہ میں خواتین کا کردار
تعلیماتِ نبوی کی روشنی میں

سب سے پہلے یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ معاشرہ کیا ہے ؟ معاشرہ دراصل افراد کا ایک ایسا مجموعہ ہے جو کسی خاص علاقے میں ایک ساتھ رہنے سے ان افراد کے نظریات ، اور روایات کے نتیجے میں وجود میں آتا ہے ۔ معاشرہ دراصل انسانوں سے مل کر بنتا ہے اور اس میں انسانوں کی دونوں اصناف اہم ہیں ۔ مگر ہمارے موضوع کاتعلق صرف خواتین سے ہے ۔

تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ اسلامی معاشرہ کے سود و زیاں اور نفع و ضرر سے مسلمان عورت بھی تماشائی کی طرح غیر متعلق نہیں رہ سکتی ۔ کیونکہ معاشرہ کے بناؤ اور بگاڑ اور اصلاح و فساد سے اس کا بہت ہی گہرا اور قریبی تعلق ہوتا ہے ۔ معاشرہ کا نقصان اس کا اپنا نقصان اور معاشرہ کا فائدہ اس کا اپنا فائدہ ہے ۔ وہ معاشرہ کو خیر کی بنیادوں پر قائم رکھنے میں مدد دے گی ، تو لازماً شرّ کی راہ پر لے جانے کی مخالفت اور مزاحمت بھی کرے گی بھلائیوں کا خیر مقدم کرے گی تو برائیوں پر احتجاج بھی کرے گی ۔ یہ اس کا فطری حق ہے ۔ جو اجتماعی اسلامی زندگی نے اسے عطا کیا ہے ۔ شریعتِ محمّدی نے اس کے اس حق کو تسلیم کیا ہے ۔ اور زندگی کے مختلف معاملات میں خواہ وہ انفرادی ہوں یا اجتماعی ، اس کو اپنے جذبات و احساسات ، رائے ، اور خیال ، پسند نا پسند کے اظہار کی اجازت عطا کرتی ہے ۔

اب سوال یہ ہے کہ اسلامی معاشرہ کیا ہے ؟ اسلامی معاشرہ سے مراد وہ معاشرہ ہے جس کی اساس اسلام کی آفاقی اقرار پر رکھی گئی ہو اور جو معاشرہ بھی وحی الٰہی کے احکامات کی رو سے اورحضور نبی اکرم صلی اللہ وعلیہ وسلم کی تعلیماتِ طیبّہ اور ان کے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں قائم ہو وہ اسلامی معاشرہ ہے ۔

Marfat.com

انسانی زندگی میں استحکام اور فساد کی بنیاد مرد اور عورت کے متوازن اور غیر متوازن تعلّق پر ہے - عورت اور مرد انسانی زندگی کا لازم و ملزوم حصّہ ہیں - کسی ترقی پسند معاشرے اور صالح تمدّن کے لیے ضروری ہے کہ وہ عورت کی صحیح حیثیّت کو متعیّن کرے - یہ بات مسلّم ہے کہ عورت معاشرے کا ایک ایسا ناگزیر عنصر ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ، بلکہ عورت کی کسی معاشرے میں حیثیت ، اس کا کردار و عمل اور اس کی حیات بخش صلاحیتیں معاشرے کے عروج و زوال کا سامان ہیں - فرد کی پہلی اجتماعی اکائی اس کا خاندان ہے - اس میں میاں ، بیوی ، والدین ، رشتہ دار ہمسائے اور عام انسانی برادری شامل ہے - ہمدردی و ایثار اسلامی معاشرے کی اہم خوبی ہے - اسلام معاشرے کے افراد میں اطاعت اللہ و اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت لازماً پیدا کرتا ہے اور قیام خیر و اصلاح معاشرہ کے لیے معاشرے کے ہر فرد-چاہے وہ مرد ہو ، یا عورت اس کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا حکم دیتا ہے -

یہ ایک اٹل اور واضح حقیقت ہے کہ عورت مزاج ، طبیعت اور صلاحیت میں قدرتی اور تخلیقی طور پر مرد سے مختلف ہے - اسلام نے ریاست اور معاشرے کے تحفظ کی اصل ذمہ داری مرد کے سر ڈالی ہے - اور عورت کی جدوجہد کا رخ گھر کی طرف موڑا ہے - کیونکہ گھر میں بھی معاشرے کی وہ بنیاد ہے کہ اگر اس میں اصلاح و خیر ہو تو معاشرے میں کسی طرف بھی لگاؤ اور فساد ہو ہی نہیں سکتا - اسی لیے اسلام نے عورت کو گھر کی ملکہ بنایا ہے - اسے بازار کی تاجرہ ، دفتر کی کلرک ، یا عدالت کی جج نہیں بنایا - گھر کا میدان ، اتنا ہمہ گیر اور ہمہ جہت میدان ہے ، جس میں ایک ہمہ وقتی کارکن کی ضرورت ہے - اور اسلام نے معاشرہ میں اصلاح اور خیر کا سرچشمہ ماں کی ذات اور بہن اور بیوی کو رکھا ہے -

اسلام سے پہلے اس مظلوم صنف کو حقِ زیست تک حاصل نہ تھا۔ قرآن نے کہا، نہیں! وہ زندہ رہے گی اور اس کے اس حق پر جو شخص بھی دست درازی کرے گا خدا کی طرف سے اس کی باز پُرس ہو گی '

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کی حمایت میں جو ہدایات اور تعلیمات

Marfat.com

دی ہیں ۔ آج تک کوئی مدعی حقوق نسواں ، ان سے زیادہ صحیح اور حقیقی تعلیمات نہیں پیش کر سکا ۔ آپ نے فرمایا :۔

'اللہ نے حرام کی ہے تم پر ماؤں کی نافرمانی ، ادائیگی حقوق سے ہاتھ روکنا ، اور ہر طرف سے مال بٹورنا اور لڑکیوں کو زندہ دفن کرنا '

(بخاری کتاب الآداب ، باب حقوق الوالدین)

آپ نے مزید فرمایا :۔

' جس شخص کے لڑکی ہو نہ وہ اسے زندہ درگور کرے اور نہ اس کے ساتھ حقارت آمیز سلوک کرے اور نہ اس پر اپنے لڑکے کو ترجیح دے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا '

(ابوداؤد کتاب الآداب)

کسی بھی معاشرہ میں ، اگر خواتین اس معاشرہ کی اصلاح میں کوئی کردار ادا کرتی رہی ہیں ، تو اسکی سب سے روشن مثال عہدِ نبوّت ہے ۔ اس میں جب خواتین نے اصلاح معاشرہ میں حصہ لیا تو جو سب سے پہلا کام انہوں نے کیا وہ دین کا علم حاصل کرنا اور اس کا فہم حاصل کرنا تھا۔

دین کے اصول و کلیات کے احترام کا مطالبہ مرد ہی سے نہیں ہے بلکہ یہی مطالبہ عورت سے بھی ہے اور اس مطالبہ کی تکمیل جس میں اصلاحِ معاشرہ بھی شامل ہے ۔ (بلکہ بنیادی اور کلیدی حیثیت رکھتا ہے) کی اس کے سوا کوئی اور صورت نہیں ۔ کہ وہ دین کی تعلیمات سے پوری طرح واقف ہوں تاکہ وہ جان سکے کہ زندگی کے مختلف حالات و مسائل میں اس کے لیے کیا ہدایات ہے ۔ اور وہ ان کو کس طرح حل کرے ۔ قرآن کا یہ حکم کہ ' کسی معروف حکم میں رسولؐ کی نافرمانی نہیں کرے گی ' (الممتحنہ ۔ ۱۲) ۔ معاشرہ کے اندر اس کو انتہائی ذمہ دار اور جواب دہ بنا دیتا ہے ۔ اور مجبور کرتا ہے کہ وہ قدم قدم پر رسولِ خدا کی مخالفت سے بچے ، اور آپ کی رضا ڈھونڈے ۔ نہ صرف اپنی اصلاح کرے ، بلکہ معاشرہ میں اپنے دائرہ کار میں جہاں تک ہو سکے ، اسلام کے آفاقی اصولوں کے مطابق اصلاح کا کام کرتی رہے ۔

Marfat.com

رسول اکرم ﷺ ہی کے دور مبارک کا ذکر ہے کہ عورتوں کے اندر احکام دین معلوم کرنے کی ایسی تڑپ پیدا ہو گئی تھی کہ وہ شب و روز اس کے لیے بے چین رہتی تھیں ۔

انصار کی عورتوں کے متعلق حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں :
' انصار کی عورتیں بھی بہت خوب تھیں ، دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنے کے سلسلہ میں حیا اور شرم ان کے لیے رکاوٹ نہ بنتی تھی '
(مسلمـ کتاب الحیض)

چونکہ نبیؐ کو معاشرے کے اس بنیادی عنصر عورت کے اصلاح معاشرہ میں کردار کا مکمل احساس و ادراک تھا ـ اس لیئے آپ کو عورتوں کی تعلیم و تذکیّہ کا اس درجہ خیال رہتا تھا کہ اگر کسی وقت آپ محسوس فرماتے کہ آپ اپنی بات انکے گوش گزار نہیں کر سکتے تو دوبارہ ان کے قریب پہنچ کر وعظ و تلقین فرماتے ـ اسلام نے عورت کے اندر علم کی جو پیاس پیدا کردی تھی اس کی تسکین ان چند عام ذرائع سے نہیں ہو رہی تھی اس لیے کبھی کبھی حضوؐر ان کو استفادہ کے لیے علحٰیدہ موقع بھی عطا فرماتے تھے ـ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم کی اس خدمت پر اپنے کسی نمائندہ کو مامور فرماتے ـ

اس کے علاوہ آپ نے والدین اور شوہر کو بھی ہدایت کی کہ وہ عورتوں کی تعلیم کا انتظام کریں ـ آپ کا ارشاد ہے ـ
' جاؤ اپنی بیوی بچّوں کی طرف اور ان ہی میں رہو اور ان کو دین کی باتیں سکھاؤ اور ان پر عمل کا حکم دو '
(بخاری کتاب الاذان للمسافرین)

والدین کے لیئے آپ نے فرمایا :ـ
' جس نے تین لڑکیوں کی پرورش کی ـ ان کو ادب اور سلیقہ سکھایا ان کی شادی کی اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو اس کے لیے جنت ہے ـ
(ابوداؤد ، کتاب الآداب)

شریعت نے جہاں عورت کے فکری معیار کو بلند کرنے کے لئے خارج میں ہر قسم

Marfat.com

کی تعلیمی سہولتیں بہم پہنچائی ہیں ۔ وہاں ذہن و فکر کی اندرونی صلاحیتوں کو ابھارنے کی سعی بھی کی ہے ۔

صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے وصال کے بعد مجموعی انداز میں اصلاحِ معاشرہ کی جو جدوجہد کرتے تھے اس میں صحابیات بھی شامل تھیں ۔ انکے علم و فضل کا یہ حال تھا کہ امام مالکؒ کی صاحبزادی کے علم کا یہ حال بیان کیا جاتا ہے کہ طالب علم اگر مؤطا پڑھتے ہوئے کہیں لغزش کھاتا ، تو وہ اپنے کمرہ کے اندر سے دروازہ کھٹکھٹاتیں ، ام ورؓقہ بنت نوفل کے بارے میں مروی ہے کہ وہ قرآن پڑھتی ہوتی تھیں اور نبی نے ان کو اپنے گھر والوں کی امامت کا حکم دیا تھا ۔

اسی علم و فہم کا کمال تھا کہ وہ اصلاح معاشرہ میں ہر لمحہ سرگرمِ عمل تھیں مشہور امام اشہبؒ نے ایک مرتبہ ایک لونڈی سے سبزی خریدی ۔ زمانے کے رواج کے مطابق سبزی کی قیمت روٹی کی شکل میں دی جاتی تھی ۔ امامؒ کے پاس اس وقت روٹی نہ تھی انہوں نے لونڈی سے کہا شام کو آکر روٹی لے جانا ۔ اس نے جواب دیا جناب ناجائز ہے شریعتِ محمدیؐ میں کھانے پینے کی چیزوں میں دست بدست تبادلہ کا حکم ہے ' چونکہ اس زمانے کی خواتین علم رکھتی تھیں اور ان کے سامنے ہر لمحہ شریعتِ محمدیؐ کا معیار رہتا تھا ۔ اس لیے وہ جہاں اور جسے اس معیار سے انحراف کرتا پاتیں تو اس کو فوراً ٹوکتیں ۔

اس کے علاوہ عورتوں میں پڑھنے کی طرح لکھنا بھی عام ہو چکا تھا اور وہ تحریر کے آداب و اصول سے خوب واقف ہو چکی تھیں ۔

خواتینِ اسلام نے اصلاح معاشرہ میں جو کردار دوز نبوت اور اس کے بعد ادا کیا اگر ہم غور کریں تو اس کے چند نمایاں پہلو یہ ھیں ۔

١۔ عملی خدمات :۔

زندگی کے ہر میدان میں خواتین کی فہم و بصیرت نے رہنمائی کا کام دیا ہے ۔ اور وہ مرد کے دوش بدوش امّت کی ہدایت کا فریضہ انجام دیتی رہی ہیں ۔ ہماری امہات جن میں حضرت عائشہؓ کے علم و فضل کا یہ حال تھا کہ حضرت عائشہؓ بنت طلحہؓ نے فرمایا ۔

Marfat.com

' حضرت عائشہؓ کے پاس ہر شہر سے لوگ آیا کرتے تھے '
لوگ دور دور سے علمی استفادہ کے لئے حاضر ہوتے تھے ۔ حدیث کی کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے حضرت عمرؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ جیسے وسیع النظر اصحاب کی آراء پر تنقید کرکے ان کے ذہن و فکر کو صحیح رخ کی طرف موڑا ہے ۔ اور یوں صحابہ کرام کے علمی اختلافات اور الجھنوں کے رفع کرنے میں ازواج مطہرات کے علمِ دین نے بڑی مدد دی ہے ۔

دینِ محمدؐی عورت کو معاشرہ کی اصلاح اور فلاح و خیر کے لئے استعمال کرنا چاہتا ہے اس لئے پہلے اسے زیورِ علم سے آراستہ کرتا ہے اور پھر میدانِ عمل کی طرف آنے اور اصلاحِ معاشرہ کا کام کرنے کی ترغیب دیتا ہے ۔ شریعت عورت کو تباہی سے محفوظ رکھنا چاہتی ہے ۔ تاکہ زندگی کے کارزار میں اس کو نامرادیوں کا سامنا نہ کرنا پڑے اور وہ تصنّع و تکلّیف کی عادی بن کر ایک جاہل اور ناکارہ قوم پیدا نہ کرے ، بلکہ سادگی اور جفا کشی اپنائے اور ایک مجاہد قوم پیدا کرے ۔

ایک خاتون ، زمانہ عدّت میں معاشی مسائل کی وجہ سے کاروبار کرنے لگیں تو کچھ صحابہ نے اعتراض کیا آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں استفسار کے لئے گئیں ، تو آپ نے فرمایا ۔

' کھیت جاؤ اور اپنے کھجور کے درخت کاٹو (اور فروخت کرو) اس رقم سے بہت ممکن ہے تم صدقہ و خیرات یا کوئی بھلائی کا کام کر سکو '
(ابو داؤد ، کتاب الطلاق)

ان الفاظ کے ذریعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابرؓ کی خالہ کو انسانیّت کی بہی خواہی اور فلاح و بہبود پر اکسایا ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ شریعت عورت کو اس قابل دیکھنا چاہتی ہے کہ وہ اپنے جیسے دوسرے انسانوں کی خدمت کر سکے اور ان کی اصلاح و خیر کے بھلے کام اس کے ہاتھوں سر انجام پائیں ۔

۲۔ خواتین کی اسلام کی راہ میں قربانیاں

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ عہدِ نبوؐی میں خواتین نے معاشرہ کے مفاد اور اس کی بقاء اور تحفّظ کے لیے اور سب سے پہلے اس کو صالح بنیادوں پر تعمیر کرنے

Marfat.com

کے لئے بے شمار قربانیاں دی ہیں - یہی وجہ تھی کہ اس معاشرہ کے قیام کے بعد اس میں سر اٹھانے والی خرابیوں کو ختم کرنے اور معاشرہ کی اصلاح کرنے میں جہاں مرد سرگرم عمل تھے وہاں خواتین بھی کسی سے پیچھے نہ تھیں - سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والی ہستی بھی ایک خاتون کی تھی اور اللہ کی راہ میں پہلی شہید بھی ایک خاتون ہی تھیں - پھر عمر کی بہن ، جن کی جرأت گفتار ملا صفہ کیجئے -

' ابن خطاب ، میں تو ایمان لا چکی اب جو چاہو کر گزرو ' اس لب و لہجہ کا کمال تھا کہ حضرت عمرؓ جیسے سخت مزاج شخص نے اسلام قبول کیا اور اس کے بے باک اور نڈر سپاہی بنے - دنیا کی کوئی بھی تحریک ہو اس میں خواتین اس تحریک کا سب سے اہم حصّہ ہوتی ہیں - جب کسی قوم کی مائیں مثالی ہوں تو وہ قوم خود بخود مثالی بن جاتی ہے -

دین کی مدافعت خواتین جس طرح شمشیر و سناں کے ذریعہ کرتی رہی - ہیں - اس طرح زبان و بیاں سے بھی انھوں نے یہ فریضہ انجام دیا ہے - حق کی نصرت وحمایت میں نیزہ اور تلوار بھی بلند کی ہے - اور زبان کی قوّت بھی صرف کی ہے ان کی پرجوش خطابت و تعزیر نے بہت سوں کے لئے اللہ کی راہ میں مرنا اور جینا اور ہر متاعِ حیات کا لٹانا آسان بنا دیا - یہ کام انھوں نے صرف اپنوں ھی کو حق پر ثابت قدم رکھنے کے لئے نہیں کیا بلکہ معاشرہ میں جہاں کہیں ان کو بگاڑ نظر آیا اس کو بدلنے اور اس کی جگہ خیرو صلاح کو قائم کرنے کی جدوجہد کرتی رہی ہیں - سمرؓاء بنت نہمک کے متعلق ابن عبدالبرؒ نے لکھا ہے :-

' وہ بازاروں میں پھر کر بھلائی کا حکم دیتیں - اور برائی سے روکتی تھیں - ان کے ہاتھ میں ایک کوڑا ہوتا تھا جس سے وہ لوگوں کو منکر کے ارتکاب پر مارتی تھیں -

(الاستیعاب فی اسماء الاصحاب)

اس معاملہ میں خواتین امّت نے نہ رعایا کی پرواہ کی اور نہ فرمانرواؤں اور حاکموں کی - ان کے ایمانی جذبات نے جس طرح دین کے کھلے دشمنوں کا مقابلہ کیا ہے - اسی طرح دین کے نام لیواؤں کے فساد فکر و عمل کو بھی برداشت کرنے سے

Marfat.com

انکار کر دیا ہے ۔ کلمۂ حق کے اظہار میں نہ تو باطل کی بڑی سے بڑی قوت ان کے لئے مانع ہوئی اور نہ جابر و سخت گیر حاکم کی زیادتی و سختی ۔ مسلمان خواتین نے اصلاح معاشرہ کے لئے جو کچھ کیا اور کہا وہ کسی بھی ذاتی مفاد سے بالا تر ہو کر خالص دین اور ریاست کے مفاد کے لئے کہا گیا ۔ اسی لئے عام افراد تو کیا ذمّہ داران ریاست تک نے ان کی تنقید اور نصیحت کو عزّت کی نگاہ سے دیکھا اور اس سے استفادہ کیا ہے ۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کہیں جا رہے تھے راستے میں خولہؓ بنت ثعلبہ سے ملاقات ہو گئی وہ وہیں حضرت عمر کو نصیحت کرنے لگیں ۔ حضرت عمرؓ کے ساتھ ان کے دوست تھے انھوں نے خولہؓ سے کہ ۔ ' تم نے امیر المومنین پر ضرورت سے زیادہ نصیحت شروع کر دی ہے ۔ حضرت عمرؓ نے ٹوکا اور کہا ' انہیں کہنے دو' کیا تمہیں نہیں معلوم یہ خولہ ہیں '

(الاستعیاب لابن عبدالبرؒ ۔ تزکرہ خولہؓ بنت ثعبلہؓ)

مہر کی رقم کے بارے میں حضرت عمرؓ کی اصلاح ایک عورت کے ہاتھوں ہوئی ۔

خواتین اسلام معاشرہ کی اصلاح کا کام انفرادی طور پر ہی نہ کرتی تھیں بلکہ اس کے لئے عہدِ نبوّت ہی سے مل کر کوشیش کیا کرتیں تھیں ۔ اس بات کی شہادت موجود ہے کہ خواتین نے اسماء بنت زید نامی خاتون کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ گزارش دے کر بھیجا کہ وہ ان کی تعلیم و تربیت کے لئے علیحدہ دن مقرر کریں ۔ یہ خواتین جب آپس میں ملتیں تو اصلاحِ معاشرہ کی فکر ہی سے ملتیں اور اپنی اور اپنے اہلِ خانہ اور اہلِ قوم کی اصلاح میں سر گرم رہتیں ۔ اس کی تائید میں بے شمار واقعات سیرت کی کتب میں موجود ہیں ۔

یہ تو وہ کردار تھا جو مسلم خواتین نے تعلیماتِ نبویؐ اور تربیّتِ محمّدیؐ کی روشنی میں معاشرہ کی اصلاح کے لئے ادا کیا ۔ اس میں ان کا پہلا قدم خود اپنی اصلاح تھا اور اپنے آپ کو جاہلیت کی تاریکی سے نکال کر علم و دین کی روشنی میں لانا تھا ۔ اس کے بعد دین کے علم نے ان کے اندر وہ اسپرٹ پیدا کر دی کہ انہوں نے اصلاحِ معاشرہ میں ایسا مؤثر کردار ادا کیا کہ ان کی گود سے محمد بن قاسم اور سلطان صلاح الدین ایوبی پیدا ہوئے تو دوسری طرف وہ رابعہ بصری اور رضیہ سلطانہ

Marfat.com

اور کہیں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی صورت میں قوم اور امت کی رہنمائی کرتی رہیں۔

آج کی مسلمان عورت اگر اصلاح معاشرہ میں کوئی کردار تعلیماتِ نبویؐ کی روشنی میں ادا کرنا چاہتی ہے تو اس کے لئے لائحہ عمل صرف یہ ہے کہ وہ ان اصولوں پر عمل کرے۔

۱۔ خواتین خود بھی علم حاصل کریں۔ جس میں علمِ دین بھی ہو اور علم دنیا بھی۔ اور علم دین میں اتنی دسترس حاصل کر لیں کہ وہ معاشرہ میں اٹھنے والے فتنوں کے سدِباب اور اپنی اولاد کی درست تربیّت کے لئے تیار ہو سکیں۔

۲۔ خواتین اصلاحِ معاشرہ کے لئے اسلامی تنظیمیں بنائیں۔ جس میں وہ اسلام کا علم حاصل کرکے اصلاح معاشرہ کی اجتماعی کوششوں میں شریک ہوں۔ یہ تنظیمیں اگر پہلے سے موجود ہیں تو ان میں شمولیت اختیار کریں۔

۳۔ خواتین کے کردار کو اصلاحِ معاشرہ کے لئے مؤثر بنانے کے لئے حکومت ہر سطح پر خواتین کے لئے علحٰیدہ تعلیم کا انتظام کرے اور اس سلسلے میں خواتین یونیورسٹی کا قیام جلد از جلد بے حد ضروری ہے۔ کیونکہ مخلوط تعلیم کی پروردہ خواتین معاشرہ میں بگاڑِ معاشرہ کا سبب بنتی ہیں۔ اس لئے ان کی جدا گانہ تعلیم کا جلد از جلد بندوبست حکومت کی اولین ذمّہ داری ہے۔ تاکہ وہ اپنی اصل ذمّہ داری کے لئے تیار ہو سکیں۔

۴۔ عورت کا اصل میدانِ کار اس کا گھر ہے۔ قوم کے ڈاکٹر ہوں یا لیڈر، استاد ہوں یا عالمِ دین سب ایک ماں ہی کی گود سے پروان چڑھتے ہیں۔ اگر ماں کی گود ہی صلاح وخیر کا مرکز ہو گی تو معاشرہ کی اصلاح خود بخود ہوتی چلی جائے گی۔ خواتین کے اندر اپنے اصل میدان کے احساس کو ابھارنا بے حد ضروری ہے۔ اور ان کی تعلیم بھی ایسی ہو کہ وہ اسی میدانِ کار کے لئے تیار ہوں۔

ان چند تجاویز پر عمل کرکے ہم اصلاح معاشرہ میں خواتین سے وہ عظیم خدمات لے سکتے ہیں جنہوں نے قوموں کی تقدیر بدل دی ہے۔ اللہ ہمیں توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

Marfat.com

غزالہ اسمعیل

اصلاح معاشرہ میں عورت کا کردار

تعلیماتِ نبوی کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ نے اپنی بے پایاں سلطنت میں جب زمیں بنائی تو ' اِنّی جاعلٌ فی الارض خلیفہ ' میں دنیا میں اپنا خلیفہ مقرر کرنے والا ہوں ۔ کے ارشاد کے مطابق آدم علیہ السلام کو پیدا کیا ، تاکہ زمین پر اللہ کی حکمرانی قائم کر سکے ۔ چونکہ آدم یہ ذمہ داری اکیلے نبھانے کے قابل نہ تھا تو اللہ نے حضرت حوّا کو پیدا کیا اور فرمایا کہ تمام انسانوں کو ایک نفس واحدہ سے پیدا کیا ۔ اس ارشاد سے مرد اور عورت حقوق اور مرتبہ کے لحاظ سے برابر ہیں ۔ عورت کے وجود کے بغیر انسانی معاشرہ کا وجود نامکمل ہے ۔ لہذا تعمیرانسانیت اور اصلاح معاشرہ میں عورت کا کردار بہت اہمیت رکھتا ہے ۔

اصلاحِ معاشرہ میں عورت کے کردار کا جائزہ لینے سے پہلے یہ بہتر ہو گا کہ اسلامی معاشرہ میں عورت کے مقام کا تعیّن کر لیا جائے کیونکہ جب تک کسی معاشرے میں فرد کی اہمیت اور اس کے اصل مقام کی پہچان نہیں ہو جاتی اسوقت تک اس کے فکر و عمل کے دائرہ کار کا تعین نہیں ہو سکتا ۔ انسانی معاشرہ صدیوں سے وجود میں آ چکا ہے ۔ مرد اور عورت کے میل سے ، سالہا سال سے ، معاشرہ عملِ تعمیر اور شکست و ریبخت سے دو چار ہے ۔ انسانی معاشرے میں بگاڑ کے عوامل میں ایک وجہ مرد اور عورت کے حقوق و فرائض میں عدمِ توازن ہے اور تعمیرو اصلاح دونوں کے حقوق میں توازن سے ہوتی ہے ۔

موضوع کو صحیح خطوط پر بیان کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اسلام سے پہلے غیر اسلامی معاشروں اور تہذیبوں میں عورت کا جو استحصال ہوتا رہا ہے اس کا مختصر سا جائزہ پیش کیا جائے تاکہ اسلامی معاشرہ میں عورت کے مقام کی اہمیت

Marfat.com

اجاگر ہو سکے ۔ اس مقصد کے لیے بہتر ہے کہ ہم دوسرے مذاہب اور تہذیبوں میں عورت کے حقوق کا محاکمہ کریں ۔

تورات کے موجودہ متن کے مطابق عورت مجرم گردانی گئی کیونکہ سانپ کے فریب میں آکر اس نے آدم کو بہکایا ۔ انجیل کے موجودہ متن بھی عورت کوآدم کے پہلے گناہ کا ذمہ دار ٹھراتا ھے ۔ قرآن کریم نے عورت کی برأت یوں فرمائی فازلھما الشیطان یعنی (دونوں کو شیطان نے بہکایا ۔ ' عیسائیت میں ایک ایسا دور بھی گزرا ہے ، جس میں بحث ھوتی تھی کہ عورت میں روح انسانی ہے یا نہیں ۔ ارسطو جیسے مفکر نے عورت کو ادنیٰ مخلوق قرار دیا ۔ قبلِ اسلام عورت ایک بے قیمت لونڈی تھی ۔ بیوی کی حیثیت سے پاؤں کی جوتی سمجھی جاتی تھی ۔ وراثت سے محروم بلکہ خاوند کی وفات کے بعد ترکہ کی طرح تقسیم ھوتی تھی ۔ ھندو دھرم میں خاوند کے مرنے پر خاوند کے ساتھ جل کر ستی ھو جانے پر مجبور تھی ۔ اس قسم کے منفی رویّوں اور خیالات نے عورت کو ذھنی طور پر مفلوج کر دیا ۔ ایسے حالات آج بھی دنیا کی کئی غیر اسلامی تہذیبوں میں موجود ہیں اوران معاشروں میں عورتیں تحریکیں چلا رہی ہیں ۔ مشرق ھو یا مغرب عورت گھر میں بند تھی تو بھی مظلوم اور چار دیواری سے باھرآئی تو تب بھی مظلوم کیونکہ اس کی وجہ اسلامی حقوق سے انحراف ھے ۔

اسلام نے عورت کو مرد کے مساوی حقوق عطا کئے ۔ اسے ایک آزاد ، فعال اور موثر قوت کی حیثیت سے معاشرے میں روشناس کروایا ۔ مہر اور وراثت کا حق دار ٹھہرایا ۔ اس کی کفالت اور حفاظت مرد کی ذمہ داری ٹھہری ۔ اسکی تعلیم و تدریس کو فرض قرار دیا ۔ ماں کے قدموں میں جنت رکھ کر اسے عظمتوں کے کوہ ھمالہ پر پہنچایا ۔ بیٹی کی تعلیم و تربیت خوش دلی سے کرنے والے باپ کو جنت کی بشارت دی ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع میں بھی مرد کو عورت کے حقوق کی پاسداری کے لئے پابند کیا ۔

اسلامی معاشرے میں عورت کو اتنے زیادہ حقوق اس لئے تفویض کئے گئے کہ تخلیق انسانیت کی کٹھن ذمہ داری اس پر ڈالی گئی ہے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو اسلامی آداب کے دائرے میں رہ کر زندگی کے ہر میدان میں جرأت و

Marfat.com

بہادری سے فرائض انجام دینے کی اجازت عطا کی ۔ تاریخ اسلام میں حضرت عائشہ صدیقہؓ ، حضرت فاطمہ الزہرہؓ ، حضرت رابعہ بصری ، والدہ غوث اعظم زبیدہ ہارون الرشید ، چاند بی بی ، رضیہ سلطانہ ، بی اماں ، فاطمہ جناح نے انسانی معاشرے کی فلاح و بہبود میں مردوں سے بڑھ کر کام کیا ۔ اگر اسلامی معاشرہ میں کوئی عورت گھر کی چار دیواری سے باہر رہ کر انجام نہیں دے رہی تو اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ وہ عضو معطل ہے ، بلکہ اس کی کوششیں بھی اصلاح معاشرہ کی تحریکوں کی سربراہی کرنے والے مردوں کی قوتوں کو ترو تازہ رکھنے کے لیے گھروں میں پرسکون ماحول اور تعاون کی فضا قائم کرنا بھی اصلاح معاشرہ کے لئے بہت بڑا تعاون ہے ۔

تعلیماتِ نبوؐی کی روشنی میں مرد اور عورت دونوں کے لئے فلاح و تقویٰ کا معیار برابر ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ دورِ نبوؐی میں خواتین اسلام علم و فضل ، طب و جراحت ، ادب و شاعری اور جرأت و بہادری میں ایک اہم مقام حاصل کر لیا تھا ۔

آج بھی پاکستانی عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیّبہ اور سیرتِ مبارک سے روشنی حاصل کرکے مثالی معاشرے کے قیام میں مرد سے زیادہ مؤثر کردار ادا کر سکتی ہے کیونکہ وہ نہ صرف تخلیقِ انسانیت کے جوہر سے متّصف ہے بلکہ تعمیرِ انسانیت کی زیادہ ذمہ داری بھی اسی پر عائد ہوتی ہے ۔ اسی لئے اس کے لئے بھی حصولِ علم فرض قرار دیا گیا ۔

معاشرہ افراد کے اجتماع سے قائم ہوتا ہے اور ہر فرد معاشرے کا اہم جز ہے اور ماں کی گود ہر فرد کا پہلا مدرسہ ہے ۔ اگر ماں اعلیٰ دنیوی اور دینی تعلیم سے آراستہ ہو ۔ پاکیزہ اخلاق و کردار کی مالک ، ذہنی اور جسمانی صحت کے ساتھ ساتھ اپنے نفس اور خواہشات پر ضبط کرنے کی خدادا صلاحیتوں سے متصف ہو تو اسکی گود میں پروان چڑھنے والا فرد بھی اعلیٰ اوصاف کا مالک ہو گا اور معاشرے میں مثالی کردار ادا کرکے ملک کو ایک فلاحی ریاست بنانے میں معاون ثابت ہو گا ۔

آج ہمارا معاشرہ اقتصادی بگاڑ ، اخلاقی انحطاط ، سماجی اور معاشرتی برائیوں اور بدامنی کا شکار ہے اگر خواتین قرآن و سنت کی روشنی میں اپنے کردار کی اصلاح

Marfat.com

سے معاشرے کی اصلاح کرنا چاھتی ہیں تو پھر درج بالا برائیوں کے خاتمہ کے لیے درج ذیل مؤثر اقدام اٹھا سکتی ہیں ۔ جو باترتیب یوں ہوں گے ۔

اقتصادی بگاڑ

آج پاکستانی معاشرہ ہوس زر اور ذاتی جاہ و حشمت کا دلدادہ ہے اور اکثریت کے نزدیک پرتعیش زندگی گزارنے اور دولت کی فراوانی کو ہی وقار تمکنت سمجھا جاتا ہے ۔ حصولِ دولت مقصد حیات بن گیا ہے ۔ لہٰذا دولت ہر جائز وناجائز ذریعے سے جمع کی جاتی ہے اس لئے معاشرہ میں رشوت خوری چور بازاری ، منافع خوری ، سمگلنگ اور منشیات کے مزموم دھندوں کا بازار گرم ہے ۔

حصول دولت کے پس پردہ عورت کا ہاتھ ہے جو ماں ، بیوی ، بیٹی اور بہن کی حیثیت سے نت نئے مطالبے کرتی ہے اورآدمی اس کے مطالبات پورے کرنے کیلئے نا جائز ذرائع استعمال کرتا ہے اگر عورت کی تربیت قرآن و سنت کے مطابق ہو تو وہ حرام حلال میں تمیز کرنے کے ساتھ لقمہ حلال کی برکتوں سے آگاہ ہوتی ہے اور پرتعیش زندگی گزارنے کی بجائے سادہ زندگی گزارنے کو خوشنودیٔ خدا کی خاطر قبول کرتی ہے اور ' اصل دولت مندی دل کی دولت سے ہے ' پر یقین رکھتی ہے تعلیماتِ نبویؐ کی روشنی میں تربیّت پانے کے بعد عورت خود بھی آخرت کے محاسبے سے ڈرتی ہے اور مرد کو بھی ناجائز کمائی سے محفوظ رکھنے کے لئے لقمہ حلال کمانے کی ترغیب دیتی ہے کیونکہ وہ فرمان نبوی کی اصل روح کو سمجھی ہے اور جانتی ہے ۔ دین دار عورت خود اور اپنے مرد اور بچوں کو آگ کا ایندھن بننے سے بچاؤ کا راستہ اختیار کریگی ۔ وہ راستی اور سلامتی کا راستہ اپنائے گی ۔ دکھ اور عذاب و لعنت کی دولت حاصل کرنے کی کوشش نہیں کریگی اور نہ اپنے مرد کو ایسا کرنے کی اجازت دیگی کیونکہ فرمانِ نبویؐ ہے ۔ لُعِنَ عبد الدینارِ و لُعِنَ عبدا الدراھم یعنی درھم پرست اور دینار پرست ملعون ہے ۔ اگر عورت تصنع و بناوٹ ، فیشن پرستی سے احتراز کریگی اور سادہ زندگی اختیار کریگی تو پھر آدمی کس کے لیے ناجائز دولت سمیٹے گا ؟

Marfat.com

نتیجتاً رشوت خوری ، منافع خوری ، چوربازاری اور منشیات کا مذموم دھندا ختم ہو جائے گا۔

اخلاقی انحطاط

پاکستانی معاشرہ اخلاقی انحطاط کا شکار ہے منشیات کا کاروبار بیرونی ثقافت کی یلغار ، بے راہ روی ، بے انصافی ، ڈکیتی ، بد نیتی ، ظلم و ستم اور قتل و غارت کا شکار ہے۔ ہر شہری اپنے آپکو غیر محفوظ سمجھ کر پریشان اور خوفزدہ ہے۔ ان حالات سے نبرد آزما ہونے اور ان سے چھٹکارا پانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہر فرد خود زندہ رہنے اور اپنی تہذیب و معاشرت کو پروان چڑھتے دیکھنے کا جذبہ رکھتا ہو۔ وہ اپنی تہذیبی اقدار کی بقا اور قومی ناموس کے تحفظ کے لئے اپنے تمام وسائل بروئے کار لانے کا عزم رکھتا ہو۔ قرآن و سنت کے مطابق عمل کرنے کی سوچ رکھتا ہو۔

مرد کی طرح عورت کی بھی یہ اہم ذمہ داری ہے کہ وہ معاشرتی اقدار کو مضبوط بنانے کے لئے بھرپور کردار ادا کرے۔ اخلاقی برائیاں دور کرنے کے لئے عورت زیادہ موثر کردار ادا کر سکتی ہے کیونکہ مرد جب کسی تحریک میں شامل ہوتا ہے تو وہ صرف اپنی ذات لیکر شامل ہوتا ہے جبکہ عورت اپنے ساتھ پورا کنبہ لے کر شامل ہوتی ہے کیونکہ اندرونِ خانہ عورت زیادہ مؤثر ثابت ہوتی ہے۔

اگر عورت دینی اور دینوی تعلیم سے آراستہ ہے توجاہلانہ رسومات اور اخلاقی برائیوں سے خود نفرت کرتی ہے اور اپنے حلقۂ اثر میں بھی برائیوں سے اجتناب کرنے کا درس دیتی ہے۔ اجتنبوا کل مسکر ' ہر نشہ آور چیز سے بچو ' کی آواز اپنے حلقہ اثر میں اٹھا کر نشہ سے بچنے کی تلقین کر سکتی ہے۔ لین دین اور معاملاتِ زندگی میں تعلیمِ نبویؐ ' امانت تو نگری ہے ' پر عمل پیرا ہو کر دوسروں کے لئے بھی مثال قائم کریگی اور معاشرے سے بددیانتی کو ختم کرنے میں معاون ثابت ہو گی۔ معاشرے کو صاف اور پاکیزہ رکھنے کے لئے 'الطہور شطر الایمان ' پر عمل کریگی اور بے راہ روی سے بچانے کے لئے۔

Marfat.com

' الحیاء من الایمان ' یعنی حیا جزو ایمان ہے پر خود بھی عمل پیرا ہو گی اور دوسروں کو بھی عمل کرنے کی تلقین کرے گی ۔ جھوٹ اور کذب وافتراء اور غلط پروپیگنڈہ سے بچنے کے لئے ایسے لوگوں سے میل جول نہیں رکھیگی جو ان برائیوں میں مبتلا ہوں اور خود کو ایسی روحانی بیماریوں سے بچانے کے لئے تعلیمِ نبوی سے ہدایات تلاش کریگی تاکہ اپنی اور دوسروں کی اصلاح کر سکے کیونکہ یہی فلاح کا راستہ ہے یہی سلامتی کی راہ ہے ۔

معاشرتی اور سماجی برائیاں

ہمارے معاشرے میں اکثریت جاہل اور ان پڑھ ہے ۔ اس سے بہت ساری عورتیں جاھلانہ رسومات میں مبتلا ہے ۔ جب تک خواتین دینی اور دینوی تعلیم سے آراستہ نہیں ہوتیں ان سے چھٹکارا پانا مشکل ہے ۔

ہمارے معاشرے میں شادی بیاہ کی رسومات پر بے دریغ رقم خرچ کی جاتی ہے ۔ حالانکہ پاکستان ایک ترقی پذیر ملک ہے اور دنیا کی انتہائی قلیل آمدنی والے ۳۵ ممالک میں سے ۲۱ ویں نمبر پر ہے اور غریب ترین ممالک میں شمار ہوتا ہے اپنے ملکی اخراجات بیرونی قرضوں سے پورا کرتا ہے اور ہر سال ایک خطیر رقم سود پر اٹھ جاتی ہے ۔ ملک سے محبّت کا تقاضا ہے کہ ہر فرد نجی اور ملکی سطح پر قناعت اختیار کرے ۔ خواتین ملک کے اقتصادی اور معاشرتی ڈھانچے کو مضبوط بنانے کا عہد کریں ۔ درآمدی اشیاء کا استعمال کم سے کم کریں ، تاکہ زرِ مبادلہ بچایا جاسکے اور یہ رقم ملک کے دفاعی اور فلاحی منصوبوں پر خرچ کی جا سکے ۔

شادی بیاہ میں نہ صرف منگنی اور مہندی کی رسومات پر لاکھوں روپے خرچ کر دیے جاتے بلکہ بجلیوں ، قمقموں ، پٹاخوں اور کھانوں پر بے شمار دولت لٹا دی جاتی ہے ۔ لاکھوں کا جہیز اور سامان بری دیکر غریب اور متوسط طبقہ میں احساس محرومی پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ ، ان کو بھی یہی طریقے اختیار کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے ۔

اگر خواتیں تعلیماتِ نبوؐی کے مطابق زندگی گزاریں تو شادی بیاہ میں وہ حضرت

Marfat.com

فاطمہؓ کی مثال کو سامنے رکھ کر سادگی اختیار کر سکتی ہیں اور جہیز کی لعنت سے معاشرے کو پاک کر سکتی ہیں ۔ اسراف اور غرور و نمائش سے بچنا ہی دانشمندی ہے کیونکہ ' ان المبزرین کانوا اخوان الشیاطین ' بیشک فضول خرچ لوگ شیطان کے بھائی ہیں ۔ اس آیت میں فضول خرچ لوگوں کوشیطان کے بھائی کہ کر ان مفاسد کی طرف توجہ دلائی گئی ہے ، جو غیر محتاط لوگوں کے اسراف سے معاشرے میں پیدا ہو جاتے ہیں ۔

معاشرے میں بدامنی

یہ ہمارا قومی المیہ ہے کہ زندگی کے ہر شعبے میں بد نظمی ۔ ہنگامہ پروری ، تخریب کاری ہمارے معاشرے کا معمول بن گئی ہے ۔ اس بد امنی اور انتشار کی وجہ اسلامی تعلیمات سے روگردانی اور اپنی اخلاقی اقدار سے نا واقفیت ہے ۔ ہم سب کا فرض ہے کہ ہ اللہ وحد لا شریک پر ایمان اور یومِ آخرت محاسبہ کے خوف سے ، اپنے اعمال کی سمت درست کریں ۔ خاص کر خواتین کو اسوۂ حسنہ کو مشعل راہ بنا کر اپنی زندگیوں کی تطہیر کرنی چاہیے تا کہ ان کی گود میں پروان چڑھنے والے افراد امن و سکون ۔ محبّت ، شفقت مروّت اور ایثار و قربانی کے جذبات سے سرشار ہو کر معاشرے میں امن و سلامتی کی فضا قائم کر سکیں ۔

معاشرے میں اپنوں سے بھی بے حسی کا رحجان بڑھتا جا رہا ہے ۔ ' أت ذالقر بیٰ حقه ' یعنی رشتہ داروں کے ان کے حق ادا کرو ، پر خود بھی عورت کو عمل کرنا چاہئے اور اپنے عزیز و اقارب کو بھی رشتہ داروں سے حسنِ سلوک سے پیش آنے کی تلقین کرنی چاہیے ۔ پڑوسیوں کے حقوق کی پاسداری بھی اسلامی معاشرے میں بہت اھمیت کی حامل ہے ۔

نظامِ اسلام میں قتل و غارت گری نہایت مکروہ اور ناپسندیدہ فعل ہے ۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے ' من قتل نفسا بغیر نفس فکا نّما قتل الناس جمیعاً ۔ اس آیت کی رو سے ایک انسان کا قتل تمام لوگوں کا قتل ہے ۔ قرآنِ کریم کی ایسی دیگر آیات کو عام کریں تا کہ قتل و غارت ختم ہو سکے ۔ مادی اقدار کے غلبے کی وجہ سے ہمارا

Marfat.com

معاشرہ انسانی ہمدردی ، ایثار مروّت ، رحمدلی ، محبّت اور اخوّت کے جذبات و احساسات سے محروم ہو گیا ہے۔

عورت مجسمۂ ایثار و قربانی ہے ، شفقت و مروّت اسکی گٹھی میں ہے۔ ہمدردی اور رحمدلی سے اس کا خمیرا اٹھایا گیا ہے اگر وہ اپنی تربیّت اسوۂ حسنہ کے مطابق کرے اور حیاتِ طیّبہ اور سیرتِ مبارکہ کا مطالعہ جاری رکھتی ہے تو وہ ضرور اپنے نفس اور خواہشات پر کنٹرول پا سکتی ہے۔ تو پھر وہ چاہے ماں ہو ، یا ڈاکٹر ، استاد ہو یا نرس ہر روپ میں خیرہی خیر پھیلاتی ہے اور اپنی اچھی سوچ و فکر سے معاشرے کو منور کرتی ہے۔ اپنی گود میں پروان پڑھنے والے افراد کو مثالی انسان بناتی ہے اور یہی مثالی کردار معاشرے میں اصلاح اور فلاح و بہبود کا کام کرتے ہیں۔ اللہ تعالی خواتین کو قرآن و سنت کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

Marfat.com

مسز فرحت علی

اصلاح معاشرہ میں خواتین کا کردار
تعلیماتِ نبوی کی روشنی میں -

تعریف اس خدا کے لئے ہے جو ساری کائنات کا اور اس کے رہنے والوں کا خالق ، مالک ، رازق ، مربّی ، آقا اور نگہبان ہے ـ جس نے انسان کو عقل عطا کی ، صحیح اور غلط کی سمجھ دی ، بھلے اور برے کی تمیز بخشی ، سوچنے سمجھنے اور زندگی کے راستے پہچاننے کی قابلیت عطا کی اور انسان کی رہنمائی کے لئے اپنی کتابیں نازل کیں ، اپنے رسولؐ بھیجے اور درود و سلام ہو اللہ کے ان نیک بندوں پر جنہوں نے انسان کو زندگی بسر کرنے کا سیدھا راستہ دکھایا ، اسے پاکیزہ اخلاق کی تعلیم دی اور دنیا میں انسان بن کر رہنے کا طریقہ سکھایا ـ

انسانوں نے مل کر معاشرے کی تشکیل کی ـ معاشرے میں مرد اور عورت ، دونوں ہی موجود ہوتے ہیں ـ اس میں اگر برائی پیدا ہوتی ہے تو ظاہر ہے ان ہی کی بدولت ہوتی ہے اور اگر اصلاح کر سکتے ہیں تو بھی یہ دونوں ہی کر سکتے ہیں ـ جیسا کہ سورۃ توبہ میں ارشاد ہوتا ہے ـ

والمومنون والمومنٰت بعضهم اولياء بعض يامرون بالمعروف وينهون عن المنكر ـ

ترجمہ :ـ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں ـ وہ نیک باتوں کی تعلیم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں ـ

معاشرے سے یہاں ہماری مراد اسلامی معاشرہ ہے یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ اسلامی ماشرہ کیا ہے ؟ یہ وہ معاشرہ ہے ، جس کے افراد پورے شعور کے ساتھ یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ دنیا میں خدائی پروردگاری اور آقائی کے جتنے مدعی پائے جاتے ہیں ، ان سب میں سے صرف ایک رب العالمین ہی کی بندگی کرنی ہے ـ دنیا میں

Marfat.com

زندگی بسر کرنے کے مختلف طریقوں کے درمیان انہیں صرف وہی ایک طریق زندگی پسند ہے ، جسے اسلام نے پیش کیا ہے۔ دوسرے طریقوں کو ترجیح دینا تو درکنار ، ان کی طرف کوئی رغبت ، کوئی لگاوٹ بھی ان کے دل میں نہ ہو۔ ان کو دل سے اسلام ہی کا طریقہ مرغوب اور پسندیدہ ہو۔ دنیا میں انسان کی رھنمائی اور رہبری کے جتنے مدعی گزرے ہیں اور آج پائے جاتے ھیں ، ان سب کے درمیان ایک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو اپنی رھنمائی کے لئے چنیں اور فیصلہ کریں کہ انہیں بس آپؐ ہی کے بتائے ہوئے راستے پر چلنا ہے۔ اسلام صرف مسلمان گھرانے میں پیدا ہونے سے حاصل نہیں ھوتا ، نسل اور نسب سے نہیں ملتا بلکہ زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کے بعد حاصل ھوتا ہے۔

معاشرے کی اصلاح کے لئے خواتین کیا کردار ادا کرسکتی ھیں ؟ اصلاح کا عمل تو خواتین کو اپنی ذات سے شروع کرنا چاھئے۔ پہلے ھم اپنی خامیوں پر غور کرتے ھیں اور سوچتے ھیں کہ ھم ان سے کیسے نجات حاصل کر سکتی ھیں۔

ھمارے ملک میں عورتوں کی اکثریت جاہل ہے بے علم خواتین نہ تو کفرو شرک میں تمیز کر سکتی ھیں اور نہ ہی ان میں ایمان کی استقامت پائی جاتی ھے۔ وہ صفائی او ر پاکیزگی کا فرق بھی نہیں جانتیں۔ اللہ اور رسولؐ کے پیغام سے نا واقف ہیں۔ اولاد اور شوہر کو مسخر کرنے کے لئے تعویز گنڈے ، جو کوئی کچھ بتلا دے ، بلا سوچے سمجھے کر گزرتی ھیں جہالت کسی کی میراث نہیں ہے کوئی بھی ھو ، سرائی ھو یا پٹھانی امیرھو یا غریب اگر اسے یہ معلوم نہیں کہ ھمارا آقا اور مالک ھم سے کیا چاہتا ہے ؟ اس نے اپنے پیارے نبیوں کے ذریعے کیا ہدایات ھمارے لئے بھیجی ھیں ؟ تو وہ جاہل ہے۔

ان حالات میں تعلیم یافتہ خواتین پر یہ ذمہ داری عائد ھوتی ہے کہ اگر ان کے پاس اپنی جاہل بہنوں کو قاعدہ پڑھانے کا وقت نہیں ہے ، بلکہ ان خواتین کو حروف تہجی کی پہچان سے اتنا فائدہ حاصل نہیں ھو سکتا ، جتنا انہیں دین کی تبلیغ سے فائدہ ھو سکتا ہے۔ انہیں حلال و حرام کا فرق معلوم ھو ، گناہ و ثواب واضح ھوں۔ یوم حساب کا مطلب سمجھایا جائے۔ ان تمام باتوں کو جاننے کے لئے علم دین کا جاننا ضروری ہے۔ اس سے دل روشن ھوتا ہے ، شائستگی بڑھتی ہے اور وہ حقوق پہچاننے

Marfat.com

کی صلاحیت پیدا ہوتی ھے ، جو خدا اور دنیا والوں کے اس کے ذمہ ہیں جیسے نوکر کا حق مالک پر ، باپ کا حق بیٹے پر ، بیوی کا حق شوہر پر ، پڑوسی کا حق پڑوسی پر ، اپنے بدن کا حق ہم پر اور پھر اللہ کے دین کا حق ہماری زندگی پر ، علم کی اسی اہمیت کی وجہ سے علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض کیا گیا ہے ۔ حضور نے فرمایا:

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَةٌ ● ترجمہ: علم دین حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے ۔

فرض کی اہمیت کو سب جانتے ھیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ فرض کا چھوڑنا گناہ ہے کیونکہ بغیر علم انسان خدا کو پہچان ہی نہیں سکتا اور اگر پہچان بھی لے تو بھی اس کی بندگی میں وہ خلوص پیدا نہیں ہوتا ، جس کی ایک مومن اور متقی کو ضرورت ھوتی ھے ۔ وہ نماز پڑھتا ہے ، روزہ رکھتا ہے مگر سب اندر سے کھوکھلے ھوتے ھیں ۔ اولاد کی پرورش اور تعلیم و تربیت ہی کو لے لیجئے ۔ اگر ماں تعلیم یافتہ ہو گی ، دین سے واقفیت رکھتی ہو گی تربیت کے نفسیاتی طریقے جانتی ھوگی تو بچوں کے دل و دماغ پر اس کا اثر پڑنا لازم ہے ۔ تعلیم یافتہ خواتین کی گود میں پرورش پانے والے بچے بھی تعلیم یافتہ ھوں گے ، مہذب ھونگے اور انسانیت کے بہی خواہ ھونگے یہاں تعلیم یافتہ سے مراد عالم باعمل سے ہے ۔ مقام افسوس ہے کہ ہماری تعلیم یافتہ خواتین کی اکثریت اپنے دین سے قطعی بے بہرہ ہے ۔ انھوں نے ڈگریاں تو حاصل کر لی ہیں لیکن ان کی زندگیاں عمل سے خالی ہیں ۔ ھمارے یہاں ایسی ماؤں کی کچھ کمی نہیں ہے جو رات رات بھر وی ۔ سی ۔ آر پر فلم دیکھتی رہتی ھیں ، صبح دیر سے سو کر اٹھتی ھیں ۔ بچے یا تو سکول دیر سے پہنچتے ھیں یا غیر حاضر ہو جاتے ھیں ۔ گھر میں کسی دینی بات کا گزر نہیں ہے ۔ ہمارا پہلا جہاد ان خواتین کے خلاف ھونا چاہئے ۔ اگر ایسی خاتون ، ایسا کوئی گھر آپکے پڑوس میں ہے ، آپکے کسی عزیز کا ہے ، تو انہیں سمجھائیے کہ یہ روش ھمیں تباہی کی طرف لے جا رہی ہے ۔ اخلاق نام کی کوئی چیز باقی نہیں ہے ۔ قوم کا نہیں ، ملک کا نہیں ، مذہب کا نہیں لیکن خدارا اپنی اولاد کا تو خیال کیجئے ۔ روز قیامت ان کا ہاتھ آپکے گریبان پر ھوگا کہ آپ نے بچپن میں ان کو صحیح ماحول نہیں دیا تھا ۔

Marfat.com

خواتین میں حسد بھی بدرجہ اتم پایا جاتا ہے ۔ کسی کو اچھا کپڑا پہنے دیکھا ، کسی کے پاس اچھا زیور دیکھا یا کسی کو اللہ تعالی اولاد عطا فرما دیں ، بس! یہ حسد میں مبتلا ہو جائیں گی ۔ حالانکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے :

'حاسد میرا دشمن ہے ۔ وہ میرے حکم اور میری تقسیم سے ناخوش ہے جو میں نے اپنے بندوں میں کی ھے '

ابو داؤد نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ھیں :۔

' بچاؤ اپنے آپ کو حسد سے کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ سوکھی لکڑیوں کو کھایا کرتی ہے ۔'

معاشرے میں بہت سی برائیاں خواتین کی اس عادت سے پیدا ہوئی ہیں ۔ خواتین تو کسی کے گھر میں ایک ڈیکوریشن پیس تک برداشت نہیں کرسکتیں ۔ فوراً شوھر سے مطالبہ ھوتا ہے کہ رشید صاحب نے تو اپنے گھر کو اتنے اچھے طریقے سے سجایا ہے ۔ ھمارا گھر بھی ویساہی ھونا چاہیئے ۔ روز روز اگر خاتون خانہ کی طرف سے اس قسم کے مطالبات طعنوں کی شکل میں موصول ھوں تو مرد کے سامنے ناجائز ذرائع سے دولت کمانے کے علاوہ کونسا راستہ رہ جاتا ہے ؟ اس قسم کی صورت حال میں مردوں سے میری درخواست یہ ہے کہ انہیں اپنے اہل خانہ کی ناجائز خواہشات کو پورا کرنے کے لئے اپنی عاقبت خراب نہیں کرنی چاہیئے ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

ترجمہ : 'قیامت کے روز بدترین حال اس شخص کا ھو گا ، جس نے دوسرے کی دنیا بنانے کی خاطر اپنی عاقبت خراب کرلی'۔

بہنو ! اگر آپ اس پر کامل یقین رکھتی ہیں کہ اللہ جو چیز جس کے لئے بہتر سمجھتے

ہیں عطا فرماتے ہیں قرآن پاک میں ارشاد ھوتا ہے ۔

'وتعز من تشاء وتذل من تشاء' ۔ ترجمہ : اور تو (اللہ) جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور تو جسے چاہتا ہے ، ذلت دیتا ہے ۔

Marfat.com

جب یہ یقین دل میں جاگزیں ہوگا ، تو حسد پیدا ہی نہیں ہوگا ۔ اگر دل مں حسد نہ ہوگا تو آپ بہت سی برائیوں جیسے عداوت ، بغض ، دشمنی ، غیبت وغیرہ سے پاک ہو جائیں گی اور اللہ تعالیٰ کے انعام کی مستحق قرار پائیں گی ۔ شیطان صرف اس حسد کی وجہ سے راندۂ درگاہ ہوا ، حالانکہ وہ مقربِ بارگاہ تھا اور معلم الملکوت تھا لیکن اس برائی کی وجہ سے فرشتوں کی استادی بھی کچھ کام نہ آئی ۔ اچھی خاصی دیندار خواتین ، جو نماز روزے کی پابند ہیں ، وہ بھی حسد کا مادہ اپنے اندر رکھتی ہیں اور کچھ نہیں تو دوسروں کے بچوں کو دیکھ کر ہی جلتی رہیں گی ، دوسروں کے اچھے حالات دیکھ کر دل میں پیچ و تاب کھاتی رہیں گی ۔ اس برائی سے نجات کاسب سے بہتر نسخہ خدا کا خوف دل میں پیدا کرنا ہے اور اسکی رضا پر راضی رہنا ہے ۔

ایسی خواتین ، جو غیبت نہ کرتی ہوں ان کی تعداد تو شائد آٹے میں نمک کی نسبت بھی کم ہی ہوگی ۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غیبت کرنے والوں کے انجام کی بھیانک تصویر بھی معراج کی شب دکھادی تھی تاکہ آپ دنیا والوں کو بتادیں ۔ چنانچہ حضوؐر فرماتے ہیں ۔

' شب معراج میں میرا گزر ایک ایسی قوم سے ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے کہ وہ اپنے چہرے اور گوشت کو نوچ رہے تھے ۔ میں نے پوچھا ، کہ یہ کون ہیں ؟ اے جبرئیل ! جبرئیل نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو غیبت کرکے لوگوں کا گوشت کھاتے اور ان کی آبرو کو بٹہ لگاتے تھے ' ۔ (ابوداؤد)۔

یعنی یہ ایسے لوگوں کی بھیانک تصویر ہے ، جو اپنے مسلمان بھائی کی پیٹھ پیچھے برائی کرتے تھے ۔ جیسے کسی کو بیوقوف یاکم عقل کہ دیا یا کسی کے حسب نسب میں نقص نکال دیا اور کوئی عیب کر دیا ۔ خواہ زبان سے خواہ ہاتھ یا آنکھوں کے اشارے سے یا کسی کی نقل اتار دی غرض یہ سب غیبت ہے جو انتہائی درجے کی برائی ہے ۔ عورتیں تو ان تمام باتوں میں ملوث پائی جاتی ہیں ۔ اپنی شان جتانے کے لئے دوسروں کا ذکر اس طرح کرتی ہیں کہ وہ بے عزت ہوں ۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے بتایا تھا کہ حضرت صفیہؓ پستہ قد ہیں تو حضوؐر اکرم نے فرمایا ' اے عائشہؓ ! تم نے غیبت کی ہے ' ۔ (مشکوٰۃ)

Marfat.com

کتنی ذراسی بات ہے اور غیبت میں شمار ، چونکہ ایسی بات سے اپنے اندر تکبّر پیدا ہوتا ہے اور جس کی غیبت کی جائے ، اس کی تحقیر ہوئی ہے اس لئے اسلام نے ایسی بات سے منع فرمایا ہے ۔ نیز اس سے شر پھیلنے کا بھی اندیشہ ہوتا ہے ویسے بھی اسلام نے تو پردہ پوشی اور رواداری کی تعلیم دی ہے ۔ کسی محفل میں اگر دو عورتیں مل جائیں تو وہ فوراً کسی نہ کسی کی غیبت شروع کر دیتی ہیں ۔ بعض اوقات یوں ہوتاہے کہ بظاہر بات تو معمولی ہوتی ہے لیکن ایک سے دوسرے تک سفر کرنے میں کافی خطرناک صورت اختیار کر لیتی ہے جس کا نتیجہ کافی بھیانک ہوتا ہے ۔ ایک دوسرے کے دل میں نفرت بیٹھ جاتی ہے ۔ اچھے خاصے تعلقات میں فرق آجاتا ہے نیکیاں ضبط ہو جاتی ہیں ۔ حضوؐر فرماتے ہیں :

'اصلی مفلس وہ ہے جو قیامت کے روز خدا کے روبرو اس حال میں حاضر ہو کہ اسکے ساتھ نماز ، روزہ ، زکوٰۃ سب کچھ تھا ۔ مگر وہ کسی کو گالی دے کر آیا تھا ، کسی پر بہتان لگا کر آیا تھا ، کسی کا مال غصب کیا تھا ۔ پھر خدا نے اس کی ایک ایک نیکی ان مظلوموں میں بانٹ دی اور مظلوموں کا ایک ایک قصور اس کے حساب میں ڈال دیا اور اس کے پاس کچھ نہ رہا جو اسے دوزخ سے بچالے (مسلم) ۔

ہم اور سب دنیا والے مفلس اسے مانتے ہیں جس کے پاس روپیہ پیسہ اور کوئی جانداد نہ ہو لیکن یہاں مفلسی کے معنی یہ ہیں کہ آدمی کے پاس قیامت کے روز کوئی نیکی نہ ہو ۔ جن باتوں کی طرف اس حدیث میں اشارہ کیا گیا ہے ہم میں سے اکثر ان میں مبتلا ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ اگر ہر وقت اپنے نفس کی خرابیوں پر توجہ دی جائے تو ان کا تو دھیان بھی نہیں رہتا ۔

خواتین اپنی زندگی کے سنگین مسائل غصّہ کی وجہ سے پیدا کرتی ہیں ۔ شوہر بیوی کا جھگڑا ، نند بھاوج کی لڑائی ، ساس بھو کا روایتی تناؤ ، یہ سب قوت برداشت کے فقدان کا نتیجہ ہیں ۔ اسی لئے انسانیت کے سب سے بڑے حکیم سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے غصّہ کی بار بار مزمت فرمائی ہے ۔ حضوؐر کا ارشاد ہے ۔
' غصہ ایمان کو ایسے فاسد کر دیتا ہے جیسے ایلوا شہد کو بگاڑ دیتا ہے '

وہ عورتیں قابل تعریف ہیں جو غصّہ کے وقت تحمل سے کام لیتی ہیں ۔ ایک

Marfat.com

جگہ رہنے میں کبھی کبھی ایسے مواقع تو آہی جاتے ہیں جو ہماری طبیعت کے خلاف ہوں ۔ بھائی ، بہن ، شوہر کسی وقت کچھ کہ دیں ، پاس پڑوس کی خواتین کی بہت سے باتیں آپ کو ناگوار ہوں ۔ ان کو سن کر بہن بھی اپنے آپ کو قابو میں رکھے ، وہ اللہ کے نزدیک عزت کے لائق ہے ۔ بسا اوقات ایسے مواقع ہوتے ہیں کہ جی تو چاہتا ہے کہ مقابل کو تہس نہس کر دیا جائے لیکن اگر آپ قوت برداشت سے کام لیتی ہیں تو یہ بڑا کام ہے ۔ اپنے نفس کو قابو میں رکھنا افضل جہاد ہے ۔ اگر آپ اصلاح چاہتی ہیں خواہ اپنی ہی ہو ۔

طائف کا مشہور واقعہ آپ سب کو معلوم ہوگا کہ جب کفار مکہ نے شہر کے اوباش لڑکوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا کہ وہ آپ پر پتھر برسائیں ۔ کوئی اور ہوتا تو اس کی طبیعت میں ابال آ جاتا لیکن حضوؐر نے انتہائی صبرو تحمل کامظاہرہ کرتے ہوئے فرمایا اے اللہ ! میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ وہ اصلیت کو نہیں جانتی ۔

گھروں میں عام طور پر برائیاں ہوتی ہیں ۔ کبھی ساس بہو میں جھگڑا ہو جاتا ہے ، کبھی نند بھاوج میں تلخی ہو جاتی ہے ، کبھی میاں بیوی میں کھینچ تان ہو جاتی ہے ، کبھی اپنے بچوں پر غصہ آ جاتا ہے ، کبھی کسی نوکر کا کام ناراضگی کا سبب بن جاتا ہے ۔ ایسے موقع پر پہلے تو اپنے آپ پر غور کرنا چاہیئے کہ میری کیا حیثیت ہے ؟ جس شخص پر اس وقت آپ کو غلبہ حاصل ہے ، اس سے زیادہ اللہ آپ پر غالب ہے ۔ ہم دن بھر اس مالک حقیقی کی بیسیوں نافرمانیاں کرتے ہیں مگر وہ سب کو درگزر کرتا ہے ۔ اگر ایک قصور پر بھی سزا دے تو کہیں ٹھکانہ نہ رہے ۔ اس طرح سوچنے سے قلب کو سکون ہو گا اور آپ بہت سے خراب نتائج سے بچ جائیں گی ۔

نہ کر سختیاں زیردستوں کے ساتھ
کہ تیرے بھی ہے ہاتھ پر کوئی ہاتھ
جو ہوتے ہیں کچھ کرتے ہیں عاجزی
کہ جھکتی ہے میوے سے ڈالی لدی

ابو داؤدؒ میں حضرت عطیہؓ بن عروہ ثوری سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے : ' غصہ شیطانی فعل ہے ۔ شیطان آگ سے پیدا ہوا ہے اور آگ صرف پانی سے بجھ سکتی ہے ۔ لہزا جب کسی کو غصّہ آئے تو وہ وضو کر لیا کرے (ابوداؤد) ۔

Marfat.com

نماز کو مومن کی معراج کہا گیا ہے لیکن کوئی چار رکعت والی نماز کی جگہ پانچ رکتیں پڑھنے لگے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے یا اپنی طرف سے نماز میں سے کچھ گھٹا دے تو وہ گناہ گار ٹھہرایا جائے گا ۔ اسی طرح زندگی کے دوسرے کاموں میں جو ڈھنگ حضوؐر نے بتایا ہے ۔ اسے چھوڑ کر اپنے نفس کی بات ماننا یا اپنی برادری کے رسم و رواج کی پیروی کرنا یا دنیا کے لوگوں کے طور طریق اپنانا آدمی کو کفر کی منزل میں پہنچا دیتا ہے ۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے ۔

'لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ' ۔ یعنی ہم نے آپ ﷺ کی ذات مبارک میں ایک اچھا نمونہ رکھا ہے ۔ آپ ﷺ کا اٹھنا بیٹھنا ، کھانا پینا ، بول چال ، رہن سہن ، وعظ وتلقین ، آداب واخلاق ہر چیز قابل تقلید ہے ۔ آپ انسان تھے ۔ انسانوں کی طرح کھاتے پیتے تھے ۔ ازواج سے تعلقات رکھتے تھے ۔ آپ کی اولاد میں بھی ہوئی ان کی شادیاں بھی کیں ۔ ان کے یہاں رنج و خوشی کے موقع بھی ائے غرض جو حالات ایک عام انسان کو پیش آتے ہیں وہ ان سب سے گزرے ۔ ایک خاص تہذیب سے خاص شائستگی سے ، خاص قرینے سے جس میں آخرت کا خیال زیادہ اور دنیا کا کم تھا ۔ سادہ ایسا کہ غریب سے غریب انسان بھی اس پر آسانی سے عمل کرسکے اور طریقہ ایسا کہ سب کو پسند آئے ۔ یہ بات نہیں کہ آپ کچھ غریب تھے ۔ حضرت خدیجہ سے شادی کے وقت آپ کا شمار مکّے کے رؤسا میں ہوتا تھا لیکن تھوڑے ہی عرصے میں وہ سب دولت دین کی خدمت میں صرف ہو گئی ۔ مدینے میں بھی آپ ایک سلطنت کے مالک تھے لیکن نہ کبھی مکان سجائے نہ کبھی درہم و دینار رکھے حالانکہ آپؐ کے زمانے میں بھی لوگ نہایت شان و شوکت سے رہتے تھے ۔ آج کل کئی کئی رسمیں پیدائش و موت اور بیاہ شادی کے موقع پر ہوتی ہیں اور اس کی ذمہ دار خواتین ہیں ۔

بیجـا رسومات صرف اور صرف خواتین کے دم سے زندہ ہیں اور یہ بے شمار معاشرتی برائیوں کو جنم دیتی ہیں ۔ ایک جوان اور لائق بیٹے کی ماں کو چاہیئے کہ جہیز نہ لینے میں پہل وہ کرے ۔ غریب گھرانے کی لڑکی سے شادی میں پہل کرے ۔ حضور ﷺ حضرت فاطمہؓ سے کس قدر محبت کرتے تھے ۔ ان کی شادی جتنی بھی دھوم دھام سے کرتے تو کم تھا ۔ مگر وہاں نہ برات چڑھی نہ دعوت ہوئی ، نہ آتش بازی

Marfat.com

چھوٹی ۔ سنّت کے طریقے سے نکاح ھوا اور بس ۔ حضرت فاطمہؓ پاؤں پاؤں اپنے گھر چلی گئیں ۔ وہاں کوئی اتارنے والا اور استقبال کرنے والا بھی نہ تھا ۔ پہلے ہی دن جاکر گھر کا کام کرنے لگیں ۔ یہ اس عورت کی شادی تھی جو تمام عورتوں کی سردار کہلاتی ہیں ۔ پھر ہمارے بھڑک دار لباس ، قیمتی زیورات اور جاذب نظر سنگھار کا جواز کیا ہے ؟ ان کے علاوہ اور رسومات نائن کے دستور ، سہرا بندھائی ، دولہا کا جوتا چرانے کی رسم ، لیموں کا تیگ ، جہیز کی نمائش ، رسماً مہر کی زیادتی اور نہ جانے کیا کیا الا بلا ۔ عورتوں نے شریعت سے الگ رسمیں ایجاد کر لی ہیں ۔ جس کے لئے بعض اوقات تو ہزاروں روپیہ قرض لے کر پانی کی طرح بہایا جاتا ہے حالانکہ کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ۔

'ان المبذرین کانوا اخوان الشّیطین' ۔ ترجمہ : فضول روپیہ اڑانے والے شیطان کے بھائی ہیں ۔ (بنی اسرائیل)

افسوس ! مسلمان خواتین اپنی صلاحیتیں کیسے ضائع کر رہی ہیں ۔ ضروری ہے کہ خواتین ان خود ساختہ رسومات سے چھٹکارا حاصل کریں اور سنّتِ رسوؐل کو اپنائیں ، تاکہ دنیا و آخرت دونوں جگہ فلاح نصیب ھو ۔ آمین

اللہ تعالی نے آپکو پیدا کیا ۔ الواع و اقدام کی نعمتیں عطا فرمائیں ۔ آپکی خدمت کے لئے چاند و سورج کی مشعلیں جلائیں ۔ آنکھ ، ناک ، کان اور دل و دماغ جیسے اعضاء بخشے ، جس سے ھم کام لیتے ہیں ۔ یہ اس کا کتنا بڑا احسان ہے ۔ فرض کیجئے وہ پیدا تو کرتا مگر پیٹ بھرنے کا انتظام نہ فرماتا تو کیاھم بھوکے نہ مر جاتے ۔ اگر ھوا نہ چلائی ھوتی ، پانی نہ برسایا ھوتا تو ھماری فصلوں کا کیا عالم ھوتا اور اگر بچوں کی محبت ماں کے دل میں نہ ڈالی ھوتی تو بچے کیسے پلتے ۔ قرآن کریم میں ارشاد ھوتا ہے :

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ● ترجمہ: پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو ٹھکراؤ گے ۔

پھر نعمتوں کے جواب میں ھماری نافرمانیاں ہیں لیکن وہ اتنا رحیم و کریم ہے کہ فوراً پکڑ نہیں لیتا بلکہ ڈھیل دیے رکھتا ہے ۔ یہاں تک کہ جو بدنصیب اسے برا

Marfat.com

کہتے ھیں ، اس کے وجود سے انکار کرتے ہیں انہیں بھی وہ اپنی بندہ نوازی سے محروم نہیں کرتا ۔ وہ بھی اس کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں ۔ اللہ تعالی ارشاد فرماتے ھیں : لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ ترجمہ: اگر تم شکر کرو گے تو میں نعمتوں میں اضافہ کر دونگا ۔

اور اللہ کے نبیؐ کا فرمان ہے :' دو خصلتیں ایسی ہیں کہ جس میں پائی جاویں تو حق تعالی اس کو صابر اور شکر گزار لکھتا ہے ۔ یعنی دین کے بارے میں تو اپنے سے بالا شخص پر نظر کرے اور اس کا مقتدی بنے ۔ اور دنیا کے مقابلے میں اپنے سے نیچے پر نگاہ کرے اور جو کچھ اللہ نے دے رکھا ہے اس پر اللہ کا شکر ادا کرے ۔

خواتین سمجھتی ہیں کہ ھم دوسری کی خواتین پر جتنا بھی اپنی خوش اخلاقی کا اثر جما دیں گی ، اتنی ہی کامیاب کہلائیں گی ۔ یہی وجہ ہے کہ وہی خواتین جو اپنی سہیلیوں سے انتہائی خوش مزاجی سے ملتی ہیں وہ گھر میں آکر نہایت چڑچڑی اور بد زبان ہو جاتی ہیں ۔ گھر میں ایک سے ایک نعمت ھوتی ہے ، مگر ان کی نظروں میں اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں ھوتی ۔ مرد دن بھر مشقت کرتے ہیں اور رات گئے گھر لوٹتے ہیں ۔ اس کے برعکس خواتین زیادہ تر گھر میں رہتی ہیں ، جو جی میں آتا ہے کرتی ہیں ، لیکن کبھی بھول کر بھی شکرگزار نہیں ھوتیں بلکہ الٹا شوہر کے گھر میں قدم رکھتے ہی شکایت کرنے بیٹھ جاتی ہیں ۔ یہ درست ہے کہ بعض حالات میں ایسا بھی ھوتا ہے کہ مرد عورت کے حقوق پورے نہ کرتا ھو لیکن طعن و تشنیع کا تو پھر بھی کوئی فائدہ نہیں ہے اس سے آپس کااعتماد ختم ھو جاتا ہے دراصل خانگی زندگی میں خوشگوار ماحول پیدا کرنے کے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ عورت مرد ایک دوسرے کے ھمدرد ھوں ۔ اگر ایک طرف سے دوسرے کو کچھ فائدہ پہنچے تو اس کو محسوس کیا جائے اور آپس میں شکریہ ادا کرنے کا طریقہ اپنایا جائے ۔ اس سے گھر میں سکون بھی ھو گا اور اللہ بھی خوش ھوگا ۔

خواتین اللہ تعالیٰ کی بہترین تخلیق ہیں ۔ اسلام نے خواتین کو سماج میں بڑا درجہ دیا ہے ، گھر کی ملکہ بنایا ہے لیکن جتنا کوئی بڑا ھوتا ہے ، اتنی ہی اس کی ذمّہ داریاں بھی زیادہ ھوتی ہیں یہ جاننے کے لئے کہ اصلاح معاشرہ میں ایک عورت کیا

Marfat.com

کردار ادا کرسکتی ہے دیکھنا ہو گا کہ عورت کس کس رخ سے کون کون سے روپ میں معاشرے پر اثر انداز ہوتی ہے ۔

سب سے پہلے عورت بحیثیت ماں ایک فرد کی زندگی میں داخل ہوتی ہے ۔ یہ دور ماں اور بچّہ ، دونوں کی زندگی کا اہم ترین دور ہے ۔ ایک مسلمان کو پیدا کرنا اور بہترین مسلمان کی صورت میں جوان کرنا ، عورت کی ذمہ داری ہے ۔ اور اسی کے صلے میں حضور نے فرمایا :

'جنت ماں کے پاؤں کے نیچے ہے' ۔

اس ذمہ داری کو احسن طریق پر نبھانے کے لئے عورت کو خود نمونہ بننا ہوگا ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جس خالق کائنات نے آپ کو اتنا بلند رتبہ عطا کیا ، اسلام جیسی نعمت سے نوازا ، نیکی و بدی کی تمیز بخشی اس کے احسانات کا شکر ادا کیا جائے ۔ اس کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کیا جائے ۔ اس کی ہدایتوں کو عملی جامہ پہنایا جائے ۔ یعنی امر اور انہی سے پوری واقفیت حاصل کی جائے ۔ ماحول انسان کی زندگی بناتا ہے ۔ ماں کی ذمہ داری ہے کہ وہ گھر کے ماحول کو دینی بنائے ۔ تاکہ بچوں کے دل میں مزہب کی جڑیں گہری ہو جائیں ۔ گھروں میں عموماً والدین اس قسم کی گفتگو کرتے ہوئے پائے جاتے ہیں مکان بنائیں گے ۔ کیوں نہ قسطوں پر رنگین ٹی وی اور وی ۔ سی ۔ آر لے لیا جائے یاپھر یہ کہ بچّوں کو دولہا بنائیں گے ۔ بھو آئیگی اولاد ہو گی اور اسی قسم کے دوسرے خیالات کا اظہار ہوتا رہتا ہے ۔ یہ گفتگو سننے کے بعد اگر بچّے کی سوچ مادی ہو جاتی ہے تو کیا غلط ہے؟ خیال ہی نہیں عمل کی بھی یہی کیفیت ہے ۔ کپڑا خریدیں گی تو ایسا معلوم ہو گا کہ گویا زندگی کا مقصد ہی سوائے اس کے کچھ نہیں ، کھانا پکانے بیٹھیں گی تو نماز کی کوئی فکر نہیں ہوگی ۔ عزیز واقارب سے ، پڑوسیوں سے سبقت لینے کی دھن سوار ہے ۔ گھر ان سے بہتر طریق پر آراستہ ہو ۔ اگر وہ ایک جوڑا سلوائیں تو یہ دو سلوائیں تربیت اولاد سے غافل ہیں ۔ وہ بچے جنہیں گھر سے صرف کھانا اور کپڑے ملتے ہوں گے کیسے اسلام کے نامور فرزند ہو سکتے ہیں ؟ ان کے دلوں سے ایمان کی روشنی کیسے پھوٹ سکتی ہے ؟ وہ ماں جس کی آغوش میں انھوں نے پرورش پائی خود ایمان سے بے بہرہ ہے ۔

Marfat.com

یہ تو تھا متوسط درجے کی خواتین کا حال ۔ اب ذراایک نظر طبقہ امراء سے تعلق رکھنے والی خواتین پر۔ انہیں چونکہ گھر میں کرنے کو تو کوئی کام ہوتا نہیں ہے ، لہذا وہ اصلاح معاشرہ کا بیڑہ اٹھاتی ہیں ۔ اس بہانے اپنے زیورات اور کپڑوں کی نمائش کرتی ہیں ۔ جھوٹی شہرت اور نام و نمود کے لئے وہ سارا سارا دن گھر سے غائب رہتی ہیں ۔ بچے آیاؤں کے سپرد ہوتے ہیں ، والدین کی محبت و مشقت سے محروم یہ بچے بڑے ہوکر منشیات کے عادی بنتے ہیں ۔ اگر ہر عورت اپنے بیٹے بیٹیوں کی صحیح تربیت کر لیتی ہے ، ان کو اسلامی ماحول میں جوان کرتی ہے تو اس سے بڑھ کر خدمت اور کیا ہو سکتی ہے ؟ عورت کو پہلے اپنی اصلاح کرنا ہوگی ، اپنی برائیوں کو دور کرناہوگا ۔ اپنے دلوں میں خوف خدا اور خوف آخرت بٹھانا ہوگا ۔
یہ حقیقت ہے کہ یہ راستہ بڑا کٹھن ہے ابتدا میں شاید لوگوں کے مزاق کا نشانہ بھی بننا پڑے ۔ لیکن ثابت قدم رہنے والوں کو اللہ اور اس کے رسولؐ کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے والوں کو وہ اعتماد حاصل ہوتا ہے کہ وہ کسی شہنشاہ کی شان و شوکت سے بھی مرعوب نہیں ہوتے ۔

آپؐ نے کسی بھوکے کو کھانا کھلایا ، کسی یتیم کے سر پر شفقت کاہاتھ پھیر دیا ، کسی بیوہ کی مدد کردی ، پڑوسی کی غمخواری کی ، نماز پڑھی ، روزہ رکھا ، غیبت سے زبان کو بچایا ، یہ سب نیکی کے کام ہیں ۔ لیکن یہ سب کچھ کرتے وقت نیّت یہ نہیں ہونی چاہیئے کہ لوگ آپکو اچھا جانیں یا آپ کی سخاوت کی داستانیں سنائی جائیں بلکہ صرف اور صرف اللہ کی خوشنودی مقصود ہو ۔ حضوؐر نے فرمایا :

الدنیا مزرعة الآخرة ۔

دنیا آخرت کی کھیتی ہے

ہر آدمی کو اللہ نے زندگی میں کچھ ذمہ داریاں سپرد کی ہیں جن کے متعلق قیامت میں بازپرس ہوگی ۔ چنانچہ ایک حدیث میں آپ نے فرمایا :

سنو ! تم میں ہر شخص ذمہ دار اور نگران ہے اوراس سے اس کی رعیّت کے بارے میں پوچھ گچھ ہو گی ۔ عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کی اولاد کی ذمہ دار اور نگران ہے ۔ اس سے اسکے بارے میں سوال ہو گا اور غلام اپنے مالک کے مال کا نگران ہے ۔

Marfat.com

اس سے اسکے متعلق باز پرس ہو گی - (بخاری و مسلم)

اس حدیث کی روشنی میں اولاد کی تربیت کے سلسلے میں عورت کی ذمہ داریوں کی وضاحت ہو جاتی ہے اگر اولاد اچھے کردار کی مالک نہیں ہے تو وہ قیامت کے روز اس کے لئے جوابدہ ہوگے - بہتر ہے کہ اصلاح کاآغاز گھر سے کیا جائے - نیک و صالح اولاد سے بڑھ کر اللہ کاانعام کیا ہو سکتا ہے ؟ اگر ہر گھر میں اولاد کی تربیت اسلامی طرز پر ہونے لگے تو معاشرہ کی اصلاح تو خود بخود ہو جائیگی -

ماں کی گود بچے کی پہلی درسگاہ ہے - یہیں سے بچے کے اچھا یا برا بننے کی بنیاد پڑتی ہے - یہیں سے وہ اچھے یا برے جذبات و اخلاق کو اپنے اندر جذب کرتا ہے یہیں پر اسکے دل و دماغ پر ایسے نقوش ابھرتے ہیں جو آخر عمر تک اس کا ساتھ دیتے ہیں - اب یہ ماں کا کام ہے کہ وہ کیسے نقوش پسند کرتی ہے - اگر ماں سچ بولتی ہے ، نماز پڑھتی ہے ، بری باتوں سے بچتی ہے - تو بچے بھی خود بخود ویسا ہی طریقہ اختیار کریں گے - اس کے لئے الگ سے محنت نہیں کرنی پڑیگی -

تاریخ گواہ ہے کہ کسی عظیم انسان کی ماں کوئی معمولی عورت نہیں تھی - وہ غیر معمولی صفات کی حامل تھیں - یہی وجہ ہے کہ ان کی اولاد غیر معمولی ثابت ہوئی ، علامہ اقبال کی والدہ بہت ہی خدا ترس عورت تھیں - ان کے والد کی آمدنی مشتبہ تھی - اس لئے وہ ہمیشہ ان سے کہتی تھیں کہ اس کاروبار کو چھوڑ کر کوئی دوسرا کام کرو لیکن کوئی انتظام نہیں ہو پا رہا تھا - اسی دوران علامہ پیدا ہوئے - وہ ایسی روزی سے ان کو پالنا نہیں چاہتی تھیں جو ان کے نزدیک پورے طور پر حلال نہ تھی - کیونکہ وہ خیال کرتی تھیں کہ ایسی روزی سے جو بچہ پل کر جوان ہو گا ، اس میں وہ خوبیاں پیدا نہیں ہو سکتیں جو اسلام کو مطلوب ہیں - انہوں نے اپنا زیور بیچ کر ایک بکری خریدی اور اس کا دودھ علامہ کو پلانے لگیں یہ اسی پاکیزہ جذبے کا پھل تھا کہ بڑے ہو کر علامہ اقبال نے اپنی شاعری سے اسلام کی خدمت کی - ہر اچھی ماں کی یہ خواہش ہونی چاہیئے کہ ہماری اولاد مسلمان بنے ، دین کی خدمت کرے اور ضرورت پڑے تو اللہ کی راہ میں اپنی جان قربان کردے - اسی لئے ہوش سنبھالتے ہی وہ اپنے بچوں کو بسم اللہ اور کلمہ طیّبہ پڑھاتی ہیں رات کوسلانے کے لئے لوری بھی ایسی دیتی ہیں کہ جس میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت کا تزکرہ

Marfat.com

ہو۔ لہٰذا اسی ہی سے خدا اور رسوؐل کی محبت بچوں کے دل میں نقش ہو جاتی ہے خود نماز پڑھتی ہیں اور بچّوں کو بھی شوق دلاتی ہیں ۔ روزے رکھواتی ہیں ۔ جس سے نماز اور روزہ گویا ان کی گھٹی میں پڑ جاتا ہے اور بری عادتوں سے نفرت ہو جاتی ہے ۔

عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ خواتین مردوں کے مقابلے میں کم ھمت ہوتی ہیں اور اپنے ارادوں میں پر عزم نہیں ہوتیں جتنا کہ مرد ، تاریخ میں ایسی ہزاروں عورتیں گزری ہیں ، جنہیں اسلام اپنی زندگی سے زیادہ عزیز تھا ۔ دعوتِ حق کے سلسلے میں آزمائش دور بھی آیا ۔ ہجرت کے موقع بھی آئے اور جنگیں بھی لڑنی پڑیں ، مگر خواتین نے اسلام کا ساتھ دیا ۔ حضرت امّ حبیبؓہ ایسی خاتون ہیں جنکو دو مرتبہ ہجرت کرنے کی سعادت ملی ۔ ایک مرتبہ حبشہ کی طرف ، دوسری مرتبہ مدینہ کی طرف ۔ وقت کا تقاضا تھا کہ سب صعوبتیں برداشت کی جائیں ، تو آپ نے ان کو برداشت کیا ۔

بیوی شوہر کا رشتہ عمر بھر کا ہے ۔ دونوں میں محبت یگانگت ہوتو گھر جنت بن جاتا ہے تمدن میں چار چاند لگتے ہیں اور ایک دوسرے کو تسکین پہنچتی ہے لیکن اگر میاں کی رائے کچھ اور بیوی کی رائے کچھ اور ہو تو ہر روز ایک نیا جھگڑا تیار رہتا ہے ۔ ہو سکتا ہے کہ زیادتی مرد کی طرف سے ہی ہو یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کے شوہر نے آپ کے کپڑوں اور دوسرے زینت کے سامان میں دلچسپی نہ لی ہو ۔ یہ جھگڑا کرنے کی باتیں نہیں ہیں ۔ ایثار و خلوص سے بہت سی تلخیاں دور ہو جاتی ہیں ۔ بے لوث خدمت اور اطاعت گزاری بیوی کی شان امتیاز ہے جس کو قرآن پاک میں 'فالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ' کے الفاظ سے سراہا گیا ۔

امہات المومنین اور حضرت فاطمۃ الزّہرؓا کی زندگیاں ھمارے لئے مشعل راہ ہیں ۔ لیکن ان کی مثالیں اس تجاہل عارفانہ کی نزر ہوجاتی ہیں کہ ہم بھلا ان کی نقل کہاں کر سکتے ہیں ۔ ہم دنیا دار ہیں گناہگار ہیں لہٰذا میں یہاں بیگم ایدھی کی مثال پیش کروں گی ۔ وہ آج ھمارے اس معاشرے کا حصہ ہیں ان کے شوہر ان کے تعاون ہی سے اس درجہ خدمت خلق انجام دے رہے ہیں ۔ اگر وہ تمام خواتین کی طرح نمود ونمائش کی دلدادہ ہوں توکیا ان کے شوہر یہ ٹرسٹ چلا سکتے ہیں ؟

Marfat.com

اب ان صفات پر نظر ڈالتے ہیں جو صحیح مسلمان بسے کے لئے ہمیں اپنے اندر پیدا کرنی چاہیں ۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے :

واما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوى فان الجنة هى الماوىٰ (النازعات ۴۰۔۴۱)
ترجمه اور جس نے اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے کا خوف کیا اور نفس کو خواہشات سے روکا پس تحقیق اس کے لئے جنت ہے ۔

دراصل یہ کیفیت اپنی عبدیت ، خدا تعالیٰ کی عظمت اور آخرت کی باز پرس کے احساس سے پیدا ہوتی ہے اور یہ احساس سب سے زیادہ اللہ کے پیارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا ۔ جس کی وجہ سے آپ پر ہر لمحہ خشیت الہی کی کیفیت طاری رہتی تھی ۔

میری بہنو! دنیا میں آپکو مال ضائع ہونے کا غم ہوتا ہے حالانکہ پھر میسّر آسکتا ہے لیکن یہ جو زندگی ہر روز کم ہوتی جارہی ہے ، اس کا کوئی غم نہیں ۔ رات لمبی ہوتی ہے لیکن بہت سی بہنیں اسے سونے ، فلم دیکھنے اور باتیں بنانے میں ضائع کر دیتی ہیں ۔ دن ہوتاہے تو اسے لایعنی مشاغل میں گذار دیتی ہیں جبکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

'اللہ تعالیٰ ہر رات کو اپنی رحمت و مغفرت کاہاتھ بڑھاتا ہے کہ دن کے گناہگار توبہ کرلیں اور ہر دن کو ہاتھ بڑھاتا ہے کہ رات کے گناہ کرنے والے توبہ کرلیں اور اللہ تعالیٰ کا یہ معاملہ اس وقت تک جاری رہیگا ، جب تک کہ قیامت کے قریب سورج مغرب کی طرف سے نکلے ۔ (مسلم بروایت ابو موسیٰ اشعری)

قیامت کے دن کی شرمندگی سے بچنے کے لئے ہی توبہ کرتے رہنے کی ضرورت ہے کیونکہ وہاں روسیاہ جانے سے بہتر ہے کہ دنیا کی چند ساعت سختی میں گزاری جائیں ۔ اللہ سے ڈرنا اور تقوی اختیار کرنا مومن بندوں کی صفت عالیہ ہیں اور جس کے لئے حضوؐر کا ارشاد ہے :

تم میں سے اللہ کی نظر میں افضل وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے ۔

ایک اور حدیث میں ارشاد ہوتا ہے ۔ 'نماز برائیوں سے بچاتی ہے) ۔ نماز کو دین

Marfat.com

کا ستون بھی کہا گیاہے ۔ نماز انسان کا تعلق اللہ سے جوڑتی ہے ۔ اس کا خوف اور اس کی محبت دل میں پیدا کرتی ہے اور عملاً یہ سبق سکھاتی ہے کہ انسان اللہ کابندہ ہے ، اس کا غلام ہے اور اس کی نظر ہر وقت اس پر لگی ہوئی ہے ۔ اس لئے بندہ ہر برائی سے بچ جاتا ہے اور اس کے دل میں طہارت و پاکیزگی پیدا ہو جاتی ہے ۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے مجمع میں ترغیب نماز کے لئے فرمایا:

دیکھو اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر ہو اور وہ روزانہ اس میں پانچ دفعہ نہاتا ہو تو کیا کچھ میل باقی رہیگا ۔ صحابہ نے عرض کیا ۔ کچھ بھی میل باقی نہیں رہیگا ۔ آپ نے فرمایا ۔ یہی مثال ہے نماز پنجگانہ کی ، اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے گناہ مٹاتا ہے (بخاری و مسلم) ۔

مومن اور کافر کے درمیان فرق صرف نماز کا ہے یعنی ایمان ایک مخفی چیز ہے کہ بجز اللہ کے کسی کو اس کا علم نہیں ہوسکتا ۔ لہذا نماز کو ایمان کی علامت بنایا گیا ہے ۔ ایک حدیث میں فرمایا گیا :

' اسلام میں اس کا کچھ بھی حصہ نہیں ہے جو نماز نہ پڑھتا ہو ' ۔ (درمنشور) ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص دیدہ و دانستہ نماز ترک کرے گا ۔ اللہ تعالی اسے تین آفتوں میں مبتلا کر دے گا ۔ اس کے چہرے کا نور زائل ہو جائیگا ، اس کی دعا آسمان سے اوپر نہ جائیگی اور سب سے بڑی سزا یہ ملے گی مہ مرتے دم زبان لڑ کھڑا جائیگی اور توحید کی شہادت دیئے بغیر ایمان سے محروم رخصت ہوگا ۔ '

● حضرت حاتم بلخیؒ سے پوچھا گیا کہ آپ نماز کس طرح پڑھتے ہیں ۔ فرمایا ، نماز کے وقت میں اس طرح کھڑا ہوتا ہوں کہ گویا کعبہ میرے سامنے ہے اور میرا پاؤں پل صراط پر ہے ۔ داھنی طرف جنت اور بائیں طرف دوزخ ہے ۔ موت کا فرشتہ میرے سر پر ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ میری آخری نماز ہے اور پھر کوئی اور نماز شاید میسر نہ ہو اور میرے دل کی حالت کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے ۔ ارشادِ نبویؐ ہے اللہ کی

Marfat.com

نظر میں وہ شخص افضل ہے کہ جو دن بھر فکرِ معاش میں سرگرداں رہتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ کی یاد سے بھی غافل نہیں ہوتا ۔

آج ہماری تمام تباہیوں اور بربادیوں کی اصل وجہ ہماری غفلت ہے ۔ ہم اس وقت دنیا میں پسماندہ ہیں ، مفلس ہیں ، برباد ہیں ، کمزور ہیں ۔ جب ہم نے خدا کو چھوڑ دیا ، اس کی عبادت ترک کردی ، اس کے سامنے جھکنا چھوڑ دیا ۔ تو پھر ہمیں فلاح کیسے حاصل ہو سکتی ہے ؟ یہ راز پہلے بہنوں کو خود سمجھنا ہوگا ۔ اس کے بعد اپنے مردوں کو سمجھانا ہوگا کہ نماز ایک ایسی عادت ہے کہ اس کا اثر دیرپا اور نتائج خوش آئند ہوتے ہیں ۔ اگر سب لوگ اس کے عادی ہو جائیں تو ان کی فطرت بدل دے گی ، نیکیاں پھیلیں گی اور ساری خرابیاں دور ہو جائیں گی ۔

نماز کے بعد اللہ تعالی نے مومن بندوں کی ایک صفت یہ بتائی ہے کہ :
وَمِمَّارَزَقْنٰھُمْ ینفقون (بقرہ ۔ آیت ۳) ترجمہ : یعنی ایمان لانے والے لوگ ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے خرچ کرتے ہیں ۔

یہ تو ظاہر ہے کہ ہمارے پاس جو کچھ ہے وہ اللہ کا دیا ہوا ہے ۔ یہ مال و دولت ، گھر بار اور اولاد ، سب اللہ کی عطا کردہ ہیں ۔ تو اگر ہم نے اس کی راہ میں ان کو خرچ بھی کر دیا تو کیا بڑی بات ہوئی ۔ لیکن اللہ تعالی اس کو بھی احسان مانتے ہیں ۔ مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسولؐ اللہ نے :

ایک شخص کسی جنگل میں تھا ۔ یکایک اس نے ایک بدلی میں سے آواز سنی کہ فلاں شخص کے باغ کو پانی دے ۔ پس وہ بادل چلا اور ایک نخلستان میں اپنا سارا پانی برسا دیا ۔ ایک نالی کے ذریعے پانی باغ میں پہنچا یہ شخص بھی اس پانی کے پیچھے ہولیا ۔ دیکھتا کیا ہے ایک شخص اپنے باغ میں کھڑا ہوا بیلچہ سے پانی پھیر رہا ہے ۔ اس نے اس کو سب ماجرا سنایا پھر پوچھا کہ اے بندہ خدا تو باغ کے متعلق ایسا کیا عمل کرتا ہے کہ تیرے باغ کی سینچائی کاغیبی انتظام ہوتا ہے ۔ اس نے کہا جب تو نے پوچھا ہے تو بتانا ہی پڑے گا میں اس باغ کی پیداوار پر نظر ڈالتا ہوں ، ایک تہائی تو خیرات کر دیتا ہوں ، ایک تہائی کو اپنی اور بچوں کی خوراک بناتا ہوں اور باقی ایک تہائی کو پھر باغ میں لگا دیتا ہوں ۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں خرچ

Marfat.com

کرتے ہیں اللہ یوں ان کے رزق میں برکت دیتا ہے ۔ خواتین عموماً خیرات و زکوۃ میں ذرا کنجوسی سے کام لیتی ہیں یا پھر یہ ہوتا ہے کہ خیرات و صدقات بھی واقفیتوں کی بنا پر ہو رہے ہوتے ہیں ۔ ان کی تشہیر ہوتی ہے یہ طریقہ درست نہیں ہے ۔ بعض اوقات ہم یوں بھی اپنے آپ کو فریب دیتے ہیں کہ ہمارے پاس اتنا کچھ ہے ہی کہاں کہ ہم اللہ کی راہ میں خرچ کریں ۔ بمشکل تمام اپنی ضروریات پوری ہوتی ہیں ۔ حالانکہ واقعہ یوں ہے کہ ہم نے اپنی ضروریاتِ زندگی اور معیارِ زندگی اس قدر بلند کر لیا ہے کہ جتنا بھی کما لیں ، ناکافی ہی رہتا ہے ۔ قناعت ہماری زندگیوں سے رخصت ہو چکی ہے ہر عہدے اور ہر گریڈ کا شخص یہی کہتا نظر آتا ہے کہ ' گزارہ نہیں ہوتا ' ۔ یہ اس قوم کے افراد ہیں جن کے اسلاف ایک کھجور سے گزارہ کر لیتے تھے ۔

اصلاح کے لئے کوئی وقت ، کوئی عمر مقرر نہیں ہے ۔ انسان اشرف المخلوقات ہے ۔ جب چاہے اپنی اصلاح کر سکتا ہے ۔ دنیاوی زندگی کے لئے ہمیں اپنی آخرت برباد نہیں کرنی چاہیئے ۔ بقول علامہ اقبال

یہ مال و دولت دنیا یہ رشتہ و پیوند
بتانِ وہم و گماں لا الہ الا اللہ

حضرت عائشہؓ کی خدمت میں ایک مرتبہ کہیں سے ایک لاکھ درہم آئے ۔ آپ نے ان کو طباق بھر بھر کے بانٹنا شروع کر دیا اور شام تک ختم کر دیا ۔ ایک درہم بھی باقی نہ رکھا ، خود روزہ دار تھیں ، افطار کے وقت باندی نے عرض کیا کہ کیا اچھا ہوتا کہ ایک درہم کا گوشت منگوا لیتی فرمایا اب کہتی ہے جب کچھ بھی نہ بچا ۔ اس وقت کہتی تو منگوا لیتی ۔

اندازہ لگائیے کیا ایک لاکھ درہم سے وہ اپنے گھر کی آرائش نہ کر سکتی تھیں ۔ اپنے لئے اعلیٰ سے اعلیٰ لباس تیار نہیں کروا سکتی تھیں ۔ آخر وہ کیوں نہیں سوچتی تھیں کہ میرے شوہر امیر المومنین ہیں ۔ لوگ میرے پیوند دیکھیں گے تو کیا کہیں گے ؟ وہ اعتماد سے زندگی اس لئے گزارتی تھیں کہ افضل و برتر کا معیار عمدہ لباس و زیورات ، قیمتی نوادرات سے مزیّن گھر نہیں تھے ۔ بلکہ تقوی تھا ، پرہیزگاری میں اعلیٰ سے اعلیٰ ترین ہونے کی دھن سوار تھی ۔

Marfat.com

اپنا پیٹ کاٹ کر دوسرے کا پیٹ بھرنا ایثار کی صفت ہے ۔ ورنہ عام طور سے دنیا میں خود غرضی کا چلن ہے ۔ رشتے ناتے ، تعلقات ، اخلاق ہر چیز کو اسی ترازو میں تولا جاتا ہے ۔ اپنا روپیہ پیسہ ، مال و دولت وہ کسی کو دینا نہیں چاہتے یا تو اسے جمع رکھتے ہیں یا اپنی خواہشات نفس پر خرچ کرتے ہیں ۔ ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالی کلام پاک میں فرماتے ہیں ۔

ترجمہ :۔ جو لوگ سونا چاندی ، مال و دولت جوڑ کر رکھتے ہیں اور اس کو خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ۔ اے رسولؐ ! تم اُنہیں درد ناک عذاب کی خبر سنا دو ، جس دن کہ تپایا جائیگا ان کی دولت کو دوزخ کی آگ میں ، پھر داغی جائیں گی ان کی پیشانیاں اور ان کے پہلو اور پیٹھیں اور کہا جائیگا یہ ہے وہ مال و دولت جس کو تم نے جمع کیا تھا اپنے واسطے پس مزہ چکھو اپنی جمع کی ہوئی دولت کا ۔ (توبہ ۳۴۔۳۵)

زکوۃ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ہے اور یہ اللہ کا حق ہے اور اس میں انفرادی و اجتماعی اور ظاہری و باطنی ہزار فائدے ہیں ۔ جو شخص زکوۃ نہیں دیتا وہ گویا اللہ کے حق کو غصب کرتا ہے ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا :

جس کو اللہ نے مال دیا اور اس نے اس کی زکوۃ نہیں دی اور جو لوگ بخل کرتے ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ وہ اچھا کر رہے ہیں ۔ جس مال میں وہ بخل کرتے ہیں ۔ عنقریب اس کا طوق ان کو پہنایا جائیگا ۔

اس برے وقت سے نجات کے لئے حضور اکرمؐ نے خاص طور سے خواتین کو مخاطب کرکے فرمایا جس کی راوی زینب بنت ابی سلمہؓ ہیں کہ :

اے گروہ خواتین ! زکوۃ دو ، اگرچہ وہ تمہارے زیور سے ہی کیوں نہ ہو کیونکہ قیامت کے دن دوزخیوں میں تمہاری تعداد زیادہ ہوگی (ترمذی)

اگر آپ واقعی تہی دست اور مفلس ہیں تو یہ مت سمجھیے کہ صدقہ مال ہی پر منحصر ہے اور ہم اس سے معذور ہیں بلکہ اپنا آرام ، اپنے قول و فعل غرض جس

Marfat.com

چیز پر بھی آپکو قدرت حاصل ہے ، اس کو اللہ کے لئے خرچ کیجئے ۔ مثلاً بیمار کی عیادت ، کسی مزدور کا بوجھ بٹانا ، کسی کا کام نکلوا دینا اور نیک بات کہنا ، داد رسی کرنا ، ان کاموں کے لئے مالدار ہونا ضروری نہیں ، حتی کہ سبحان اللہ . الحمدللہ ،اللہ اکبر کہنا بھی صدقہ ہے ۔

بہنو! جب آپ نے خالق کائنات کو اپنا رب مان لیا اور اس کے بھیجے ہوئے نبیؐ کو رسوؐل برحق تسلیم کر لیا تو پھر ان کی اطاعت بھی کیجئے ۔ آپ کا اندازِ فکر ، صحیح مومن مسلمان کا سا ہونا چاہیے ۔ مختصراً علامہ اقبال کے قول کے مطابق 'گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان' تاکہ اللہ تعالی اپنی رحمتیں ، اپنی برکتیں اپ پر نازل فرمائیں ۔ کوئی شخص اس وقت تک مومن کہلانے کا مستحق نہیں ہے جب تک وہ اپنی خواہش نفس چھوڑ نہ دے ۔ حضوؐر فرماتے ہیں ۔

تم میں کوئی شخص مومن نہ بنے گا جب تک کہ اس کی خواہش نفس اس کی تابع نہ ہو جائے جو میں لایا ہوں (مشکوٰۃ)

مومنین کو اللہ تعالی نے فلاح کی خوشخبری دی ہے ۔ فلاح کا ذریعہ کیا ہے ؟ وہ یہ کہ کسی کام کو لوگ ناپسند کر رہے ہوں اور شریعت نے اس کا حکم دیا ہے اور آپ دنیا کے لوگوں کی مخالفت کے باوجود اس کو کرتی ہیں ۔ جیسا کہ آج کل کم ہی خواتین سر ڈھانکتی ہیں ۔ یہ ایک چھوٹی سے بات ہے لیکن اس کے باوجود اگر کوئی اس پر مستقل مزاجی سے قائم ہے ۔ خواہ کوئی محفل ایسی ہی کیوں نہ ہو ، جہاں کسی ایک عورت کا بھی سر ڈھکا ہو نہیں ہے ، تو یہ اللہ کی نظر میں افضل ہے ۔ اس لئے کہ آپ احکامات خداوندی پر ثابت قدم رہیں ۔ آپ کی اس ثابت قدمی کا نتیجہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس محفل میں صرف ایک خاتون آپکے اس عمل سے متاثر ہو جائے اور یوں بغیر کسی محنت کے آپ سے اصلاح کا کام ہو جائے ۔ بقول شاعر مشرق لَآ الہ لِا اللہ کی حقیقت قلب و روح میں اس طرح جاگزیں ہوں کہ آپ کے تخیلات و افکار اور اخلاق و معاملات سب پر اس کا غلبہ ہو ۔ آپؐ کی ساری زندگی اسی کلمہ طیبہ کے معنوی پیکر میں ڈھل جائے ۔ آپ کے ذہن میں کوئی ایسا خیال راہ نہ پاسکے جو اس کلمے کے معنی سے مختلف ہو اور آپ سے کوئی ایسا عمل سرزد نہ ہو جو اس کلمہ کے مقتضیٰ کے خلاف ہو ۔ بلکہ آپ سچی مسلمان ہوں ۔ اپ

Marfat.com

کی رگ رگ میں تقویٰ کی روح کار فرما ہو ، اللہ کے سوا آپ کی گردن کسی کے سامنے نہ جھکے ، اللہ کے سوا آپکا ہاتھ کسی کے آگے نہ پھیلے ، اللہ کے سوا کسی کا خوف آپ کے دل میں نہ رہے ۔ آپ کی محبت اللہ کے سوا اور کسی کے لئے نہ ہو ۔ اللہ کے قانون کے علاوہ آپکی زندگی پر کسی اور کا قانون نافذ نہ ہو ۔ آپ اپنے نفس کی ساری خواہشات اور اس کے تمام مرغوبات و محبوبات اللہ کی خوشنودی پر قربان کر دینے کے لئے ہر وقت تیار رہیئے ۔

مومن مرد اور مومن عورت کی خوبی یہ ہے کہ جب اس کو صحیح بات کا علم ہو جائے تو پھر وہ تمام پابندیاں توڑ کر نیکی کو اختیار کر لیتا ہے ۔ اسی اصول میں مسلمان کی قوت کا راز پوشیدہ ہے ۔ ماضی میں بھی وہ اطاعت رسوؐل سے ابھرے تھے ، اسی چیز نے انہیں جہانگیری و جہانبانی عطا فرمائی تھی ۔ اسی نے قوموں کے دلوں میں ان کی دھاک بٹھائی تھی اور آج بھی اگر وہ سربلند ہو سکتے ہیں تو اسی اصول کو اپنا کر ، اسی پیغام کو اپنی زندگی کا نصب العین بنا کر اور ان ہدایات پر عمل کرکے جو آنحضرتؐ کی تعلیمات ہیں ۔

اُم ایمن نے رسوؐل اللہ کی دعوت کو ابتدائی دور میں ہی قبول کر لیا تھا ۔ آپ کو دین کے رستے میں دو بار ہجرت کرنی پڑی ایکبار حبشہ کی طرف اور ایک بار مدینہ کی طرف ۔ آپ کو حضوؐر کے ساتھ جہاد میں شریک ہونے کا شرف بھی حاصل ہوا ۔ جنگ اُحد میں ، شدید حملے کے وقت ، جب مسلمان میدان چھوڑنے لگے ، تو آپؓ نے نہایت ہمت کا ثبوت دیا ۔ مسلمانوں کو اسلامی غیرت ، اور رسوؐل اللہ کی جان کا واسطہ دیا اور کہا تم موت سے بھاگ کر کدھر جا رہے ہو ۔ کیا موت کہیں اور نہیں آئیگی ۔ میدان جنگ سے باہر کی موت ذلت اور بزدلی کی موت ہے جبکہ میدان جنگ کی موت عزت اور شہادت کی موت ہے ۔ کیا تمہارے اندر یہ احساس کروٹ نہیں لیتا کہ رسوؐل خدا میدان جنگ میں مخالفین کا مقابلہ کر رہے ہیں اور تم اُن کو چھوڑ کر بھاگے جا رہے ہو ۔

اس واقعہ کی روشنی میں ہمیں اپنے دلوں کو ٹٹولنا ہوگا ۔ کیا ہمارے اندر دین کی ایسی محبت موجود ہے کتنا وقت ہماری خواتین میک اپ اور اس کے متعلق

Marfat.com

گفتگو کرنے میں ضائع کر دیتی ہیں ۔ جبکہ اللہ کا حکم ہے کہ خواتین اپنی آرائش و زینت کو چھپائیں ۔ وہ وقت اور کچھ نہیں تو دینی مطالعہ میں ہی لگا دیا جائے ۔ اللہ کے احکامات اپنی ناخواندہ بہنوں کو سنا دیے جائیں تو کتنا اچھا ہے ۔

عزیز بہنو! آپ کی حیثیت ایک روشن مینار کی سی ہے ۔ آپ کی بدولت جہالت کے اندھیرے دور ہونگے ۔ آپکے ذمہ یہ کام اس خالق و مالک کی جانب سے عائد ہوتا ہے جو بدلے کے دن کا مالک ہے ، جو دلوں کے بھید جانتا ہے ۔ اسی آقا نے آپ کو ایمان کی دولت سے نوازا ہے ۔

حضرت ابوذرؓ ایک جلیل القدر صحابی گزرے ہیں ۔ فرماتے ہیں کہ حضورؐ اکرم نے فرمایا :

'امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فرض انجام دیتے رہو ورنہ اللہ تعالی تم پر ایسے ظالم بادشاہ کو مسلط کر دے گا جو تمہارے بڑوں کی تعظیم نہ کرے ، تمہارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اس وقت تمہارے برگزیدہ لوگ دعائیں کریں گے تو قبول نہ ہونگی تم مدد چاہو گے مدد نہ ہوگی ، مغفرت مانگو گے ، مغفرت نہ ہوگی '۔

دین کے معاملے میں آپ کے اندر ایسی تڑپ ہونی چاہیئے کہ خود بھی اللہ اور اس کے رسولؐ کے بتائے ہوئے راستہ پر چلیں اور دوسری بہنوں کو اس پر چلنے کی تلقین کریں ۔ ہر وقت اور ہر جگہ ، ہرہر لمحہ اور ہر محفل میں یہ عہد آج ہی اسی وقت کیجئے ۔ اس نیک کام کے لئے کل کا انتظار نہ کیجئے ۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

'جو شخص لوگوں کو صحیح راستے کی دعوت دے اور نیکی کی طرف بلائے تو جو لوگ اس کی بات مان کر جتنی نیکیاں اور بھلائیاں کریں گے ، تو جتنا ان نیکیوں کا ثواب ان کرنے والوں کو ملے گا اتنا ہی ثواب اس شخص کو ملے گا ۔ جس نے ان کو نیکی کی دعوت دی اور اس کی وجہ سے خود نیکی کرنے والے کے اجر و ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی' ۔ (مسلم)۔

خواتین یہ عذر پیش کرتی ہیں کہ بھلا ہم مردوں کو کیسے نصیحت کر سکتے ہیں وہ کہاں ہمارا کہا مانتے ہیں، اس قسم کے بہانے ہمارے ارادے کی کمزوری کے

Marfat.com

مظہر ہیں ۔ ہر شعبہ زندگی میں عورت مرد کی برابر کی ساتھی ہے ۔ اس پر اثر انداز ہے ۔ بیوی ہے تو شوہر کی ساتھی ہے بہن ہے تو بھائی کی مونس ، ماں ہے تو بیٹے کی غمگسار ، ان کے بغیر گھر سونا ہوتا ہے ۔ اگر عورت عزمِ صمیم سے کام لے تو وہ مردوں کی بھی اصلاح کر سکتی ہے ۔

اُم سلیمؓ بنت ملجان بڑی شیر دل خاتون تھیں وہ دین پر ثابت قدم رہ کر اپنے شوہر کو راہ راست پر لے آئیں ان کے شوہر ابو طلحہؓ پہلے بت پرست تھے ۔ پتھروں اور درختوں کی پوجا کرتے تھے ۔ یہ بڑی بے چین رہتی تھیں ، ہر وقت ان کے احساس کو جھنجھوڑتی تھیں ، غیرت دلاتی تھیں ۔ اور کہتی تھیں کہ یہ پیڑ ، پودے جو زمین کے اندر سے نکلے ہیں ، خدا کیسے ہو سکتے ہیں ؟ حالانکہ وہ ان کو کافی اذیتیں دیتے لیکن یہ برابر انکو سمجھاتی رہیں ۔ آخر رفتہ رفتہ شوہر متاثر ہوئے اور مسلمان ہو گئے ۔ یہ ان کی استقامت کا پھل تھا ۔

عورتوں پر یہ لازم نہیں کہ وہ اپنے دین کو مردوں کے حوالے کر دیں ۔ وہ مردوں کا ضمیمہ نہیں ہیں ۔
ان کی اپنی ایک مستقل شخصیّت ہے ۔ عورتوں کو بھی خدا کے روبرو پیش ہونا ہے اور اپنے اعمال و افعال کا خود جواب دینا ہے ۔ قیامت کے روز ہر عورت اپنی ہی قبر سے اٹھے گی ، اپنے باپ یا شوہر یا بھائی کی قبر سے نہیں اٹھے گی ۔ اپنے اعمال کا حساب دیتے وقت وہ یہ کہہ کر نہ چھوٹ جائیگی کہ میرا دین میرے مردوں سے پوچھو ۔ اپنے طریق زندگی کی وہ خود ذمہ دار ہے اور اسے خدا کے سامنے اس بات کی جوابدہی کرنی ہوگی کہ وہ جس طریقے پر چلتی رہی ، کیا سوچ کر چلتی رہی:

اپنے عمل کے ساتھ ساتھ آپ کا فرض ہے کہ اپنے گھر کے مردوں پر اثر ڈالیں ۔ اپنے شوہروں ، باپوں ، بھائیوں اور بیٹوں کو اسلام کی طرف بلائیں ۔ اگر مسلمان لڑکیاں اپنی اصلاح کرلیں اور وہ دیکھیں گی کہ کس طرح مسلمان نوجوانوں کی زندگیاں ، ان کے طریقے بدلنے شروع ہو جائیں گے ۔ مسلمان بیوی اگر صاف صاف کھول کرکہہ دے کہ اسے حرام کی کمائی سے سجائے ہوئے ڈرائنگ روم پسند نہیں ، رشوت کے روپے پیسے سے عیش و عشرت کی زندگی بسر کرنا گوارا نہیں ہے بلکہ

Marfat.com

وہ حلال کی محدود کمائی میں روکھی سوکھی کھاکر جھونپڑے میں رہنا زیادہ عزیز رکھتی ہے تو حرام خوری کے بہت سے اسباب ختم ہو جائیں گے اور کتنی ہی رائج الـوقت خرابیوں کاازالہ ہو جائیگا ۔ آپ کا فرض ہےکہ آپ شیریں طریقے سے اپنے عزیزوں اور ملنے جلنے والوں کے سامنے خلاف اسلام طور طریقوں پر تنقید کریں اور انہیں اسلام کے احکام سمجھائیں ۔ مسلمان خاتون ہونے کی حیثیت سے آپ شوہر ، باپ ، بھائی اور بیٹے پر یہ واضح کر دیں کہ ہم صرف اسلام کے راستے پر آپ کی رفاقت کر سکتی ہیں لیکن اگر آپ کو اسلام کی حدود کی پابندی گوارا نہیں ہے تو آپ جانیں اور آپ کا کام ۔ ہم آپ کا ساتھ نہیں دے سکتیں ۔ آپ کی دنیا کے لئے ہم اپنی آخرت بگاڑنے کو تیار نہیں ہیں ۔ دوسری طرف جن خواتین کے شوہر ، باپ ، بھائی اور بیٹے خدا اور رسُول کی پیروی کرنے والے ہوں ۔ ان کا کام یہ ہے کہ وہ ان کے ساتھ پورا تعاون کریں اور تکلیفوں میں ان کا ساتھ دیں ۔ ظاہر بات ہے کہ جو شخص اسلام کی حدود کے اندر رہنے کا فیصلہ کرے گا ، وہ دولت کمانے میں ہر طرح کے مال پر ہاتھ نہیں مارسکتا ۔ چنانچہ مسلمان خواتین کا فرض ہے کہ ان تکالیف میں اپنے حق پرست مردوں کی سچّی رفیقِ ثابت ہوں ۔

عزیز بہنو ! آج ایک طرف تو مُسلمان سیاسی غلامی میں مبتلا ہیں تو دوسری طرف ذھنی اعتبـار سے بھی وہ دوسرے لوگوں کے محتاج ھیں ۔ ان کی بول چال ، اٹھنا بیٹھنا ، کھانا پینا ، رھن سہن ، تعلیم وتہذیب اخلاق و آداب ، ہر طریقہ ہر اصول یورپ سے درآمد شدہ ہے ۔ ان کے مدرسے ، ان کے دفتر ، ان کی سوسائٹی ، ان کے گھر ، حتیٰ کہ ان کے جسم تک زبان حال سے شہادت دے رہے ہیں کہ ان پر مغربی تہذیب مغربی افکار اور مغربی علوم و فنون کی چھاپ ہے ۔ وہ اگر سوچتے ہیں تو مغرب کے دماغ سے ، وہ اگر چلتے ہیں تو ان راھوں پر جن کی طرف آئمہ مغرب نشاندھی کرتے ہیں ۔ نیز انہی کے بخشے ھوئے افکار و خیالات سے زندگی کے مسائل حل کرتے ہیں ۔ انہی کے عطا کردہ معیار پر اپنی ترقی و تنزلی کی کیفیت کو جانچتے ہیں ۔ حتیٰ کہ اپنی متاع عزیز اپنی اولاد کو بھی مغرب کے انداز میں تربیت دیتے ہیں ۔

بہنو ! اگر ہم واقعی صدق دل سے یہ چاہتے ہیں کہ معاشرے کی اصلاح ہو ، سماجی برائیوں کا خاتمہ ہو تو اس کے لئے سیمینار ، سیرت کانفرنس کافی نہیں‌ھیں ،

Marfat.com

علم سے ہم نے یہ فائدہ حاصل کیا ہے کہ ہمارے ذخیرہ الفاظ میں کافی اضافہ ہو گیا ہے ، ان تمام تقاریر ، مقالہ جات کو جانتیہیں کوئی فائدہ کیوں نہیں ھوتا ؟ اس لئے کہ ہماری زندگیوں میں عمل نام کی کوئی چیز نہیں ہے اور اس لئے کہ جو تحریر کر رہا ، ھوتا ہے ، جو تقریر کر رہا ھوتا ہے ، اس کی اپنی زندگی میں بھی ان تمام پندو نصائح کا کوئی دخل نہیں ھوتا اور بقول حضرت علیؓ کرم اللہ وجہ اس شخص کی نصیحت میں کوئی اثر نہیں ھوتا جو خود اس پر عمل نہ کرتا ہو ۔ ' ہمارے معاشرے میں اصلاح کی صرف ایک صورت ہے کہ ہر شخص پہلے اپنا احتساب کرے ۔ اخلاق میں ، کردار میں کاروبار میں ، لین دین میں ، گفتگو میں ، غرض ہر شعبہ زندگی میں عملی نمونہ پیش کیا جائے ۔

آج سب سے زیادہ ضرورت اور اہمیت جس بات کی ہے وہ یہ ہے کہ اپنے بچوں کو اسلامی طرز پر تربیت دی جائے ۔ ہماری موجودہ نسل اس لحاظ سے بڑی بدقسمت ہے کہ گھروں کے اندر کبھی قرآن کی آواز ان کے کانوں میں نہیں پڑتی اور نہ وہ اپنی آنکھوں سے اپنے والدین کو کبھی نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہیں ۔ ہم خوش قسمت ہیں کہ بچپن میں اپنے گھروں میں قرآن کی آواز سنی ، اپنے بڑوں کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا لیکن موجودہ نسل جس ماحول میں پرورش پا رہی ہے وہاں دن کا آغاز فلمی گانے سے ھوتا ہے ۔ اگر ہمارے گھروں کا یہی حال رہا اور بچے اسی طرح غلط تربیت پاتے رہے تو جب زندگی کی باگ ڈور ان کے ہاتھ آئیگی ، اس وقت شاید اسلام کا نام بھی باقی نہ رہے ۔

میری عزیز بہنو ! ہماری بقاء صرف اور صرف اسلام ہے ، آپ ایسا طریقہ اختیار کیجئے کہ لوگوں کی معاشرت میں ، روز مرہ کے رھن سہن میں اسلام نمودار ہو ۔ وہ ہمارے بچوں کو آنکھوں کے سامنے چلتا پھرتا نظر آئے ، بچے اسے دیکھیں ، اس کا مزہ چکھیں اور اس کا اثر قبول کریں ۔ ان کے کانوں میں بار بار قرآن کی آواز پڑے ۔ وہ دن میں پانچ مرتبہ گھر میں نماز کامنظر دیکھیں ۔ پھر وہ اپنی فطرت کے تحت بڑوں کی تقلید کریں ۔ انہیں نماز پڑھتا دیکھ کر وہ بھی نمازی بنیں ۔ وہ توحید کا پیغام سنیں ، وہ عبادت کا مدعا سمجھیں ، اسلام کا نقش ان کے دلوں پر قائم ہو ، ان کی عادات درست ہوں ان کے اندر اسلامی ذوق پیدا ہو ۔ ہمیں کوشش کرنا ہے ، کوشش ،

Marfat.com

اور کوشش جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے :
'ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب' (سورہ ہود نمبر ۸۸)
ترجمہ : میں صرف حسب استطاعت اصلاح چاہتا ہوں ۔ میری توفیق تو اللہ ہی سے وابستہ ہے اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اس کی ہی طرف میں رجوع کرتا ہوں ۔

بہنو ! عالم اسلام کی نگاہیں آج آپ پر لگی ہیں ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ اس اس جذبہ کو پھر سے زندہ کیا جائے جو قرون اولیٰ کی خواتین کا خاصا تھا ۔

Marfat.com

وزارت مذہبی امور و اقلیتی امور

ROLE OF WOMEN IN REFORMATION OF SOCIETY IN LIGHT OF THE SEERAH OF THE PROPHET (PBUH)

VOLUME II

MAQALAT -I- SEERAT (KHAWATEEN)

NATIONAL SEERAT CONFERENCE (KHAWATEEN)

Nov. 1987 – Rabi-ul-Awwal 1408

RESEARCH & REFERENCE SECTION
MINISTRY OF RELIGIOUS AFFAIRS & MINORITIES AFFAIRS
ISLAMABAD